Ref. Library TONK

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱ ترجمہ	متاخرین زبان	متاخرین نے زبان	رر	۵ رر	ایک چیز	ایک ہی چیز
ایضاً	رر	پہلا	پھیلایا	۱۶	۴ ترجمہ	کہ برہان	کہ جو برہان
رر	۴ رر	جوجبریل	جو مانند جبریل	رر	۵ رر	قایم اسپر	قایم ہی اسپر
رر	۴ حاشیہ	والاتفاقی	والانہائی	۲۱	۱۰ ترجمہ	مانند	کا مانند
۴	۱۰ متن	فی جزاء الحکمۃ	سے جزاء الحکمۃ	۴۰	۱۲ حاشیہ	عاملون	یعلمون
۵	۲۱ حاشیہ	موضوعاتہ	مضوعاتہ	۵۱	۲۸ حاشیہ	فکیف	فکیف یکون
رر	۴ رر	انانقول	علی انا نقول	رر	۲۵ رر	علم المثال	عالم مثال
۶	۷ متن	سلفے	کفے	رر	۵ رر	ولغیرہ	ہو علمہ لغیرہ
رر	۵ ترجمہ	سے معلوم	سے نہین معلوم	۵۴	۵ متن	فیعلقہا	فینفقاہا
رر	۴ حاشیہ	فالواحدہ	والواحدۃ	۵۶	۱ متن	الاتفاق	الاتقان
۷	۵ حاشیہ	وحیثیۃ	وحیثیۃ عنہ	[illegible]	۰ حاشیہ	ذاک	ذاک نقصان [illegible]
رر	۴۹ رر	عندہ بعد	عندہ ودفعۃ واحدۃ بعد	رر	۲۳ رر	تکل	این تحلّل
رر	۵۰ رر	فیکون لہ تعالی ارادۃ منتظرۃ	فلا تکون منتظرۃ وارادتہ لا تقتضیہ	رر	۲۰ رر	تحل ذات	تحل فی ذات الاول
رر	۳۴ رر	واجب الفعلیہ	واجب الفعلیۃ ومن جنبۃ حجر	۵۸	۹ ترجمہ	عناصر	ہیولی عناصر مین
-			ممکن الفعلیۃ	۵۹	۶ ترجمہ	صورت زندگے	صورت مین زندگے
رر	۳۵ رر	جنبۃ لہ	تلک الجنبۃ ولا تکون لہ	۶۰	۱ ترجمہ	خداتعالی قرآن	خداتعالی نے قرآن
۹	۵ ترجمہ	بلا واسطہ وہ عاقل ہے	بلا واسطہ جاننے والا وہ عاقل ہے	رر	۷ رر	اسس	اوس
۱۰	۲ ترجمہ	ذات	ذات مین	رر	۴ حاشیہ		وما قیل ان اکثر سلاسل الطرق
۱۲	۱۲ ترجمہ	اثم	علم	رر	۱۲ حاشیہ	والطفل ۲	بواسطہ الحسن البصری ینتہی الی علی ابن
رر	۲۰ حاشیہ	تنبیہ	نبلغہ				ابی طالب علیہ السلام وبعض العلماء
رر	۳۰ رر	سفات	صفات				من اہل الحدیث قد قال الحسن البصری
۱۴	۱۲ ترجمہ	کواوسیدہم	کوجاناواسیدہم				لم یلق علیا قلنا ان الحسن البصری قد لقی علیا
۱۶	۴ متن	وارد	واردۃ				[illegible]
۱۱	۵ ترجمہ	کل کا	کل	۶۱	۷ ترجمہ	منحصر ہے کہ	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦٠	٣ متن	وهذا الكلام	فهذا الكلام	٨٢	٦ متن	ان يكون	ان نكون
٦٠	٢ حاشیہ	ترك	والبناء بالعلة يستلزم العلم	″	٣ ترجمہ	اور جو چیز	اور جو چیز
			بالاقوال عليه بذاته الزهم غير	٨٣	٣ ترجمہ	کہ مب اوسیر	کذاب کی سے اوسیر
			القدرة	٨٥	١ ترجمہ	آت	آئینہ
٦٦	٩ متن	والموجودات	من الموجودات	٨٩	٢ حاشیہ	من ناکا ذ	[illegible]
-	٦ ″	ا	ولما	٩٠	١ ترجمہ	ذن ہوا	یقین ہوا
٦٨	٤ ″	بالذات	وبالذات	″	٩ متن	بالعند	بماعنہ
٧٥	٦ ″	ارادہ متسلسلة	الارادات متسلسلة	٩١	١ ترجمہ	کہ مردونسے	کہ مجرد دونسے
٧٣	٢٧ حاشیہ	[illegible]	[illegible]	″	٢ ″	خدا ہر شے کو	خدا از ہر شے کو
٧٥	٣٠ حاشیہ	لوجود الاقتضاء	لان الوجود بالتفصيل يقتضي	″	٨ ″	بتصور	مصور
٧٦	٩ حاشیہ	[illegible]	[illegible]	٩٢	١ ترجمہ	شئ فرع	شئ کی فرع
″	١٥ ″	علی ابن ابیطالب	قال علی ابن ابیطالب	″	٨ ″	ہیہ اگر	بعد از اگر
″	١١ متن	الحكم ركل	الحكم لكل	″	٩ ″	الامکان اور جب	بالامکان ہوگا اور
″	٥ ترجمہ	خناقض	مناقض ہو	″	١١ ″	الامکان اور	بالامکان ہوگا اور
	٢ حاشیہ		تجوزتها	٩٣	٥ متن	الواجب	والواجب
″	٨ ″	لان وجود کان الوجود	لان وجود کان واقع النظر	″	١ ترجمہ	قدرت ممکن	قدرت میں ممکن
٧٨	٨ متن	نعتل	يعقل	″	١٢ ″	ثابت کہ معدوم	ثابت ہے کہ معدوم
″	٩ ترجمہ	کلیات	کلیات کو	٩٤	٣ حاشیہ	من	من المتقدمين
٧٩	٢ متن	ليتغير	لا يتغير	٩٥	١٢ متن	تضاد	تضاد البرهان
٨٠	٨ ″	ديته	ابد الدهر	″	٦ ترجمہ	ساقبله	سابقہ میں
″	١٢ ″	لو کل	کل	″	١٠ ترجمہ	مجرد ہیں	مجرد ہوگے
″	٣ ترجمہ	خدا کا	خدا کو	٩٦	١٠ ترجمہ	کیا او سین پیدا	کیا کہ اوس میں ایمان پیدا
″	٢ ″	وعلم	وعلم زمانی آنکو	″	١١ ″	گواہ	گویا کہ گیا
″	″	تبہ جاتا	تبجہ سے جاتا	٩٧	٢٦ حاشیہ	شد	شدنا
٩١	٥ ″	موجز جيسه	موجز جسے	″	″	از المتسل	از اعلم والمتسلسل

١٤١	٣ ،،	من ساعد	من ساعته	١٦٣	٩ متن	بعين	العين
١٤٢	٢ ،،	ان فاصلا	ان الفاضل	١٦٥	١١ ،،	الالم	الالم
،،	،،	سيجان	•	١٦٦	٧ متن	وكان لم يكن	والالم تكن
،،	٨ متن	العويلين سهل	العويلين قلت دفعه سهل	،،	١١ ،،	على الصادر	على الكل الصادر
١٤٣	١٣ ،،	لا نهايا	لانهايا	١٧٥	٩ متن	ذات خدا جل كبيره	ذات خداوند علا عزو جل
١٤٤	٣ ،،	•	في قدرة التعاء المطلق بل النفس في الفعل	١٧٩	١٥ حاشيه	•	يعني ان عدالته الانبياء
•	•	•	الاثر ان المتشابه من احكام المتفشين		•	•	ادون من عدالته الملائكه
•	•	•	وانها غير مقدور للنفس		-	•	عدالته انها سلب دون من
،،	٣ ،،	بل سعته	بل بعدم سعته		•	•	عدالته الانبياء
~	٩ ،،	لن يلق اليه نورا	من لم يجعل الله نورا				
،،	١١ ،،	كالامتناع	نحو قناع				
١٤٦	٥ ،،	الواحدية	الموحدية				
،،	١٠	تم	•				
١٤٧	٢٧ حاشيه	الكوكب ستاره	الكوكب من الكواكب ستاره				
،،	١٣ ،،	شئ رواته	شئ زوزوته				
١٤٨	٤ ،،	لظهر	ليظهر				
١٥٠	٥ ،،	فيقولون	فنقول				
،،	٧ ،،	لان المجيبه	لان القدرة المجيبة				
١٥٢	٥ ،،	الاعتبار	اعتبار				
،،	٧ ،،	ناهيو شر دالي	ناهيو دالي بانيا دنان دالي				
١٥٤	٧ ،،	فما	فلما				
١٥٦	٧ متن	وما ارسلناك رحمة للعالم	وما ارسلناك الا رحمة للعالمين				
،،	١١ ،،	ان فائق	وان فائق				
١٥٨	٦ متن	فهذا ليه الحان	بهذا البرهان				

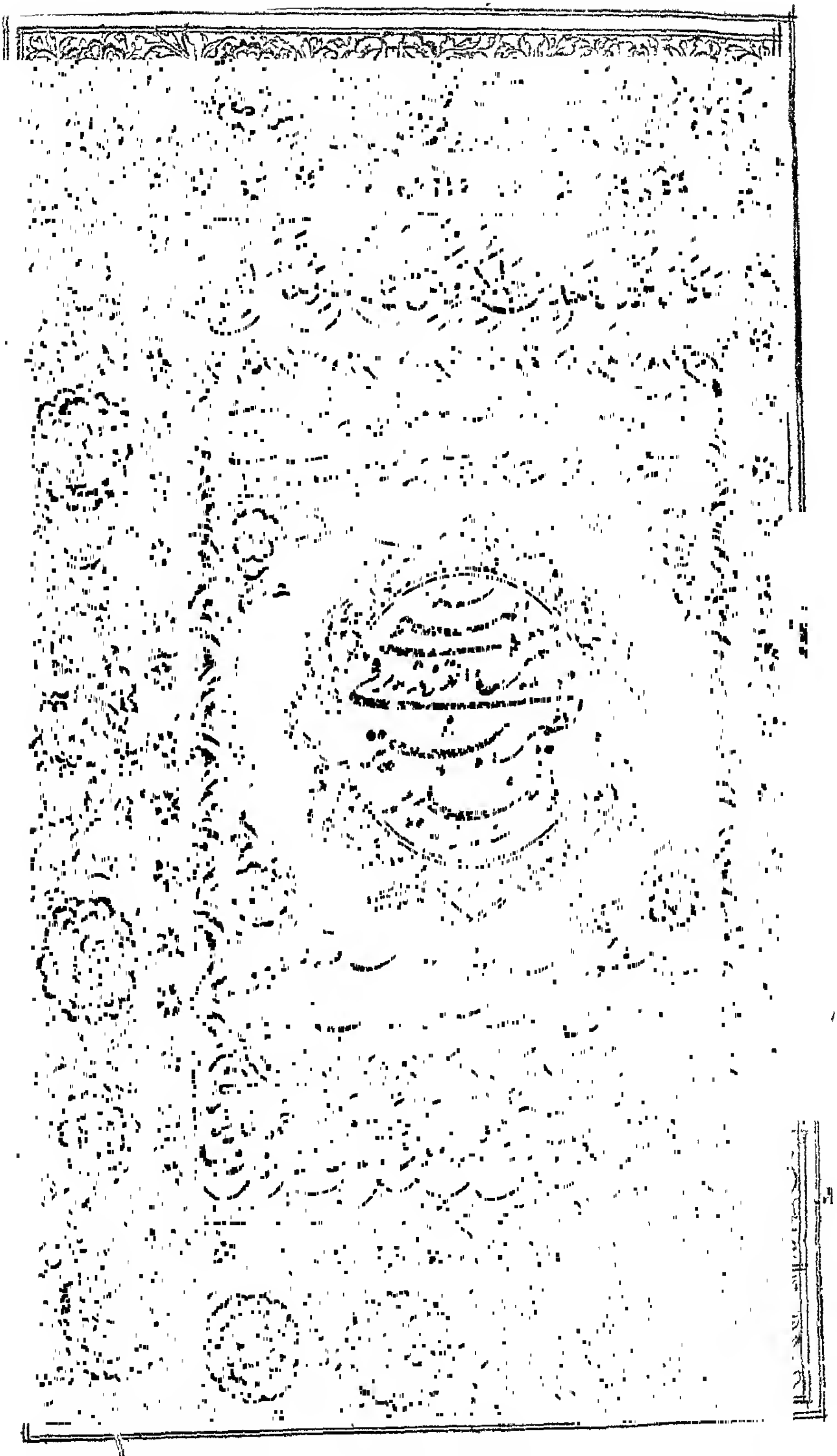

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل والصلوٰۃ علی من ہو خاتم الرسل بالدلیل وعلی آلہ الطاہرین

ستائش اوس ذات کو ہے جسنے دکھایا ہمکو نیک راہ اور درود اوس پر کہ جو بدلیل خاتم مرسلین ہے اور اوسکی آل پر ایسی آل کہ جو پاک ہین

المظلومین کانہم فدایا ذبح اسماعیل واصحابہ المخلصین فازوا الفضل الحق الجلیل بعد فیقول

اور مظلوم ہین گویا کہ وہ بدلا ذبح اسماعیل علیہ السلام کے ہین اور اوسکے خالص اصحاب پر کہ جو فضل خدا سے رتبہ بلند کو پہونچے اب کہتا ہے

اضعف عباد اللہ القوی ابو محمد قلندر علی الزبیری العروی استاثرہ اللہ بالنور النبوی

ناتوان بندگان خدا کا جو زبردست ہے ابو محمد قلندر علی اولاد عروہ بن زبیر کے اختیار کرے اوسکو خدا ساتھ نور عالم علوی کے

بالی نبی مولدا و محمدی معتقدا ان جند امن جہابذۃ العلماء ورہطا من مراجیح العقلاء قد تشاعبت

الٰہی جسکا وطن ہے اور مذہب کا محمدی ہے کہ بڑی علماء اور بڑے عقلاء سے ایک گروہ کے باہم انکار مختلف اور متفرق ہو گئے اور باہم جھگڑ لگیا

افکارہم وآراہم وتشاغبت انظارہم واہواءہم فی ان نظیر نبینا الذی ہو خاتم المرسلین

اس بات میں کہ ہمارا پیغمبر کہ جو خاتم المرسلین ہے آیا اوسکا مثل مانند ممتنع بالذات ہے یا ممتنع بالغیر ہے

ال لہ امتناع بالغیر خارج عن حیز التکوین او امتناع بالذات متباعد عن قدرۃ رب العالمین

جو ممتنع بالغیر ہے وہ صفت کوین سے خارج ہے اور جو ممتنع بالذات ہے وہ قدرۃ الٰہیہ سے خارج ہے پہلہ دوسرا

ماخطرت ہذہ الوسوسة فی صدور المتصدرین الکرام انما خلقہا وہم بعض اللاحقین من مثیری الفتنة

یہ وسوسہ اگلی زمانہ کے علماء کے دل میں نہیں گذرا اسکو بعض متاخرین زمان نے پیدا کر فتنہ اور فساد پھیلایا اور سبب اس جھگڑے اور

والبلاء وملاک التشاقق والتشاجر والتصاحب ومنشاء التنازع والتبارز والتجاذب ان صاحب

فساد کا یہہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا دستے کہ جو وہابیوں کا سرور مرشد ہے اوسنے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں

تقویۃ الایمان قال خدا جل شانہ کی وہ شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیاء واولیاء

یہہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیاء واولیاء

جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پیدا کر ڈالی وا ورد علیہ استاذ زماننا عالمہ

اور جو جبرائیل علیہ السلام اور مانند و مثل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں پیدا کر ڈالی اسپر مولوی فضل حق نے کہ جو استاد

الحق بفضلہ دعوی تعلق قدرت الہیہ بمثل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطل ست وتصدی

علماء زمانہ کے ہیں خدا اونکی مغفرت کرے اعتراض کیا کہ قدرت خدا کی متعلق ساتھ نظیر خاتم الانبیاء کی نہیں ہوسکتی ہے

لجوابہ صاحب تقویۃ الایمان فی الجزء المستقل بہذہ العبارۃ بس میگوئیم کہ وجود مثل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ

مولوی اسماعیل نے اسکے جواب میں ایک رسالہ لکھا عبارت اوس رسالہ کی یہہ ہے کہ وجود نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت

آلہ وسلم داخلست تحت قدرۃ الہیہ نہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرۃ صفۃ

صفۃ الہیہ کہ داخل ہے اور یہی صفۃ تکوین کے داخل نہیں ہے صفۃ تکوین کے نیچے داخل ہونے سے وقوع اوسکا لازم آتا ہے اور یہہ

علیحدہ ہست وتکوین صفۃ علیحدہ اثر قدرت مقدور بالفعل واثر تکوین وقوع مکونست بالفعل

قدرت کے داخل ہونے سے فقط امکان لازم آتا ہے قدرت صفۃ علیحدہ اور تکوین صفۃ جدا ہے تکوین وقوع کو چاہتی ہے اور قدرت وقوع کو نہیں چاہتی

واین مذہب ماتریدیہ ست کہ بتغایر صفتین مذکورتین قایل اند یا گوئیم کہ مراد از دخول شئی

یہہ جو بر مذہب ماتریدیہ اہل سنت کے ہے کہ وہ تکوین کو قدرت سے جدا کہتے ہیں یا ہم یہہ کہینگے کہ مراد ہماری امکان نظیر خاتم الانبیاء نیچے ہے کہ تعلق

تحت قدرۃ صحۃ تعلق قدرتست نہ بالفعل تعلق قدرت بآن ومقتضائ اول امکان صدور

قدرت کا ساتھ اوسکے ممکن ہے نہ یہہ کہ قدرت بالفعل ساتھ اوسکے متعلق ہے امکان تعلق قدرت سے اوسکا امکان ثابت ہوتا ہے اور تعلق

شئی ست نہ فعلیۃ آن ومقتضای ثانی فعلیۃ ست واین بنا بر مذہب اشاعرہ ست کہ فعلیہ

قدرت سے اوسکی فعلیۃ ثابت ہوتی ہے یہہ بنا بر مذہب اشاعرہ اہل سنت کے ہے کہ وہ بالفعل تعلق قدرت کو تکوین کہتے ہیں

تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجملہ مقصود در این مقام اثبات ہمین قدرست کہ وجود

اور ہمارا مقصود یہہ ہے کہ نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت الٰہی کے داخل ہے اور یہہ ہمارا مطلب نہیں

مثل مذکور داخل تحت قدرته تعالیٰ ثابت، وقوع آں بالفعل انتہی کلامہ بالفاظہ ومن البین لمن له

کہ نظیر خاتم الانبیاء کا بالفعل واقع ہے یا واقع ہوگی یہ کلام مولوی اسماعیل کا ہے ... اور ظاہر ہے کہ ہر ایک کلام سے

ملکۃ الولوج فی دخلۃ الکلام ان ہذہ العبارۃ توہم علی ضرب من الرجوع عن المرام ونہض لکل واحد منہما

اور اسکے معلوم ہوتا تھا کہ نظیر کا واقع ہو سکتا ہے اور اس کلام سے ثابت ہوا کہ وہ واقع نہیں ہو سکتا فقط ممکن ہے چند فضلاء وکبار مولوی

الانصار والاولیاء من الفضلاء الکبراء والعلماء العظماء بالجدال والمراء وبدا بینہم العداوۃ والبغضاء

فضل حق صاحب کے موافق ہوئے اور چند مولوی اسماعیل صاحب کے باہم خوب مباحثہ اور جھگڑا رہا اور ہر دو میں دشمنی قیامت تک

الی یوم الجزاء وہؤلاء المتخاصمون مع امتداد التشاجر والتنازع وطول اللداد والتبارز فیما بینہم

ظاہر ہوئی ... اور یہ ہر دو فریق جھگڑنے والے باوجود درازی ... جھگڑے کے اور باہم درازی جنگ کے اصل مطلب

لم یمیزوا القشور من اللباب ولم یاتوا البیوت من ابوابہا فما شاؤوا قالوا وہیموا بما لم ینالوا

کو نہ پہونچی اور یہ نہ ثابت کیا کہ نظیر خاتم الانبیاء کس دلیل سے ممتنع بالذات اور کس وجہ سے ممکن بالذات ہو جاتا ہے اور اونہوں

[illegible] نزاع ہذا المبحث علیہم

[illegible] حل ہوا گویا کہ حل نہیں ہو سکتا

فتداعی مناص ولات حین مناص لم یہتدوا الی الحق سبیلا ولم یجدوا للمطلوب مرشدا ودلیلا

راہ راست اونکو نہیں ملا اور مطلب کے واسطے کوئی دلیل نہ حاصل ہوئی حیران رہے جیسا کہ کوئی جنگل میں حیران رہتا ہے

ہاموا کالحیاری فی الصحاری وقالوا قول السکاری والمندوحۃ عن ہذا المضیق والمحیص عن

اور ایسی باتیں کہیں جیسا کوئی نشہ پینے والا کہتا ہے اور رستگاری ورہائی اس بحث سخت سے اوسکو آسان ہے

ذلک المبحث الدقیق لما یتیسر لمن اعتکف فی بیت الشرع وارتاض فی صومعۃ الفلسفۃ

جسنے ایک مدت تک ریاضت علم فلسفہ ... اور علم کلام سے ہو کیونکہ ہر دو علم مباحث دقیق ہیں ... انکے جاننے والے ہزاروں

بتوغل مستطیل دائم وعبادۃ فی حجرۃ الکلام وتحنث فی حراء الحکمۃ بتفکر جزیل قائم وانا اخرجہا

علماء میں دو چار ہوتے ہیں اور پنجاب کے علماء بہت ہوئے ہیں ملک پنجاب میں ... مردہ شو کو بھی علماء لکھتے ہیں ... اب لعنت

منہج النجاۃ واخرجہا عن ظلمات الظلمات بتلاوۃ الآیات البینات واقامۃ الحجج الساطعات

نتا ہیں ان ہر دو فریق کو آیات قرآنی و محکم اور کثیرہ ... جو شواہد اقوال ... اسلاف ... کے راہ راست

وانارۃ الشواہد اللامعات وسمی ہذا الوجیز بتنزیل التنذیر فی نظیر البشیر والنذیر والمرجو

دکھاتا ہوں ... اور اس مختصر کا نام میں نے رکھا ہے تنزیل التنذیر فی نظیر البشیر والنذیر ... اور خدا تعالیٰ سے امید

من الله العليم الخبير ان يتلقاه بالقبول فحول المعقول ورجال المنقول من هو ذو الطبع البصير والو
کہ جو علم معقول میں کامل ہیں اور علم منقول والوں میں صاحب طبع رسا کے ہوں وہ اس کتاب کو

السر المستنير وان اشماز عنه العتل الشنظير والزنيم الشرير ربي حسبي ونعم المولى ونعم النصير
قبول کریں اگرچہ کوئی سرکش و بدذات اس سے بیزار ہو خدا مجھکو کافی ہے وہ میرا بہتر مددکار ہے

وعلى كل شيء قدير وقبل الخوض في المقصود لابد اولا تمهيد المقدمات المقدمة الاولى
اور اسکو سب چیز کی قدرت ہے مقصد سے پہلے میں چند مقدمات بیان کرتا ہوں مقدمہ پہلا یہہ ہے

ان الحكماء اولى الالباب من اهل المليط واليونان والذين يدينون دين الحق من الذين
کہ جملہ حکما ملیط اور یونان کے اور جو علما محققین کہ جو خادم قران اور حدیث کے ہیں

اوتوا الكتاب هم سدنة الخبر والقران اشربوا في قلوبهم عينية الصفات لذات فاطر
وہ اسکے قایل ہیں کہ صفات باری تعالی کے اوسکی عین ذات کے ہیں مذہب حق یہی ہے جسنے اختیار کیا

الموجودات وهذا مشرب عذب سائغ شرابه وثمر نضيج حلو لبابه من اعتصم به عصم و
وہ خطا سے بچا اور جو اسکے برخلاف ہو اوس سے غلطی ہوئی اور اس مطلب پر کیث دلائل ہیں

من انسل منه وصم لان صفاته تعالى كالعلم والحيوة والقدرة والارادة مثلا لو كانت زائدة
ایک اونمیں سے یہہ ہے کہ علم اور حیات اور قدرۃ اور ارادہ یہہ صفات خدا تعالی کے

على ذاته تعالى ولم تكن عينها فاما ان تكون حادثة فيلزم قيام الحوادث بذاته تعالى وخلوه
عین اوسکے ذات کے نہیں اگر اوسکی ذات پر زائد ہوویں یا قدیم ہونگے یا حادث اگر حادث ہوویں تو لازم اتا ہے قیام

في مرتبة ذاته عن هذه الصفات الكمالية فصدورها عنه بالقصد والاختيار يكون مسبوقا
حوادث کا ذات خدا تعالی میں اور خالی ہونا خدا تعالی کا در حد ذات خود ان صفات کاملہ سے پس یہہ صفات اگر خدا تعالی سے باختیار

بعلم وقدرة وحيوة وارادة اخرى فالكلام فيها كالكلام في الاولى فيتسلسل او يدور وهما
صادر ہوویں تو لازم اتا ہے کہ اوسکے سوائے اَور علم و ارادہ و قدرۃ و حیوۃ ہووی ہم اونمیں بھی کلام کرینگے دور اور تسلسل

محالان او بالايجاب والاضطرار وهو يفتح عليكم ابواب الزلل والعثار واما ان تكون
لازم اویگا اگر یہہ صفات بایجاب و اضطرار صادر ہوویں دروازہ بہت خرابی کا کہلتا ہے اور اگر یہہ صفات قدیم

قديمة فيلزم تعدد القدماء وهو الكفر والنفاق بالاجماع والوفاق فالحق ان الصفات
ہوں تو کثرت قدما کی لازم اتی ہے اور یہہ باجماع کفر ہے پس مذہب حق یہہ ہے کہ صفات ثبوتیہ

الثبوتیة الحقیقیة عین ذاته تعالیٰ ومنها التغایر بینہما وبینه بنحو من الاعتبارات وبضرب من الحیثیات

حقیقت خداتعالیٰ کے اوسکی عین ذات ہے یہین تغایر اعتباری ہے

بعد مرتبة المصداق بنحو تعمل من العقل وبطور تصرف من الوہم قال الفیلسوف سقراط ان الله

بعد مرتبہ مصداق کے بتصرف وہم کے حکیم سقراط نے کہا ہے خداتعالیٰ

تعالیٰ عالم وحی من جوہرہ یعنی ان علمه وحیوته عین ذاته قال المعلم الاول اسقف المشائین

علم والا اور زندہ بذات خود ہے یعنی علم وزندگی اوسکی اوسکی عین ذات کی ہے معلم اول پیشوا مشائین کا

ارسطو فی اثولوجیا ان الواحد المحض تام فوق التمام ہو بعینه العلم والقدرة وقال الشیخ الاشراقی

ارسطو اپنی کتاب اثولوجیا مین کہتا ہے خداتعالیٰ کامل پورا ہے وہ بعینہ علم وقدرت ہے اور شیخ شہاب الدین

المقتول فی حکمة الاشراق لما تبین ان الابصار لیس من شرط الطباع شبح او خروج شیٔ

اشراقی سہروردی اپنی حکمة اشراق مین کہا ہے کہ جو چیز ہمکو آنکھون سے معلوم ہوتی ہے یہہ اسی سبب سے معلوم ہوتی ہے کہ

بل نفی عدم الحجاب بین الباصر والمبصر فنور الانوار ظاہر لذاته وغیرہ ظاہر له فلا یعزب عنه

آنکھون مین منقش ہو جاتی ہے یا کوئی چیز آنکھ سے نکلتی ہے بلکہ بیننده ودیده مین نہ پردہ کا ہونا کافی ہے پس خداتعالیٰ اپنی ذات کے آگے

مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء اذ لا یحجبه شیٔ عن شیٔ فعلمه وبصره واحد ونوریته قدرته

اپ ظاہر ہے اور اوسکا غیر اوسکے آگے ظاہر ہے اوس سے کوئی ذرہ زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین اسواسطے کوئی چیز اوسکو پردہ

وقال فی موضع آخر منه ولا یلحق نور الانوار ہیئة نوریة کانت او ظلمانیة ولا یمکن له صفة بوجه

کسی چیز سے نہین ہوسکے علم اور بینائی اوسکی ایک ہین اور نور اوسکا قدرت اوسکی ہے اور ایک جگہ یہہ کہا ہے کہ خداتعالیٰ کو کوئی صفت

من الوجوه اما اجمالا فلان الہیئة الظلمانیة لو کانت فیه للزم ان یکون له فی حقیقة نفسه

خواہ صفت نورانی ہو یا ظلمانی ہو عارض نہین ہوتی ہے پس اوسکو کوئی صفت عارض نہین اسواسطے کہ اگر صفت ظلمانی اوسمین ہو تو

جہة ظلمانیة توجبہا ای تقتضی تلک الہیئة ظلمة فی ذاته تعالیٰ فیترکب من جہة نوریة و

البتہ ہوسکے اوس خداتعالیٰ کی ذات مین ایک صفت ظلمانی پس وہ مرکب ہوگا ظلمت ونور سے اور صفت نورانی جس چیز مین ہو سکے

من جہة ظلمانیة فلیس بنور محض والہیئة النوریة لا تکون الا فیما یزاد بہا نور فنور الانوار

ہے اوسمین نور زائد کرتی ہے پس خداتعالیٰ مین اگر نور ہووے سبب صفت زائدہ کے البتہ ہوگا وہ خداتعالیٰ روشن بسبب نور عارضی کے

ان استنار بہیئة فکان ذاته الغنیة مستنیرة بالنور الفائز العارض الذی اوجبه ہو

کہ یہہ نور نور ایک مخلوق خدا سے ہے

بنفسه اذ ليس فوقه الواجب فيه هيئة النورية وهو محال اجمال آخر هو ان المنير انور من المستنير

اور یہ محال ہے — و نیز نور دہندہ روشن زیادہ ہے نور پذیرندہ سے

من جهة اعطاء ذلك النور فيكون ذات الهيئة النورية انور من نور الانوار وذلك ممتنع

بسبب دینے اس نور کے — پس یہ صفت نورانی روشن زیادہ تر ہوگی خدا تعالیٰ سے — اور یہ محال ہے — اسواسطے اوس سے

اذ لا انور من نور الانوار طريق آخر تفصيلي هو ان نور الانوار ليس له هيئة متقررة في ذاته

زیادہ کوئی روشن نہیں ہے — و نیز خدا تعالیٰ کی ذات میں کوئی صفت زائدہ حلول کی ہوئی نہیں ہے

لان تلك الهيئة لا تكون واجبة اذ لا واجبين في الوجود ولا معلولة لواجب آخر لعينه

اسواسطے کہ یہہ صفت واجب بالذات نہیں — اسواسطے کہ واجب بالذات فقط خدا تعالیٰ ہے اور نہ یہہ صفت معلول ہے دوسرے واجب کے

بل تكون ممكنة ومعلولة لذات نور الانوار فنور الانوار لو اوجب لنفسه هيئة لفعل وقبل وجهة

اسواسطے کہ واجب بالذات ایک ہے پس یہہ صفت ممکن اور معلول ہوگی خدا کی پس خدا تعالیٰ اگر فاعل اس صفت کا ہو تو قابل

الفعل غير جهة القبول ولو كان جهة الفعل بعينها جهة القبول لكان كل قابل لما قبل فاعلا

اور فاعل ہوگا اور جہت فاعل کی غیر جہت قابل کی ہے اگر جہت فعل کی بعینہ جہت قبول کی ہو البتہ ہر قابل فاعل مقبول کا ہوگا — اور ہر فاعل

وكل فاعل لما فعل قابلا بنفس الفعل وليس كذا فيلزم ان يكون فيه جهة تقتضي الفعل

قابل مفعول کا ہوگا — اور ایسا نہیں ہے پس لازم آیا کہ ہووے ذات خدا میں ایک جہت فعل کے

وجهة تقتضي القبول ولا يتسلسل الى غير النهاية فينتهي الى جهتين في ذاته فتكون ذاته

اور ایک جہت قبول کی — اور ان جہات میں تسلسل نہوگا یہہ ہر دو جہت منتہی ہونگے طرف اول ہر دو جہت کی کہ مجرد ذات خدا

مركبة لا بسيطة ثم الجهتان ليس كلواحد منهما نورا غنيا اذ لا نورين غنيين بما عرفت

میں ہیں پس وہ مرکب ہوگا بسیط پس یہہ ہر دو جہت واجب بالذات نہ ہوگی کیونکہ واجب بالذات ایک ہے اور یہہ کہ ایک واجب

ولا احدهما نور غني والآخر نور فقير لان الفقير امكان هيئة فيعود الكلام اليه من ان علته اما الذات

اور دوسرا ممکن — کیونکہ ممکن اگر اوسکو عارض ہو — کلام عود کریگی اوسمیں کہ علت اوسکی یا ذات

او غيرها وهما محالان وان لم يكن هيئة فهو امر مستقل فلا يكون فيه وقد فرض جهة في ذاته هف

خدا ہی یا غیر اور یہہ ہر دو محال ہیں — اور اگر یہہ ممکن عارض نہو بلکہ قائم بذاتہا ہو پس صفت خدا کی نہوگی حالانکہ صفت اوسکی مانا ہے اور یہہ خلف

ولا ان يكون احدهما نورا والآخر ظلمة لانه يعود هذا الكلام بعينه الصادق في ان معيد الهيئة اما الذات

اور نہ یہہ کہ ایک ان ہر دو جہت کا نور ہو اور دوسرا اندھیرا کیونکہ عود کریگی کلام اوسمیں کہ جدا کرنیوالا اس صفت و جہت کا یا ذات خدا کی ہے

بن کلوا حد غیر متعلق بالآخر فلا یکون

ہو تو ایک کو دوسرے سے علاقہ ہو گا جو جسمانی ذات ہے

قال الشیخ ابو علی رئیس اتباع المشائین

شیخ بو علی سینا نے الہیات شفا کے آٹھویں مقالہ کی چھٹی فصل

فی الفصل السادس من المقالۃ الثامنۃ من الٰہیات الشفاء واجب الوجود تام الوجود لانہ لیس

میں کہا ہے — خدا تعالیٰ کا وجود پورا ہے کوئی چیز اسکے وجود اور کمالات وجودی میں

شیء من وجودہ وکمالات وجودہ قاصرا عنہ ولا شیء من جنس وجودہ خارجا عن وجودہ یوجد لغیرہ

سے نہیں ہے اور نہ کوئی چیز اسکے جنس وجود سے خارج ہے کہ بسبب غیر کی پائی جاوے بلکہ خدا تعالیٰ ہر پورے سے بلند ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وقت پہلا

بل واجب الوجود … بما وجودہ

نہیں

ولا مانع عنہ وواجب الوجود عقل محض لانہ ذات مفارقۃ للمادۃ من کل وجہ وقد عرفت ان السبب

اور خدا تعالیٰ علم صرف اور عقل محض ہے کیونکہ وہ ہمہ وجوہ جدا ہے مادہ سے اور تجھکو معلوم کہ سبب جہل کا کسی چیز میں اسکا

فی ان لا یعقل الشیء ہو المادۃ وعلائقہا لا وجودہ واما الوجود الصوری فہو الوجود العقلی وہو الوجود

مادہ ہے یا علائق مادہ نہ وجود اسکا وجود صوری وجود عقلی وہ ہے ہے کہ صورت

الذی اذا تقرر فی شیء صار للشیء بہ عقل والذی یحتمل نیلہ ہو عقل بالقوۃ والذی نال العقل بعد القوۃ

قرار پاوے کسی چیز میں ہو وے یہ چیز بسبب اسکے عقل اور جس میں گمان ہے ہو سکنے کا وہ عقل بالقوہ ہے اور جسکو عقل

ہو عقل بالفعل علی سبیل الاستکمال والذی ہو لہ ذاتہ عقل وکذلک ہو معقول محض لان

بعد قوہ کے ہو سکے وہ عقل بالفعل ہے بر سبیل کمال حاصل کر سکے اور جو چیز کہ ذات اسکی اور اسکے آگے حاضر ہے وہ عقل بذاتہ ہے

المانع للشیٔ ان یکون معقولاً ہو ان یکون فی مادۃ و علائقہا و ہو المانع عن ان یکون عقلاً فالبری

اور اسیطرح وہ معقول محض ہے اسواسطے جو چیز کسی مادہ میں ہو یا اوسمیں علائق مادی ہوویں وہ معقول نہیں ہوتی اور وہ عقل

عن المادۃ و العلائق المتحقق بالوجود المفارق ہو معقول لذاتہ و لانہ عقل لذاتہ و ہو ایضاً معقول

ہوتی ہے پس جو پاک ہے مادہ سے اور علائق مادیہ سے وہ بذاتہ معقول ہے اور بذاتہ عقل ہے جب وہ بذاتہ عقل ہو ابذاتہ معقول ہوگا اور بذاتہ

بذاتہ فہو معقول فاذاً نہ فذاتہ عقل و عاقل و معقول لا ان ہناک اشیاء متکثرۃ و ذلک لانہ بما ہو ہویۃ

عاقل ہوگا پس ذات خداتعالی کی عقل و عاقل و معقول ہے نہ اس طور کہ یہاں چند چیزیں ہیں بلکہ وہ ذات واحد عقل و عاقل و معقول ہے

مجردۃ عقل و بما یعتبر لہ ان ہویتہ المجردۃ لذاتہ فہو معقول لذاتہ و بما یعتبر لہ ان ذاتہ لہ ہویتہ

اس طور کہ اوسکو اگر چیز مجرد لحاظ کیا عقل ہے و اگر یہ اعتبار کیا کہ ہویۃ مجردہ اوسکی بذاتہ اوسکے آگے حاضر ہے وہ معقول ہے و اگر یہ اعتبار

مجردۃ فہو عاقل لذاتہ فان المعقول ہو الذی ماہیتہ المجردۃ لشیٔ والعاقل ہو الذی لہ ماہیۃ مجردۃ

کہ اوسکے ذات کے آگے اوسکی ذات مجردہ بلا واسطہ وہ عاقل ہے معقول اوسکو کہتے ہیں کہ ذات مجردہ اوسکے کسی چیز کے آگے حاضر ہو اور

لشیٔ و لیس فی شرط ہذا الشیٔ ان یکون ہو او آخر فانا نعلم یقیناً ان لنا قوۃ نعقل بہا الاشیاء

عاقل وہ ہے کہ اوسکے آگے ذات مجردہ حاضر ہو اور اوسمیں یہ شرط نہیں کہ ایک دوسرے کا عین ہو یا غیر ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں ایک

فاما ان یکون القوۃ التی نعقل بہا ہذہ القوۃ ہی ہذہ القوۃ نفسہا فیکون ہی نفسہا تعقل ذاتہا

قوۃ ہے اوس سے ہم چیزوں کو جانتے ہیں کہ جس سے ہم اس قوۃ کو جانیں وہ عین اس قوۃ کا ہے پس یہ قوۃ اپنی ذات کو بذاتہ جانتی ہے اگر اس قوۃ کو

او نعقل ذلک بقوۃ اخری فیکون لنا قوتان قوۃ نعقل بہا الاشیاء و قوۃ نعقل بہا ہذہ القوۃ

کو ہم دوسری قوۃ سے جانیں تو چاہیے ہم میں دو قوۃ ہو دویں ایک قوۃ سے اور چیزوں کو جانیں دوسری قوۃ سے اس قوۃ کو جانیں

ثم یتسلسل الکلام الی غیر النہایۃ فیکون فینا قوی تعقل الاشیاء بلا نہایۃ بالفعل فقد

پس تسلسل لازم آویگا قوتیں ہم میں غیر متناہی بالفعل پائی جاویںگی اور یہ محال ہے پس ظاہر ہوا کہ

بان ان نفس کون الشیٔ معقولاً لا یوجب ان یکون معقول شیٔ ذلک الشیٔ آخر فنفس کونہ

کہ ہونا ایک چیز کا معقول نہیں چاہتا ہے اسکو کہ غیر ہو عاقل کا پس عاقل و معقول میں تغایر بالذات نہیں بلکہ تغایر اعتباری

معقولاً او عاقلاً لا یوجب ان یکون اثنین فی الذات و لا اثنین فی الاعتبار ایضاً و لیس

بھی ضرور نہیں و نیز جائز نہیں کہ خداتعالے اشیاء کو اشیاء سے جانے ورنہ ذات میں اوسکے یا داخل ہونگے وہ چیز

یجوز ان یکون واجب الوجود یعقل الاشیاء من الاشیاء و الا فذاتہ اما متقومۃ بما یعقل

کہ جسکو جانے پس ذات اوسکی اشیاء سے بنے گی اور یہ محال یا علم اشیاء کا اوسکو عارض ہوگا پس خدا واجب الوجود

فيكون تتقوم بها بالاشياء واما عارضة لها ان تعقل فلا يكون واجب الوجود من كل جهة وهذا محال

بسبب وجود ہوا اور یہ محال ہے جب تعقل اشیاء کا اوسکو عارض ہوا ہوگا خدا تعالی بدون اشیاء خارجیہ کے ایک حال پر اور بعلم اشیاء

ويكون لولا امور من خارج لم يكن هو بحال ويكون له حال لا يلزم عن ذاته بل عن غيره فيكون لغيره

حال دوسری پر کہ بذاتہ اس حال پر نہ تھا پس غیر کو اوسکی ذات تاثیر ہوگی اور باصول سابقہ یہہ باطل ہے

فيه تاثير والاصول السابقة تبطل هذا وما اشبهه ولانه مبدأ كل وجود فيعقل من ذاته ما هو

اور جو اسکے مشابہ ہے وہ بھی باطل ہے وغیرہ وہ خدا تعالی مبدأ ہر وجود کا ہے پس جانتا ہے بذاتہ

مبدأ له وهو مبدأ للموجودات التامة باعيانها والموجودات الكائنة الفاسدة بانواعها

اوس چیز کو کہ جسکا مبدأ ہے اور وہ مبدا ہے موجودات تامہ کا اور موجودات کائنہ فاسدہ کے انواع کا مبدا ہی اور بتوسط

وبتوسط ذلك اشخاصها ومن وجه آخر لا يجوز ان يكون عاقلا لهذه المتغيرات مع تغيرها

اسکے اونکے اشخاص کا مبدا ہے اور وجہ دوسری یہہ ہے کہ وہ خدا نہیں جانتا ہے ان متغیرات کو باین حیثیت

من حيث هي متغيرة عقلا زمانيا متشخصا بل على نحو آخر فانه لا يجوز ان يكون تارة

کہ یہہ متغیر ہے علم زمانی متشخص کرکے بلکہ اوسکو علم ان متغیرات کا دوسری طرح پر ہے کیونکہ یہہ نہیں جائز ہے

يعقل عقلا زمانيا منها انها موجودة غير معدومة وتارة عقلا زمانيا منها انها معدومة غير

کہ اوسکو علم بعض متغیرات کا ہو علم زمانی کہ وہ موجود ہے اور پھر ہو علم اوسکو بعض متغیرات علم زمانی کہ وہ معدوم ہے

موجودة فيكون لكل واحد من الامرين صورة عقلية على حدة ولا واحدة من صورتين

پس ان ہر دو امر کے صورۃ علمیہ جدا جدا ہونگے ایک صورت دوسری صورت کے ساتھ باقی نہ رہیگی

تبقى مع الثانية فيكون واجب الوجود متغير الذات بل الواجب الوجود انما يعقل كل شيء

پس خدا تعالی متغیر الذات ہوگا بلکہ خدا تعالی سے جانتا ہے ہر چیز کو بطور کلی کے

على نحو كلي ومع ذلك لا يعزب عنه شيء شخصي فلا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات

اور باوجود اسکے کوئی شخص اور ذرہ زمین و آسمان میں اوس سے پوشیدہ نہیں

والارض وقال في الفصل السابع من هذه المقالة فالاول يعقل ذاته ونظام الخير الموجود في

اور کہا اسی شیخ نے ساتوین فصل میں اس مقالہ کے خدا تعالی سے جانتا ہے ذات اپنی کو اور جانتا ہے نظام

الكل انه كيف يكون فذلك النظام لانه يعقله وهو مستفيض كائن موجود وكل معلول الكون

خیر کو کہ جو موجود ہے کل میں کہ کیونکر ہے پس نظام اسواسطے کہ وہ جانتا ہے اس نظام کو کہ یہہ موجود صادر ہے اور ہر

عن مبدأه عند مبدأه وهو خير غير مناف وهو تبع لخيرية ذات المبدأ وكمالها المعشوقين لذاتيهما

اور جو معلول صادر ہے اپنی مبدا سے وہ در حقیقت مبدا اپنی کی خیر غیر منافی ہے اور یہ خیر تابع ہے خیریت ذات مبدا کو اور اوسکے کمال کو اور یہ ہر دو

فذلك الشيء مراد لكن ليس مراد الاول هو على نحو مرادنا حتى يكون له فيما يكون عنه غرض بل

اوسکے معشوق ہیں بالذات اسلئے پس یہ شی مراد ہے لیکن مراد خدا کی مانند مراد ہماری کی نہیں تاکہ ہووی اوسکو غرض اوس چیز میں کہ جو صادر ہو

هو لذاته مريد هذا النحو من الارادة العقلية المحضة وحيوته ايضا هذه بعينه فان الحيوة التي

اوس سے بلکہ خدا بذاتہ ارادہ کرنیوالا ہے اس طرح کا ارادہ عقلی طرف اور یہی بعینہ اوس خدا کی حیوۃ ہے اور حیوۃ ہماری کامل

عندنا تكمل بادراك وفعل هو التحريك منبعثان عن قوتين مختلفتين وقد صح ان نفس

ہوتی ہے بسبب ادراک وفعل کے کہ یہہ تحریک ہے اور یہہ ہر دو پیدا ہوتی ہیں دو قوۃ جدا جدا سے اور ظاہر ہوا کہ نفس [illegible]

مدركته وهو العقله عن الكل هو سبب الكل وهو بعينه مبدأ فعله وذلك ايجاد الكل فمعنى واحد

خدا کا عالم ہے کل کا وہی سبب ہے کل کا وہی مبدا ہے اپنی فعل کا اور یہی ایجاد کل کا پس ایک چیز خدا میں ادراک ہے اور مبدا

منه هو ادراك وسبيل الى الايجاد فالحيوة منه ليس مما يفتقر الى قوتين حتى يتم

ایجاد کا ہے اور زندگی اوسکے ایسی نہیں کہ محتاج ہووی طرف دو قوۃ کی اور حیوۃ اوسکے علم کا

بقوتين ولا الحيوة منه غير العلم وكل ذلك له بذاته وايضا فان الصورة المعقولة

غیر نہیں اور علم وحیوۃ وارادہ اوسکا اوسکے عین ذات کے ہیں وبنیز جو صورت معقولہ ہماری ذہن

التي تحدث فينا فتصير سببا للصورة الموجودة الصناعية لو كانت بنفس

میں پیدا ہوتی ہے سبب ہوتی ہے صورت موجودہ صناعیہ کا اگر کافی ہو وجود اس صورت عقلیہ کا اسمیں کہ بنیں اوس سے

وجودها كافية لان يكون منها الصور الصناعية بان يكون صورا هي بالفعل مبادي

صورتیں کہ یہہ صورت عقلیہ مبدا ہو صور صناعیہ کا البتہ ہو گی یہہ صورت عقلیہ بعینہ قدرت. لیکن ایسا نہیں ہے

لما هي صور له لكان المعقول عندنا هو بعينه القدرة ولكن ليس كذلك بل وجودها

وجود صورت عقلیہ کا اسمیں کافی نہیں وجود اس صورت عقلیہ کا محتاج ہے طرف ارادہ نو پیدا کی یہہ ارادہ

لا يكفي في ذلك لكن يحتاج الى ارادة متجددة منبعثة من قوة شوقية يتحرك منها

پیدا ہوتا ہے قوۃ شوقیہ سے حرکت کرتی ہے اس ارادہ اور قوۃ شوقیہ سے قوۃ محرکہ پس حرکۃ اعصاب

معا القوة المحركة فتحرك العصب والاعضاء الادوية ثم تحرك الآلات الخارجية ثم

واعضا بدنیہ وغیرہ پس حرکت کرتا ہے مادہ پس نفس وجود اس صورت عقلیہ کا قدرت نہیں ہے اور نہ وجود

تحرك المادة فلذلك لم يكن نفس وجود هذه الصورة المعقولة قدرة ولا ارادة بل يحيى

اس صورت عقلیہ کا ارادہ ہے بلکہ نہ ہم میں وہ ہے کہ جسنے اعصاب و عضلات وغیرہ کو حرکت دی اور یہ صورت عقلیہ حرکت دینے والی

القدرة فهنا عند المبدأ المحرك وهذه الصورة محركة لمبدأ القدرة فتكون محركة المحرك

مبدا قدرۃ کو پس یہ صورت محرک المحرک ہوئی پس خدا تعالی کا علم اوسکے ارادہ کی غیر نہیں

فواجب الوجود ليست ارادته مغايرة الذات لعلمه ولا مغايرة المفهوم لعلمه فقد

نہ تغایر بالذات نہ تغایر اعتباری اور بیان کیا

بينا ان العلم الذي هو بعينه الارادة التي له وكذلك قد تبين ان القدرة التي له هي

ہمنے کہ علم اوسکا اوسکے عین ارادہ کا ہے اور ظاہر ہوا کہ قدرت اوسکی اوسکا علم ہے کل کو

كون ذاته عاقلة للكل عقلا هو مبدأ للكل لا ماخوذ عن الكل ومبدأ بذاته لا متوقف

کہ وہ مبدا کل کا ہے اور بنتی علم اوسکا حاصل ہو نیوالا کل سے اور مبدا کل کا

على وجود شيء واذا قال له عقل ومعقول وعاقل لم يعن بالحقيقة الا ان هذا المجرد مسلوب عنه

بذاتہ ہے کسی چیز پر موقوف نہیں اور جسوقت ہم اوس خدا کو عقل و معقول و عاقل کہیں اوس سے یہ مراد ہے کہ اس مجرد سے مقارنۃ مادہ کا

جواز مخالطة المادة وعلائقها مع اعتبار اضافة ما واذا قال له اول لم يعن الا اضافة بذاته

اور علاقہ مادیہ سلب کئے ہیں مع اعتبار کسی اضافہ کے اور جسوقت ہم اوسکو اول کہیں مراد ہے اضافۃ اوسکے وجود کے

الوجود الى الكل واذا قال قادر لم يعن الا انه واجب الوجود مضافا الى ان وجود غيره

طرف کل کی اور جب قادر کہا مراد ہے یہ کہ وہ واجب للوجود ہے وجود کل کا مبدا ہے اور جب اوسکو ہم زندہ

عنه واذا قال له حي لم يعن الا هذا الوجود العقلي ماخوذا مع الاضافة الى الكل المعقول

کہیں مراد اوس سے وجود عقلی ہے مع اضافہ کے طرف کل معقول کے ہی بقصد ثانی

ايضا بالقصد الثاني اذ الحي هو الدراك الفعال واذا قال له مريد لم يعن الا كون واجب

الحی کو زندہ وہ ہے کہ جو دانندہ و کنندہ ہو اور جب ہم اوسکو مرید کہیں مراد ہے یہ کہ وہ واجب الوجود ہے

الوجود مع عقليته اي سلب المادة عنه مبدأ النظام الخير كله وهو يعقل ذلك انتهى

مع علم کے مسلوب ہے اوس سے مادہ وہ مبدا ہے کل نظام خیر کا جانتا ہے اس نظام کو تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

كلامه ملخصا وقال في التعليقات العلم في الاول الحق هو نفس الارادة لان هذه المعلومات

وغیر کہا اسی شیخ نے تعلیقات میں علم خدا تعالی کا عین ارادہ کا ہے کہ ذکر ان معلومات کو اوسکی ذات سے

مقتضی ذاته وهذا المعنی هو معنی الارادة هذه الموجودات علی ما هی موجودة علیه مقتضی ذاته وذاته

اقتضا کیا ہے اور یہی معنی ارادہ کا ہے یہہ موجودات جس حال پر موجود ہیں اوسکے ذات کی اقتضا سے ہیں اور ذات

تقتضی الصلاح ونظام الخیر فی الکل وهی غیر منافیة له وهی علی مقتضی ذاته فهی مرادة له

اوسکی چاہتی ہے صلاح اور نظام خیر کو کل اور یہہ موجودات غیر منافی ہیں اوسکے یہہ حسب اوسکے اقتضاء کی ہیں پس یہہ مراد

والارادة فینا فی مثال البناء هو انا لا نرید الا بعد ما یسوقنا شیء الیه وفی الاول تعالی لا یحتج

ہیں اوسکے اور ارادہ ہمارا استال بنانے والی کا ہے ہم ارادہ کسی چیز کا جب کرتے ہیں کہ جب کوئی اوسکے طرف چلاوے اور خدا کو کوئی چیز

ان یسوقه شیء الی ایجاد ما هو معلوم له اذ معلومه مراده وکثیرا ما نعلم لا نرید اذ لا یکون لنا

صرف ایجاد معلوم کی نہیں چلاتی کیونکہ معلوم اوسکا مراد اوسکی ہے اور ہم بعض چیز کو جانتے ہیں اور ارادہ اوسکا نہیں کرتے

لذلک المعلوم داع او شوق والارادة فینا تحصل من تخیل یتبعه اجتماع او حرکة او نحوه

کیونکہ اس معلوم کا شوق نہیں اور ارادہ ہمکو حاصل ہوتا ہے تخیل سے تابع ہوتا ہے اوسکو شوق و حرکة اور ارادہ خدا کا

والارادة فیه تعالی بعینه القدرة لانه کان یصح فینا ان یکون الصورة المعلومة علة لوجود

عین قدرة کا ہے اسواسطے کہ ہو سکتی ہے ہماری ذات میں صورة معلوم علة وجود بنا کی پس وجود اس صورة

البناء فکان وجودنا قدرة فینا لان معنی القدرة فینا هو ان نقدر علی ایجاد ما علمنا وذلک

معلومہ کا قدرۃ ہے ہم میں کیونکہ معنی قدرۃ کی ہم میں یہہ ہے کہ قدرۃ ہو ہمکو اوپر پیدا کرنے کے اور یہہ قدرۃ ہم میں

فینا یتعلق بالحرکة وبالآلات المحرکة واذا کان ذلک غیر جائز فی الاول الحق اعنی ان

متعلق ہے ساتھہ حرکة کے اور آلات حرکة دہندہ کے اور یہہ نہیں جائز ہے ذات خدا کی میں یعنی وہ حرکة دے کسی

یحرک شیئا وان یستعمل آلة کان المعلوم کافیا فیه ان یوجد ما هو معلوم له اذ هو سبب

کسی چیز کو یا کہ عمل میں لاوے آلہ کو لیکن معلوم اوسکی ذات میں کافی ہے موجود ہونے میں کیونکہ سبب اوسکے فعل کا اوسکا

الفعل لا لقدرة اخری لفعل ذلک بها وهذا بعینه هو الحیوة لان معنی الحی هو الدراک الفعال

علم ہے نہ اور قوۃ اور یہہ بعینہ حیوۃ ہے کیونکہ معنی زندہ کے دانا و کنندہ ہے اور ہر گاہ جو علم اوسکا عین قدرت

ولما کان علمه قدرته وکان ذلک بذاته صح ان یقع علیه اسم الحیوة الا وان اعتبار هذه الاشیاء

خدا اسکا صحیح ہے کہ نام حیوۃ کا اوسپر بولا جاوے مگر اعتبار علم و ارادہ و قدرت کا اوسمیں

فیه مختلفة فان کونه عالما یکون بسلب المادة عنه فحسب وکونه حیا یکون بالسلب

خدا جو ہے عالم اوسکو فقط بسبب سلب مادہ کے کہا جاتا ہے اور زندہ اوسکو بسبب سلب و اضافۃ کے حادث

الی الموجودات فانہ بالاضافۃ الی الکل یکون حیا ففی العلم یسلب عنہ المادۃ وفی الحیوۃ یسلب

موجودات کی کہا جاتا ہے وہ بسبب اضافہ کے طرف کل ممکنات کی زندہ ہے علم میں فقط سلب مادہ کا ہے اور حیوۃ میں سلب ہوتا ہے

عن المادۃ ویضاف الی الموجودات حتی یصح الحیوۃ والعنایۃ ہی ان یوجد کل شیء علی

اوس سے مادہ اور اضافہ ہوتی ہے اوسکو طرف موجودات ممکنات کی تاکہ صحیح ہووی حیوۃ عنایۃ خدا کی یہ ہے کہ وہ پیدا کری

ابلغ ما یمکن فیہ من النظام وہذہ الموجودات کلہا صادرۃ عن ذاتہ وہی مقتضی ذاتہ فہی غیر

ہر چیز کو ہر وجہ کامل تر سکے کہ جو ممکن ہے نظام عالم میں اور کل موجودات صادر ہیں اوسکی ذات سے اقتضاء ہی اوسکے ذات کا

منافیۃ لہ ولانہ یعشق ذاتہ فہذہ الاشیاء کلہا مرادۃ لاجل ذاتہ فکونہا مرادۃ لہ لیس ہو لاجل

اور غیر منافی ہیں اوسکی اور وہ عاشق ہے اپنی ذات کا پس یہ اشیاء مراد ہیں اوسکے ذات کے نہیں ہیں مراد اوسکی بسبب

غرض بل لاجل ذات ولانہا مقتضی ذاتہ فلیس یرید ہذہ الموجودات الا انہا لاجل ذاتہ

کسی غرض کے بلکہ بسبب ذات کے اور مقتضا ہیں اوسکی ذات کے پس وہ خدا ان موجودات کو واسطے اپنی ذات کے ارادہ کرتا ہے

ولانہا مقتضی ذاتہ مثلا لو کنت تعشق شیئا لکان جمیع ما یصدر عنہ معشوقا لک لاجل ذلک

کہ یہ مقتضا ہیں اوسکی ذات کے مثلا جو تو کسی پر عاشق ہو جو چیز اوس سے صادر ہو وہ معشوق تیری ہوگی بسبب اوس معشوق کے

الشیء ونحن انما نرید الشیء لاجل شہوۃ او للذۃ لا لاجل ذات الشیء المراد وواجب الوجود

اور ہم ارادہ کسی چیز کا بسبب شہوۃ ولذت کے کرتے ہیں نہ بسبب ذات اوس چیز کے اور خدا تعالی جیسا کہ واجب الوجود

بذاتہ واجب من جمیع جہاتہ فان حدث فیہ غرض فلا یکون من جہۃ الفعالیۃ عن الغرض

بذاتہ واجب ہے ہمہ وجوہ اگر اوسمیں کوئی غرض پیدا ہووی پس وہ بسبب متاثر ہونے کے اس غرض سے واجب الوجود

واجب الوجود بذاتہ فاذن یجب ان یکون ارادتہ علمہ ان الباری الاول اذا تمثل تبع

بذاتہ نہوگا پس واجب ہوا کہ ارادہ اوسکا اوسکے عین علم کا ہووے خدا کی ذات میں جب کسی چیز کی صورت آوی

ذلک التمثل الوجود لکن نحن اذا تمثلنا تبعہ الشوق واذا اشتقنا تبعہ لتحصیل الشیء حرکۃ

اوسیوقت یہ چیز موجود ہوتی ہے جیسا کہ جب ہماری میں کسی چیز کی صورت آوی شوق پیدا ہوتا ہے اور جب ہمکو

الاعضاء فاعلم ان القدرۃ ہی ان یکون الفعل متعلقا بالمشیۃ من غیر ان یعتبر معہا شیء

شوق ہوا واسطے حاصل کرنے اس چیز کے اعضاء کو حرکت ہوتی ہے قدرۃ یہ ہے کہ جو فعل متعلق ساتھ ارادہ کے بدون اسکے کہ معتبر ہو

آخر والقدرۃ فیہ تعالی علمہ فانہ اذا علم وتمثل فقد وجب وجود الشیء والقدرۃ فینا المبدأ

ساتھ اوسکے اور چیز اور قدرۃ خدا کی علم خدا کا ہے جب اوسنے کسی چیز کو اوسیدم اوسکا وجود ہوا اور ہم میں قدرۃ مبدا حرکت دہندۃ

اور ہم میں قدرۃ مبدا حرکۃ و بندہ سے قوۃ ماننے ہم میں قدرۃ نہیں اور قدرۃ خدا کی امکان سے پاک ہے قدرۃ خدا کی

وہی صدور الفعل عنہ بارادۃ فحسب ولیس قدرتہ مثل القدرۃ فینا ہی بعینہا القوۃ

مانند قدرۃ ممکنات کی نہیں ہے قدرت ممکنات میں قوۃ و امکان اور قدرۃ خدا میں فعلیت ہے امکان سے پاک ہے

وہی فیہ الفعل فقط فانہ ان لم یعتبر علی ہذا الوجہ کان فیہ امکان وواجب الوجود منزہ

اگر ایسا نہو تو اوسمیں امکان ہوگا اور وہ امکان سے بالکل پاک ہے اور ایسا ہی اگر قدرۃ اوسکے عین اوسکے ارادہ اور اوسکے علم کا نہو تو

عن ذلک وکذلک ان لم یعتبر ان قدرتہ ہی بعینہا ارادتہ وعلمہ کان فی صفاتہ نقص

اوسکی صفات میں نقصان لازم آویگا پس مرجع اوسکی قدرۃ کا اوسکا علم ہے جیسا کہ مرجع

فیجب ان یکون مرجعہا الی العلم کما کان مرجع ارادتہ الی علمہ والارادۃ فینا تابعۃ

اوسکے ارادہ کا اوسکا علم ہے اور ارادہ ہمارا تابع غرض کا ہے اور خدا کو

لغرض ولم یکن فیہ لغرض البتۃ غیر ذاتہ والارادۃ فینا تختلف لان الاغراض فینا

کوئی غرض سوای اپنی ذات کے نہیں اور ارادہ ہمارا بسبب اختلاف اغراض کے مختلف ہوتا ہے پس قدرۃ خدا کی

تختلف فالقدرۃ فیہ تعالی مخالفۃ لقدرتنا فانہا فیہ بغیر امکان وفینا بامکان وارادۃ

مخالف ہماری قدرۃ کے ہے قدرۃ خدا میں امکان نہیں اور ہماری قدرۃ میں امکان ہے اور ہم میں ارادہ شے کا

الشئ فینا غیر تحصیلہ فان ارادۃ الشئ بالحقیقۃ لصورۃ لنا لیس نفس ارادتنا لہ تحصیلہ لکنا

غیر تحصیل شے کا ہے جب کسی شے کی صورت ہماری ذہن میں آتی ہے ہم اوسکا ارادہ کرتے ہیں اور یہ ارادہ

بعد ذلک نرید تحصیلہ والجمہور غافلون عن ذلک الارادۃ فینا لاتکون لذاتنا بل خارجۃ

نفس تحصیل کا نہیں لاکن ہم بعد اسکے ارادہ اوسکے تحصیل کا کرتے ہیں عوام اس نکتہ سے غافل ہیں ارادہ ہم میں بسبب ہماری ذات کے

عنا واردۃ علینا من خارج وکذلک جمیع افعالنا لاتکون لنا لذواتنا فجمیع مایکون لنا

نہیں بلکہ خارج ہے ہماری ذات سے خارج سے آیا ہے اور ایسے ہی جملہ افعال ہماری بسبب ہماری ذات کے نہیں پس ارادہ و علم و حرکۃ

من ارادۃ ومشیۃ وفعل وادراک عقلی وحرکۃ یکون بالقوۃ لا بالفعل ولا بد ان

ہماری سب بالقوۃ ہیں بالفعل نہیں کسی سبب کے طرف محتاج ہیں کہ جو انکو قوۃ سے طرف فعل کی نکالی اور ہم میں

یحتاج الی سبب معین مخصص یخرج احد الطرفین الی الفعل ونحن اذا اردنا شیئا

ارادہ بعد تصور کرنے کسی چیز مناسب کے ہوتا ہے پس ہمکو لذت آتی ہے اس تصور سے

فانما يكون لنا تلك الارادة بعد ان نتصور الشيء الملائم لنا فننفعل عنه اي نلتذ به فينبعث منا

نہیں پیدا ہوتا ہے دوسرا ارادہ واسطے تحصیل اس چیز کے لیس ہمارا ارادہ خارج سے آتا ہے

ارادة اخرى لتحصيله فيكون الارادة واردة علينا من خارج ويكون لها سبب وارادة الباري

اور اوسکا کوئی سبب ہے اور خداتعالی

تعالى لا يكون فيها سبب لانه لا ينفعل عن شيء ولا يكون له غرض في شيء بل لا يكون فيه

کے ارادہ کا کوئی سبب نہیں کیونکہ وہ متاثر کسی چیز سے نہیں اور نہ اوسکو کسی چیز کی غرض ہے بلکہ اوسمیں امکان ارادہ

امكان ارادة وامكان مشية فرتب فتبصره وانتهت الحجة قال صاحب القبسات

مشیئة کا نہیں یہاں تک ترجمہ کلام شیخ رئیس کا ہے صاحب قبسات نے کہا کہ برہان

ان البرهان القائم بالقسط ان كل ما هو كمال مطلق للموجود بما هو موجود من الصفات

قائم اسپر کہ جو کمال ہے واسطے موجود کے صفات حقیقیہ واجب ہے کہ یہہ کمال ثابت ہو خداتعالی

الحقيقية فانه يجب في مذهب العقل الصريح ان يثبت للقيوم الواجب بالذات

کو بذاتہ نہ بواسطے کسی چیز کے اور نہ زائد ہو یہہ کمال اوسکے ذات پر لیس اس برہان سے ثابت ہوا کہ ارادہ او اختیار اوسی

بحسب نفس ذاته الحقة في مرتبة ذاته ما هو الحق في صفة الارادة والاختيار كما في سائر

خداکا اوسکی عین ذات کا ہو وے جیساکہ اور کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں

الصفات والكمالات فيجب ان يكون صفة الارادة والاختيار الصرفية بعين ذاته الواجبية

من جميع الجهات كسائر صفات الكمال من غير فرق والقبح الذين جميع الحقائق بكمالها

اسمیں کچھ فرق نہیں جمیع حقائق امکانیہ مع جملہ صفات

من الصفات والملكات من فرائض الحقيقة ولواحقها اي الكمالات الاولى والكمالات

وکمالات کے مخلوق ہیں خداتعالی کے مستند ہیں طرف اوسکے صنعت کی اور وجود کی لیس وہ خداتعالی

الثانية مخلوقة لله سبحانه مستندة الى صنعه وجوده وهبته وافاضته فالله سبحانه

علم دیتا ہے عالموں کو اور قدرۃ قادرین کو اور ارادہ مریدین کو اور اختیار مختارین کو

هو الذي سبب العلم للعلماء والقدرة للقادرين والارادة لاولي الارادة والاختيار

المتحابين ومن المركوز في فطرة العقول انه لا يهب الكمال القاصر عنه ومن يحشم الى يتنكر

ور ہر ایک بشر کی عقل میں منتقش ہے کہ جس چیز میں کوئی کمال نہ ہو وہ ہرگز غیر کو بہ کمال نہیں دے سکتا اور جو انکار

ذلك فقد فارق الجبلة الانسانية وتخلع من الفطرة العقلية والغريزة الروحانية ومن

انکار کرے وہ نوع انسانی سے خارج ہے اور ظاہر ہے

المستبين ان كل من ليس الكمال اي كمال كان عين مرتبة ذاته فهو لا محالة قاصر عنه

کہ جو کمال اوسکے خدا کی عین مرتبہ ذات میں نہیں پس وہ عاری ہے اس کمال سے اس مرتبہ میں پس واجب ہے کہ ارادہ

فاذن وجب ان يكون الارادة والاختيار عين مرتبة ذاته الاحدية المحضة سبحانه كما العلم

اور اختیار عین مرتبہ ذات خدا تعالی کا ہو وے جیسا کہ علم اور قدرۃ

والقدرة وسائر حيثيات رتبة الحقيقة وكمالات الوجود والى ذلك يشير قوله عز من قائل في

وغیرہ صفات کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں اور قران شریف میں قول خدا تعالی کا

التنزيل الكريم والقرآن الحكيم وفوق كل ذي علم عليم اذ يجب ان يكون العلم بحسب ذاته غير

وفوق کل ذی علم علیم اسی طرف اشارہ کرتا ہے علیم وہ ہے کہ جسکا علم عین ذات کا ہووے اور ذی علم وہ ہے

ذي علم زائد على ذاته حتى يصدق انه فوق كل ذي علم على العموم الاستغراقي ومن المنصرح

کہ اوسکا علم اوسکے ذات پر زائد ہو خدا اپنے آپ کو علیم کہتا ہے اور اپنے غیر کو ذی علم کہا اور مناط اسکا

له ان مناط ذلك مطلق الحيثية الكمالية لا خصوصية حيثية العلم انتهى كلامه بعبارته والراسخون

مطلق حیثیت کمالیہ ہے نہ خصوصیت حیثیت علم کے تمام ہوا کلام اوسکا اور اہل سنت

في العلم القائمون بالقسط من اهل السنة الذين اوتي لهم نصيب ما من الفطانة وخلاق

وجماعت کے جو بڑے عالم ہیں اور اونکو فطانت و ذکاوۃ سے نصیب ہے وہ اسکے

ما من الدراية جنحوا الى هذا الطريق السديد واذ والى ذلك الركن الرشيد قال الفاضل

قائل ہیں کہ صفات خدا تعالی کے عین ذات کے ہیں تغایر اعتباری ہے قاضی فاضل

الميبذي من علماء اهل السنة في الفواتح صوفيه صافيه كثرهم الله تعالى ميگويند چنانچه

میبذی اکابر اہل سنت سے اپنی کتاب فواتح میں کہتا ہے

كنه ذات حق معلوم نيست كنه صفات او هم معلوم نيست ليكن چون اشعه صفات

هر ماهیت انسان تا بیاید از ادراک آن بوجهی منتسب به می توان کرد و وجوب وجود که انسان

را نیست در فهم آن قاصر است و اثبات صفات حیوة و علم و قدرة و ارادة و قدرة و

سمع و بصر و کلام است و امام الائمه نزد جمعی حیوة است و مولانا کمال الدین عبد الرزاق

اول نظر او بآنست که حیوة شرط علم است و نظر ثانی بآنکه علم اشرف از حیوة است و صفات

حق تعالی عین ذات است باتفاق صوفیه و حکما و متکلمان امامیه و جمعی از معتزله یعنی

مترتب میشود بر مجرد ذات او تعالی آنچه مترتب میشود بر ذات ممکن با صفت مثلا ذات

تو کافی نیست در انکشاف اشیا بر تو و تا صفت علم که مبدا انکشاف است بتو قائم نباشد

انکشاف حاصل نشود بخلاف ذات خدا که او در انکشاف اشیا محتاج نیست بصفتی که

قائم باشد باو بلکه ذات او مبدا انکشاف است و این هر دو متحد اند در حقیقة و متغایر اند

در مفهوم و مرجع این سخن نفی صفات است بحصول نتائج و ثمرات آنها بر ذات تنها و

اشاره باین است آنچه مرتضی علی رضی الله عنه فرمود کمال التوحید نفی الصفات عنه و

فی بعض الروایة کمال الاخلاص و توهم مکن که بر این تقدیر نتوان گفت خدا عالم است چه مراد

از عالم ذوات نیست کہ اشیا بہ او منکشف باشند خواہ مبدأ انکشاف ذات باشد یا صفتی

زائد بر ذات و دریں مسلک چنانچہ میتوان گفت صفات عین ذاتست میتوان

گفت غیر ذاتست باعتبار مفہوم و میتوان گفت کہ نہ عین ذاتست و نہ غیر ذات انتہی کلامہ

اقول و من المتجلی لمن دمض علی بصیرتہ البرق العلمی ان غیریۃ الصفات عن الذات الحقۃ

القیومیۃ سبحانہ باعتبار المفہوم لیس مما یتنازع فیہ نزاعا حقیقیا و انما النزاع المستمر و الخلاف

المستقر فی غیریۃ الصفات عن الذات الواجبۃ القیومیۃ باعتبار الحقیقۃ و تحقیقیۃ

الذات و جنداً من المتکلمین و حزب من الملیین قالوا بہذا التغایر الحقیقی بین

الصفات و ذات واجب الوجود فلا یصح علی مسلک ہؤلاء المتکلمۃ المتعسفۃ

کما ان الصفات عین ذاتہ تعالی باعتبار حصول النتائج و الثمرات علی الذات کذلک ہی

غیر ذاتہ تعالی باعتبار المفہوم و قال العلامۃ الزبیری الاسدی مولانا محمد رضا

اور علامہ زبیری اسدی ۔ مولانا محمد رضا مشہدی

المشہدی من اجدادنا الکرام فی حاشیۃ رسالۃ اثبات الواجب ان الافکار الصحیحۃ

کہ اس بندہ کے اجداد کرام سے ہیں حاشیہ رسالہ اثبات واجب میں کہتے ہیں کہ افکار صحیحہ

والانظار السلیمۃ یدعوننا رغبا و رہبا الی ان صفاتہ تعالی عین ذاتہ و لم یتبین لی بعد

وانظار سلیمہ ہمکو بلاتی ہیں رغبت سے اور خوف سے طرف اسکی کہ صفات خدا کے عین اوسکی ذات کے ہیں اور نہ

لا من البرهان العقلي ولا من الكلام الالهي والوحي السماوي ان صفاته تعالى زائدة على

نہ ظاہر ہوا مجکو دلیل عقلی اور کلام الہی اور وحی آسمانی سے کہ صفات اوسکے زائد ہیں اوسکی ذات پر جیسا کہ

ذاته كما زعم قوم تسلط عليهم اوهامهم وضلت افهامهم وان جرنا حرص الى التقليد

گمان کیا ایک گروہ نے بہ سبب غلبہ وہم کے اگر حرص ہمکو طرف تقلید اسلاف کی کھینچے تو کافی ہمکو

الاسلاف كفانا ما قال صفوة الاصفياء وامام الاولياء خاتم خلافة خاتم الانبياء علي بن

جو کہا برگزیدہ اصفیاء نے اور امام اولیاء نے اور خاتم خلافت خاتم انبیاء نے وہ علی علیہ السلام ہے

ابيطالب عليه السلام ان كمال التوحيد نفي الصفات عنه ونحن الموحدون نفينا

کہا اوسنے کہ کمال توحید کا یہ ہے کہ نفی صفات کی خدا سے کریں اور ہم موحد ہیں نفی صفات کی

الصفات عنه وآمنا بانه سبحانه صفته انتهت عبارته نور الله مرقده وقال المحقق

اوس سے کرتے ہیں اور ایمان ہمارا یہ ہے کہ صفت اوسکی عین ذات کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا روشن ہو قبر اوسکی اور محقق دوانی

الدوانی من سادة اهل السنة في شرح الهياكل ان الصفات الكمالية عين ذاته تعالى

کہ سردار اہل سنت سے ہے شرح ہیاکل میں کہتا ہے کہ صفات کمالیہ خدا کی عین اوسکے ذات کے ہیں

بمعنى انه من حيث انه سبب لانكشاف الاشياء عليه علم ومن حيث انه مبدأ

یعنی کہ وہ خدا ازیں حیثیت کہ مبدأ انکشاف اشیا کا ہے علم ہے و ازیں حیثیت کہ ممکنات میں موثر ہے

للتأثير في الممكنات قدرة ومن حيث انه مخصص لاحد طرفي الممكن ارادة وهكذا في

قدرت ہے و ازیں حیثیت کہ ہر دو طرف ممکن سے ایک کو خاص کرلیتا ہے ارادہ ہے اور اسیطرح جملہ صفات

جميع الصفات وتفصيله ان الآثار المترتبة على الصفات الكمالية في حق غيره تعالى

اوسکے تفصیل اسکی یہ ہے کہ جو ممکنات میں آثار مترتب صفات کمالیہ پر ہوتے ہیں یہہ آثار خدا کی ذات پر

مترتبة في حقه تعالى على الذات البحت فان العلم فينا صفة زائدة على ذواتنا

مترتب ہوتے ہیں علم ہم میں ایک صفت زائدہ ہے کہ جسکے سبب سے انکشاف

مستلزمة لانكشاف الاشياء فهي صفة حقيقية ذات اضافة وكذا القدرة والارادة

اشیا کا ہوتا ہے اس صفت کو اضافہ لازم ہے اور ایسا ہی قدرت اور ارادہ ہمارا

وغيرهما والحاصل في حقه تعالى هو تلك الاضافات بدون تلك الصفات وهذا الكمل

اور خدا تعالی میں یہہ اضافات بدون صفات کے حاصل ہیں اور جسکی ذات پر آثار صفات کمالیہ کے مترتب ہوں

اعلیٰ فالبت المحتاج فی انکشاف الاشیاء الی امر مغایر ذاتہ ناقص بالذات مستکمل بالغیر

دوانی ہے کیونکہ جو محتاج ہووے انکشاف اشیاء کی طرف غیر کی وہ بذاتہ ناقص ہے بسبب غیر کے کامل اور صفات

وصفاتہ تعالیٰ ترجع الی اضافات محضۃ انتہی کلامہ وقال العلامۃ الکاتبی من اعاظم

خدا تعالیٰ کی رجوع کرتی ہیں طرف اضافات کی فقط تمام ہوا ترجمہ کلام محقق دوانی کا

اہل السنۃ فی حکمۃ العین والواجب بذاتہ عالم بذاتہ لحضور ذاتہ ویعلم الاشیاء بذاتہ التی

ہی مبدأ تفاصیل الاشیاء فیکون عندہ امر بسیط ہو مبدأ تفاصیلہا ولا یفتقر فی

ذاتہ صفۃ والا لکان فاعلاً لہا وقابلاً وہو محال وواجب من جمیع جہاتہ ای ذاتہ کافیۃ

فی حصول جمیع مالہ من الصفات وجودیۃ کانت او عدمیۃ والا لتوقف حالۃ من احوالہ

علی غیرہ وذاتہ المعینۃ تتوقف علی تلک الحالۃ فتکون متوقفۃ علی الغیر فیکون ممکناً

لذاتہ انتہی کلامہ والسید الزاہد من اہل السنۃ العظماء راغ الی منہج الحکماء والعرفاء قال

اور میر زاہد کہ بزرگان اہل سنت سے ہے وہ بھی طرف مسلک حکماء عرفا کی جھکا

الشیخ الرئیس فی اثبات ان النفس الناطقۃ تعلم ذاتہا بذاتہا لا بامر آخر غیر ذاتہا قال

شیخ رئیس نے ثابت کیا کہ نفس ناطقہ اپنی ذات کو بذات خود جانتا ہے نہ بواسطہ چیز دوسری کے کہا اوسنے

فی التعلیقات ان وجد اثر من ذاتی فی ذاتی کنت ادرک ذاتی کما ادرک شیئاً

تعلیقات میں اگر میری ذات کی صورت میری ذات میں حاصل ہو وے تو ادراک ہمکو اپنی ذات مانند ادراک دیگر

آخر بان یوجد منہ اثر فی ذاتی ولکن لیس لوجود الاثر الذی ادرکت منہ ذاتی تاثیر فی ادراکی

اشیاء کا ہوگا کہ وقت ادراک اوکے صورت ہم اپنی ذات میں پاتی ہیں مگر ہم وقت ادراک اپنی ذات کے کوئی اور چیز نہیں پاتے

لذاتی الا لسبب وجودی لی فاذا کان وجودی لی لم تحتج فی ادراکی لذاتی الی ان یوجد اثر

ادراک ہمکو اپنی ذات کا بسبب حاضر ہونے ذات کے آگے ذات ہماری کے پس جب ذات ہماری ہماری ذات کے آگے حاضر ہو تو

احضرفی صوری ذاتی انتہی بکلامہ قال ہذا السید فی شرح الرسالۃ بعد نقل کلام الشیخ حاصلہا

اب ہر ذات ادراک ذات خود طرف حصول صورت کی محتاج نہیں ۔ سید نور اللہ نے شرح رسالہ میں بعد نقل کلام شیخ کے کہا حاصل اسکا

ان التعقل ہو وجود الشئ وحصولہ للذات المجردۃ فالمجردات لما کان وجودہا لانفسہا

یہ ہے کہ تعقل حصول و وجود شئے کا ہے ذات مجردہ کو پس ہر گاہ ہوا وجود مجردات کا لانفسہا تعقل اونکو بذواتہا ہوگا پس تعقل

یکون تعقلہا النفسہا بذواتہا فتعقلہا بالمعنی المصدری ہو عین وجودہا لہا فتعقلہا بالمعنی

یعنی مصدر ساذہ وجود او نکا ہے اونکو اور تعقل بمعنے حاضر نزدیک مدرک کے دہ عین

الحاضر عند المدرک ہو عین ذواتہا المجردۃ ومما ینبغی ان یعلم ان لیس بین العاقل و

اونکی ذات مجردہ کا ہے اور جانا چاہیے کہ عاقل و معقول میں ہرگز تغایر نہیں

المعقول ہہنا تغایرا حقیقۃ ولا اعتبارا اذ لیس ہہنا حیثیۃ تقییدیۃ موجبۃ للتکثر

نہ تغایر حقیقی و نہ تغایر اعتباری اور نہ یہاں حیثیۃ تقییدیہ موجب تکثر کی ہے

ومن ذہب الی ذلک فقد اخطأ کیف والذات الماخوذۃ مع الحیثیۃ امر اعتباری

اور جیسے تغایر سمجھا باحیثیۃ موجب تکثر کے اوسنے خطا کی کیونکہ ذات ماخوذہ مع حیثیۃ کے امر اعتباری ہے

لغیرہا التعقل والعلم المتعلق بہا علم حصولی وقال فی الحاشیۃ توضیحہ ان الذات

اور علم متعلق ساتہ ذات ماخوذہ مع حیثیۃ کے علم حصولی ہے اور حاشیہ میں یہ اوسکی توضیح کی کہ ذات مجردہ

المجردۃ الماخوذۃ مع الحیثیۃ موجودۃ فی الذہن ولیست موجودۃ فی الخارج وہذا ظاہر

ماخوذہ مع حیثیۃ کے موجود ذہنی ہے موجود خارجی نہیں پس علم اس ذات مجردہ کا

فیکون العلم بتلک الذات المجردۃ علما حصولیا اذ العلم بہا لا یکون الا بحصولہا فی

علم حصولی ہوگا کیونکہ علم اوسکا بسبب اوسکے حصول ذہنی کے

الذہن واعتبارہا مع تلک الحیثیۃ فان قلت العاقل ہو الہویۃ المجردۃ الحاضرۃ

اور مع اعتبار اس حیثیۃ کا ہے اگر کوئی کہے عاقل وہ ہے کہ جو ہویۃ مجردہ ہووے اور اوسکے

عندہا الہویۃ المجردۃ والمعقول ہو الہویۃ المجردۃ الحاضرۃ عند الہویۃ المجردۃ فیجب

آگے ہویۃ مجردہ حاضر ہو اور معقول ہویۃ مجردہ ہے حاضر نزدیک ہویۃ مجردہ کے پس تغایر

التغایر بینہما بالضرورۃ ولو بوجہ قلت ہب ان التغایر بین مفہومیہما ثابت بالضرورۃ

بوجہ انکے ضرور ہے جواب اسکا یہ ہے کہ تغایر انکے مفاہیم میں ضرور ہے اور یہ ہمارا مقصود

لکنہ بمعزل عن ذلک والمقصود ان مصداق العاقل والمعقول فیما نحن فیہ ہو الہویۃ المجردۃ

مقصود ہمارا یہہ ہے کہ جب مجرد اپنی ذات کو جانے مصداق عاقل و معقول کا ہویۃ مجردہ بدون حیثیۃ تقییدیۃ

من غیر ان یوخذ معہا حیثیۃ تقییدیۃ موجبۃ للتکثر ای بالقائل لہ العاقل ہہنا ہو بعینہ ما یقال

کے ہوگی یہہ حیثیۃ موجب تکثر کی جسکو یہاں عاقل کہتے ہیں وہی بعینہ معقول ہے

لہ المعقول وان الامر فیما نحن فیہ لیس کما فی المعالج والمعالج حیث یوخذ فی الاول حیثیۃ

یہاں علاج کنندہ اور علاج پذیرندہ جیسا حال نہیں علاج کنندہ میں قوۃ فعلیۃ ماخوذ ہے اور علاج پذیرندہ میں قوۃ

القوۃ الفعلیۃ وفی الثانی حیثیۃ القوۃ الانفعالیۃ فالعاقل والمعقول والعقل بمعنی الحاضر

انفعالیہ پس جب مجرد نے اپنی ذات کو جانا عاقل و معقول و عقل واحد ہیں وہ ایک ذات مجردہ ہے

عند الذات المجردۃ ہہنا امر واحد ولیس بینہا تغایر اصلا ولو بالاعتبار نعم یصح ان یق

وہی عقل و عاقل و معقول ہے تغایر اعتباری بھی نہیں البتہ صحیح ہے یہہ کہا جاوی

ان تلک الہویۃ المجردۃ من حیث انہا عاقلۃ ای مع وصف العاقلیۃ مغایرۃ لہا من

کہ یہہ ہویۃ مجردہ باین حیثیۃ کہ عاقلہ ہے مغایر ہے ہویۃ مجردہ کے باین حیثیۃ کہ وہ معقولہ ہے ہم اسکی نفی

حیث انہا معقولۃ ای مع وصف المعقولیۃ لکن کلامنا لیس فی نفیہ وبتحقیقنا ہذا ظہر

کرتے یہہ تغایر مفہوم میں ہے مصداق ہر دو کا ایک ہے اور اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ علم حضوری

ان اتحاد العلم والمعلوم فی العلم الحضوری مطلقا کک واتحادہما فی العلم الحصولی حیث

میں علم و معلوم میں مطلق اتحاد ہے اور علم حصولی میں اسطور پر اتحاد ہے کہ ماہیۃ

کان العلم فیہ الماہیۃ من حیث انہا مکتنفۃ بالعوارض الذہنیۃ والمعلوم فیہ مع قطع النظر

بحیثیۃ اکتناف عوارض ذہنیہ کے علم ہے اور جب قطع نظر اس حیثیۃ سے کی معلوم ہے

عن تلک الحیثیۃ وما سبق الی بعض الاذہان ان العلم فی العلم الحصولی مجموع العارض

اور فاضل مرزاجان نے کہا کہ علم حصولی مجموعہ عارض و معروض کا ہے

والمعروض والمعلوم ہو المعروض فقط فلیس بشیٔ وبہذا التحقیق یظہر ان ما اشتہر

اور معلوم فقط معروض ہے یہہ قول اوسکا ہیچ ہے و نیز اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ یہہ جو مشہور ہے

عندہم ان علم النفس بصفاتہا علم حضوری لیس علی الاطلاق بل المراد من الصفات

نفس کو اپنی صفات کا علم حضوری ہے یہاں مراد صفات سے

الصفات الثبوتية دون الاعم منها ومن الصفات الاضافية والسلبية وبه يظهر ايضا

صفات ثبوتیہ ہیں مطلق صفات سلبیہ واضافیہ مراد نہیں ۔ و نیز ظاہر ہوا کہ یہ جو کہتے

ان معنى عينية صفات الواجب له ان هناك اتحادا محضا وان الحيثية في قولهم ذاته

ہیں کہ صفات واجب الوجود کی عین اوسکی ذات کے ہیں یہاں اتحاد محض ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ذات خدا کی

تعالى من حيث انه مبدأ الانكشاف علم ومن حيث انه مبدأ الآثار قدرة هي الحيثية المتاخرة

بایں حیثیت کہ مبدأ انکشاف کا ہے علم ہے اور بایں حیثیت کہ مبدأ آثار کا ہے قدرة ہے یہاں حیثیت متاخر ہے

عن اعتبار مفهوم العلم والقدرة لا الحيثية المتقدمة على صدقهما حتى يثبت الكثرة فيه بوجه ما

اعتبار مفہوم علم وقدرة سے حیثیت متقدم صدق پر نہیں تاکہ کثرت بوجہ ما ثابت ہووے تمام ہوا کلام میر زاہد کا

انتهى كلامه بعبارته وقال الفاضل قاضي مبارك في حاشية شرح السلم والحق

اور قاضی مبارک نے اپنی شرح سلم کے حاشیہ میں کہا کہ حق یہ ہے کہ عقول ہمارے

ان عقولنا نورانية من حيث التجرد وبها ينكشف الاشياء عند وجودها لها بالانطباع

نورانی ہیں اور مجرد ہیں بلحاظ حیثیت تجرد کے اشیاء جو نیز منکشف ہوتی ہیں بالانطباع

كما انها منكشفة عنده سبحانه لوجودها له عز اسمه بالمعلومية فمناط انكشاف الاشياء

جیسا کہ یہ اشیاء منکشف ہوتی ہیں نزدیک خدا کے بمعلومیت کیونکہ وجود ان اشیاء کا واسطے خدا کی تحت ولقدرت ہیں ہے

في الواجب تعالى والممكن نفس وجود العالم النوراني لا غير فعلمه تعالى لذاته ولغيره نفس

پس مناط انکشاف کا واجب تعالیٰ اور ممکن میں نفس وجود عالم نورانی کا ہے نہ کوئی اور پس خدا اپنی ذات کو اور غیر کو بذاتہ جانتا ہے

ذاته تعالى وهو وجود بحت ونور حق وعلم الممكن لذاته ولغيره هو وجوده النوري من حيث

وہ وجود صرف اور نور حق ہے اور ممکن کو اپنی ذات کا اور غیر کا علم بسبب اوسکے وجود نوری کے ہے اس حیثیت

استناده اليه تعالى انتهى كلامه فتفكر وقال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية

کہ استناد اس وجود کی ہے طرف خدا کی تمام ہوا کلام اوسکا شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اوسپر بحر العلوم نے اپنی

لشرح المواقف والمحققون من المتاخرين قالوا ان صفاته تعالى عين ذاته وقال

حاشیہ میں کہا کہ اہل تحقیق متاخرین سے یہ کہتے ہیں کہ صفات خدا تعالیٰ کے عین ذات کے ہیں

ايضا بحر العلوم في حاشيته على الشرح الزاهدي للرسالة ان قوله وبه يظهر ايضا ان معنى

معتبرة في مصداق الصفات فالذات في كونها قادرًا وعالمًا يحتاج الى هذه الحيثية المغايرة

للذات فيلزم استكماله تعالى بالغير تعالى عنه انتهى كلامه والزاعمون بزيادة الصفات

اور جو اشخاص صفات خدا کو اوسکی ذات پر

على جاعل الموجودات قالوا قولا رجمًا بالغيب فتاهوا في تيه الريب لم ياتوا عليه

زائد کہتے ہیں یہہ قول اونکا ایک غیب کا پتھر ہے حیران ہیں وہ جنگل شک مین کوئی اونکے قول پر

بالسلطان وما اقاموا عليه البرهان لا من العقل ولا من الخبر والقران بل سجوا في هذا البيان من

دلیل محکم ہرگز ہیں نہ دلیل عقلی ہے نہ نقلی کہیں قران و حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ صفات خدا کے ذات خدا پر زائد

سبيل الوهم والحسبان فاتبعهم زمر البله والصبيان واصغى اليهم من اذنا قلبه حتلا وان

ہیں اسے وہم و گمان سے اونہوں نے یہہ بات کہی کم عقلوں نے اونکی پیروی کی

والعروة الوثقى عند قرائحهم الخالية عن الذكاء والنهى ان العلم لو كان نفس الذات والقدرة

دلیل محکم اونکی اپنی مطلب پر یہہ ہے اس علم خدا کا عین اوسکی ذات کا ہو تو اوسکی قدرۃ بہی اوسکی عین

ايضا نفسها لكان العلم نفس القدرة فكان المفهوم من العلم والقدرة امرا واحدا وهو باطل

ذات کی ہو گی پس علم النفس قدرۃ کا ہوگا پس مفہوم علم و قدرۃ کا ایک ہوگا اور یہہ باطل ہے

وانت تعلم ان القدرة عند الحكماء في حق الواجب تعالى عين علمه وانما الاختلاف بالحيثيات

کیونکہ اونکا مفہوم جدا جدا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ قدرۃ خدا کی عین اوسکے علم کا ہے جیسا کہ گذرا اختلاف انکی بلحاظ حیثیۃ

والاعتبارات لا بالذات وقد اورد على هذا الدليل صاحب المواقف وغيرهم ان هذا

و اعتبار کے ہے اختلاف بالذات نہیں ہے اور صاحب مواقف وغیرہ نے اس دلیل پر یہہ اعتراض کیا کہ اس بیان تغایر مفہوم

البيان يدل على تغاير مفهومي العلم والقدرة لا على تغاير حقيقتهما وتغايرهما لها وقد

علم و قدرۃ ہیں ثابت ہوتا ہے اور یہہ الکس سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم کی حقیقۃ جدا ہے قدرۃ سے یا علم و قدرۃ خدا

يتقولون بطنبور السخافة ويحتجون بالف السفاهة ان مفهوم كونه تعالى عالما وحيا

اور کبہی یہہ لوگ طنبور نادانی سے لوئی راگنی گاتے ہیں اور ناک بیوقوفی سے لوئی گنگناتے ہیں اگر مفہوم علم و حیوۃ و قدرۃ خدا کا عین

وقادذا الوکان نفس ذاته لم حملها علی ذاته وکان قولنا الله عالم بمنزلة قولنا الله الله

اوسکی ذات کا پوری ہونا نہ ہے حمل انکا اوسپر قول ہمارا خدا عالم ہے اسکا یہہ معنے ہو کہ خدا خدا ہے

بمثابة حمل الشئ علی نفسه واللازم باطل فکذا الملزوم وفیه نظر من وجوه لان الحمل

جیساکہ حمل شئے کا اپنی ذات پر ہوتا ہے اور بطلان لازم کا مستلزم ہے بطلان ملزوم کا اور اسپر چند وجہ اعتراض ہے اول یہہ کہ حمل

الاولی علی انحاء بعض منها مفید وبعضها غیر مفید بل قد یکون الحمل الاولی نظریا

اولی چند قسم ہے بعض قسم مفید ہے اور بعض غیر مفید بلکہ کبھی حمل اولی نظری بھی ہوتا ہے

ایضا کما تقرر فی موضعه ولان هذا البیان انما یفید زیادة هذه المفهومات علی مفهوم

جیساکہ کتب قوم میں مذکور ہے دوم یہہ کہ اس دلیل سے زیادتی مفہوم علم وغیرہ کی اوسکی ذات پر ثابت ہوتی ہے

الذات ولا نزاع فیه بل النزاع فیما صدق علیه هذه المفهومات ولا شک انه نفس

اسمیں نزاع نہیں نزاع ان مفہومات کے مصداق میں ہے مصداق ان سب کا واحد ہے بلا شک ذات خداتعالی کی

ذاته مبدأ الانکشاف ومبدأ الایجاد والدراک الفعال ویلوح علی مسالک الحکماء

بذاتہ مبدأ انکشاف ومبدأ ایجاد کا ہے وہ دانا وکردگار ہے اور اسپر طریقہ حکما پر

آثار رضوان السید الشریف حیث قال فی شرح المواقف فان قلت کیف یتصور

یہہ سید شریف راضی ہوا کہا اوسنے شرح مواقف میں اگر کوئی کہے صفت عین ذات کا نہیں ہو سکتے

کون صفة الشئ عین حقیقته مع انهما متغایر لصاحبه بالوجدان قلت لیس معنی

کیونکہ صفت وموصوف تغایر ضرور ہے جواب اوسکا یہہ ہے معنے کلام حکماء کے یہہ نہیں

کلامهم ان هناک ذاتا وله صفة وهما متحدان حقیقة کما زعم بل معناه ان ذاته تعالی

کہ خدا کی ذات ہے اور اوسکو صفت ثابت ہے یہہ ہر دو متحد ہو گئے بلکہ معنی انکی کلام کے یہہ ہے کہ اوسکے فقط

یترتب علیه ما یترتب علی ذات وصفة معا مثلا ذاتک لیست کافیة فی انکشاف

ذات پر وہ آثار مترتب ہوتے ہوں کہ جو ممکن کی ذات وصفت پر مثلاً ذات زید کی انکشاف اشیاء میں کافی نہیں جب تک

الاشیاء علیک بل انک تحتاج فی ذاتک الی صفة العلم التی تقوم بک بخلاف ذاته

اوسمیں صفت علم کی کہ وہ صورۃ حاصلہ ہے یا حالہ اور اکیہ ہے قائم نہو وے بخلاف ذات خداتعالی کے

تعالی سبحانه فانه لا یحتاج فی انکشاف الاشیاء وظهورها علیه الی صفة تقوم به بل

کہ وہ انکشاف اشیاء میں کسی صفت زائدہ کے طرف محتاج نہیں بلکہ ذات اوسکے بذاتہ مبدأ انکشاف کل اشیا کا ہے

المفہومات باسرہا منکشفۃ علیہ لاجل ذاتہ فذاتہ بہذا الاعتبار حقیقۃ العلم وکذا الحال

پس ذات اوسکی اس اعتبار سے علم ہے اور ایسا ہی حال قدرۃ کا ہے

فی القدرۃ فان ذاتہ تعالی موثرۃ بذاتہا لا بصفۃ زائدۃ علیہا کما ہی فی ذواتنا فہی بہذا

کہ ذات اوسکی بذاتہا تاثیر کرنیوالی ہے نہ بسبب صفۃ زائدہ کے جیسا کہ ہم میں قدرۃ صفۃ زائدہ ہے پس ذات

الاعتبار حقیقۃ القدرۃ فالذات والصفات متحدۃ بالذات متغایرۃ بالاعتبار انتہی

خدا کی اس اعتبار کہ موثر بذاتہا ہے قدرۃ ہے پس ذات و صفۃ میں اتحاد بالذات ہے اور تغایر بالاعتبار یہاں تک ترجمہ

کلامہ وروی ان زندیقا قال لجعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب

کلام سید شریف کا ہے اور مروی ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام

علیہم السلام انقول ان اللہ تعالی سمیع بصیر فقال علیہ السلام انہ سمیع بغیر جارحۃ

سے کہا کیا تو خدا کو بینا و شنوندہ کہتا ہے امام جعفر نے جواب دیا کہ وہ بینا و شنوندہ بدون آنکھ

بصیر بغیر آلۃ بل سمیع بنفسہ وبصیر بنفسہ ولیس قولی انہ سمیع بنفسہ انہ شیٔ والنفس

اور کان کے ہے اپنی ذات سے سنتا ہے اور اپنی ذات سے دیکھتا ہے اور یہہ جو میں کہتا ہوں کہ وہ بنفسہ شنوندہ ہے اسکا یہہ

شیٔ آخر ولکنی اردت عبارۃ عن نفسی اذ کنت مسئولا وافہاما لک اذ کنت

معنی نہیں کہ خدا شے جدا ہے اور نفس اوسکا شے جدا ہے یہہ عبارت میں اپنی نفس سے تعبیر سمجھانے کو کہی ہے وہ خدا اپنی تمام

سائلا فاقول یسمع بکلہ لا ان کلہ لہ بعض ولکنی اردت افہامک والتعبیر عن نفسی

ذات سے سنتا ہے وہ اب تمام و کل نہیں کہ اوسکا کوئی جزو ہو لاکن میرا ارادہ تیری سمجھانیکا ہے حاصل میری کلام

ولیس فی مرجعی فی ذلک کلہ الا الی انہ السمیع البصیر بلا اختلاف الذات ولا

یہہ ہے کہ وہ شنوندہ و بینا بلا اختلاف ذات و بلا اختلاف معنے کے ہے تمام ہوا

اختلاف المعنی انتہی کلامہ المعلی وقال مولانا عطا رضا قدس سرہ من اماجدنا

کلام مبارک حضرت امام جعفر علیہ السلام کا اور مولانا عطا رضا قدس سرہ کہ جو بندہ کے اجداد

الکرام فی شجرۃ الانساب ان محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری قال سمعت

کرام سے ہیں وہ اپنی کتاب شجرۃ الانساب میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری نے کہا کہ میری وقت میں

بعض المعاصرین من العلما یقولون ان صفات اللہ تعالی زائدۃ علی ذاتہ

بعض علما یہہ کہتے تھے کہ صفات خدا کی اوسکی ذات پر زائدہ ہیں

ومنهم من يقول لاعينه ولاغيره فسئلت عن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہیں نہ غیر پس اس مسئلہ میں سوال کیا میں نے امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن

محمد بن علي بن الحسين بن علي ابن ابيطالب عليهم السلام فقال الله هو الله فهو

محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے جواب دیا انہوں نے خدا خدا ہے وہ خدا

كما هو الله هو العلم والقدرة والحيوة والارادة لاحاجة له الى شئ هو كمال مطلق فوق

جیسا کہ خدا ہے وہ بعینہ علم و قدرة و حیوة و ارادہ ہے اوسکو حاجت کسی شئے کی طرف نہیں وہ کمال مطلق ہے

الكمال كل كمال وخير هو سبحانه لنا افتقار الى صفات واردة علينا لانها ليست

بلکہ بالا ہر کمال پر ہے جو کمال و خیر ہے وہ خدا ہے ہمکو احتیاج ہے طرف صفات زائدہ کی کیونکہ صفات ہماری عین

انفسنا وليست منا الله الغني وانتم الفقراء اياك والظنون والاهواء انتهى

ذات کے نہیں اور نہ ہمسے صادر ہیں وہ خدا پاک ہے حاجت سے اور ہر کوئی محتاج ہے ای محمد بن عبد اللہ زبیری تو اپنی گمان ظنون سے

كلامه البيضا ونقل الشيخ فيه ان عمر بن مصعب بن عامر الزبيري قال سمعت ابا امي

بچا تمام ہوا کلام اونکا و نیز مولانا عطار رضا نے اسے کتاب میں کہا کہ عمر بن مصعب بن عامر زبیری ای کہا کہ میں اپنی نانا سے

بن حسن المثنى بن حسن بن علي ابن ابيطالب عليهم السلام قال ان الله عز وجل كله

ابن حسن مثنے بن حسن بن علی ابن ابیطالب علیہم السلام سے کہتے تھے وہ خدا تعالیٰ ہے کل و تمام

قدرة وكله علم وكله ارادة وكل كمال وجمال وبهاء وسناء فهو عينه انتهى كلامه رفع الله

قدرة اور کل و تمام علم ہے اور کل تمام ارادہ ہے اور جو کمال و جمال ہے وہ اوسکا عین ذات کا ہے تمام ہوا کلام ترجمہ

مقامه وروي عن امير المؤمنين وامام المسلمين علي ابن ابيطالب عليه السلام الحمد لله

عطار رضا کا اور حضرت امیر المومنین و امام المسلمین مرتضیٰ علی علیہ السلام سے مروی ہے کہا انہوں نے ستائش اوس

الذي لا يبلغ مدحته القائلون ولا يحصي نعماءه العادّون ولا يؤدي حقه المجتهدون

خدا کی کہ جسکی مدح کو گویندگان نہیں پہونچتی اور شمار کرنیوالے اوسکے نعمت کو نہیں گن سکتے اور ادا اوسکے حق کو مجتہدین

الذي لا يدركه بعد الهمم ولا يناله غوص الفطن الذي ليس لصفته حد محدود ولا

نہیں ادا کر سکتے دوری ہمتوں کی اوسکو نہیں ادراک کرتے اور غوطہ دانا کو اوسکی تک نہیں ہو سکتا اوسکی صفت کو حد

نعت موجود ولا وقت معدود ولا اجل ممدود فطر الخلائق بقدرته ونشر الرياح برحمته

اور نہ کوئی نعت ہی اور نہ کوئی وقت وعرصہ معین کیا گیا پیدا کیا اوسنے خلق کو اپنی قدرت سے اور چلایا ہوا کو اپنی

ووتد بالصخور ميدان ارضه اول الدين معرفته وكمال معرفته التصديق به وكمال التصديق

رحمت سے اور محکم کیا پتھروں سے میدان زمین کو [illegible]

به توحيده وكمال توحيده الا[illegible]

اوسکی توحید ہے اور کمال توحید کا اخلاص اوسکا ہے اور کمال اخلاص کا یہہ ہے کہ نفی صفات کی اوس سے کریں بدلیل اسکے

كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة فمن وصف

کہ ہر صفت غیر موصوف کی ہے اور ہر موصوف غیر صفت کا جسنے اوسکو صفت ثابت کی اوسنے اوسکو غیر سے ملایا جسنے اوسکو غیر سے ملایا

الله سبحانه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله

اوسنے اوسکو دو کیا جسنے اوسکو دو کیا اوسنے اوسکے ٹکڑے کئے جسنے اوسکے ٹکڑے کئے اوسنے اوسکو

انتهى كلامه الشريف وقوله المنيف شعر كلام علي كلام علا ؞ وما قاله المرتضى

ندجانا تمام ہوا کلام شریف حضرت علی کا کلام علی ہے کلام بلند کہا جو علی کا وہ سب کو

مرتضى ؞ انى لاظن مرتابا من ادنى لحظ ما من العلم والايمان وقسط ما من الفهم

پسند اور جس شخص کو خدا نے علم وایمان اور فہم وایقان عطا فرمایا وہ خوب جانتا ہے کہ اہل بیت ہی خزائن

والايقان في ان اهل بيت النبوة الذين هم خزنة اسرار المعرفة وحملة اسفار الولاية

اسرار معرفت اور حاملان دفاتر ولایت کے ہیں جہاں

اولى للتمسك والاعتصام في مواضع مزال الاقدام ومواقع مضال الافهام منصوص

اختلافات موری علماء اس اہل بیت ہی کے قول وفعل پر تمسک مناسب ہے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل البیت

الوحي من سيد الانام عليه وعلى آله الصلوة والسلام اخرج احمد وابن جرير والحاكم في

کے حق میں بہت احادیث تعریف کی فرمائی ہیں روایت کی ہے احمد وابن جریر نے اور حاکم نے مستدرک

المستدرك والطبراني في الكبير عن ابي ذر وابو بكر احمد بن عمر البزار عن عبد الله بن عباس

میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابی ذر رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ

وعبد الله ابن الزبير رضي الله عنهم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثل اهل بيتي

بن زبیر رضی اللہ عنہم سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اہل بیت

قوله اولى للتمسك اول ان ما روي من ائمة اهل بيت النبوة
من الرواة الثقات المعتبرة في المعاملات والعبادات
والاعتقادات اولى للتمسك والعمل وانما روي في غيرهم
الرحمة كالرحبة والنعمة وسب الصحابة الاجلاء
رضي الله عنهم العشرة المبشرة بالجنة
لا سيما السب على من جرى [illegible] ادراك الصحبة
اخترا [illegible]
الصحة ايضا

فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک وزاد الطبرانی ومثل باب

مانند کشتی حضرت نوح کی ہیں جو اوس پر سوار ہوا عذاب دارین سے بچا اور جو اوس سے بھاگا وہ ہوا اور طبرانی نے نیہ کلمہ زیادہ کیا

حطۃ فی بنی اسرائیل واخرج مسلم عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول

مانند دروازہ حطہ بنی اسرائیل کے ہیں اور مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ای مسلمانوں میں ایک بندہ خدا کا ہوں عنقریب ہے موت میری ہیں

ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا

تمہاری پاس دو چیز بڑی رتبہ کی چھوڑتا ہوں ایک قرآن شریف کہ جسمیں ہدایت اور نور پس تم پیروا

بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی

کرو قرآن کی اور لوگوں کو رغبت دی قرآن سے اور دوسری میری اہل بیت ہیں

اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی واخرج الحاکم والطبرانی

خدا کو یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت میں یعنی خدا کی معرفت کا راستہ میری اہل بیت سے حاصل ہوتا ہے اور روایت کی

عن زید بن ارقم والترمذی عنہ وعن جابر وابن الانباری عن زید بن ثابت وابو یعلی

حاکم و طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ترمذی نے اوسی سے اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن انباری نے زید بن ثابت سے

والطبرانی فی الکبیر ومحمد بن محمد الباوردی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم قال

اور ابو یعلی اور طبرانی اور باوردی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جاتا ہوں جب تک تم اوسکی پیروی کرو

احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل

بعد میری گمراہ نہو گے ایک قرآن شریف ہے گویا رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہے اور دوسری میری اقارب اہل

بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما وزاد الطبرانی

بیت ہیں قرآن اور اہل بیت باہم متفق ہیں ایک دوسری سے قیامت تک جدا نہیں ہونا۔ اور طبرانی کی روایت میں ہے

وسالت لہما ذلک ربی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہما فانہما اعلم منکم واخرج

ہیں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قرآن و اہلبیت کے حق خدا سے سوال کیا ان دونوں سے آگے مت ہو کہ موجب ہلاکت کا ہے

المسند والاسدی وابن ابی شیبه والحکیم الترمذی وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر وابن

روایت کی مسند اسدی وابن ابی شیبه وحکیم ترمذی وابو یعلی وطبرانی وابن

عساکر عن ایاس بن سلمه بن الاکوع عن ابیه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال

عساکر نے سلمه بن اکوع سے فرمایا پیغمبر صلے الله علیه وسلم نے

النجوم امان لاهل السماء واهل بیتی امان لامتی واخرج الحاکم فی المستدرک علی شرط

ستارے امان ساکنان فلک ہیں اور میرے اہلبیت امان میری امت کی ہیں اور حاکم نے مستدرک میں بر شرط شیخین

الشیخین عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النجوم امان لاهل

ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا رسول الله صلے الله علیه واله وسلم نے ستارے امان ساکنان

الارض من الغرق واهل بیتی امان لامتی من الاختلاف واخرج ابو یعلی والضیاء

زمین کے ہیں غرق سے اور میرے اہلبیت امان میری امت کے ہیں اختلاف سے روایت کی ابو یعلی وضیا نے

عن ابی سعید والطبرانی فی الکبیر عن کعب بن عجره وابن مردویه عن عائشة

ابی سعید سے اور طبرانی نے کعب بن عجره سے اور ابن مردویه نے حضرت عائشه رضی الله عنها

رضی الله عنهم قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی مع الحق والحق معه یزول معه

سے فرمایا پیغمبر صلے الله علیه وسلم نے علی ہمراه حق کے ہے اور حق ہمراه علی کے ہے جہاں

حیث ما زال وعندنا اهل السنة کثرهم الله تعالی ان الله سبحانه کما یرید الایمان

علی جاتا ہے حق اوسکے ساتھ ہے اور ہم اہل سنت خدا زیاده کرے اونکو یہه کہتے ہیں که خدا تعالے بندوں سے جیسا اراده ایمان

والطاعة من العباد وکذلک یرید الکفر والفسق منهم لقوله سبحانه یهدی من یشاء

وطاعة کا کرتا ہے ویسے ہی اراده اون سے کفر وفسق کا کرتا ہے دلیل یہه ہے که خدا نے کہا ہدایت کرتا ہے خدا جسکو

ویضل من یشاء وقوله فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله

چاہے اور گمراه کرتا ہے جسکو چاہے ونیز کہا خدا جسکی ہدایت کا اراده کرے سینه اوسکا واسطے اسلام کے کھولدیتا ہے اور جسکو گمراه کرے

یجعل صدره ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل الله الرجس علی

وه اوسکا سینه تنگ کرتا ہے گویا وه آسمان پر چڑھتا ہے خدا پلید کرتا ہے اون لوگوں کے دلوں پر که جو کافر ابدی ہیں

الذین لا یومنون وهذا صراط ربک مستقیما کذلک نفصل الایات لقوم یذکرون

اور خدا کی طرف سے ہدایت وضلالت کا ہونا یہه راه سیدھی ہے جو لوگ دانا ہیں اونکے واسطے یہه آیات ہم بیان کرتے ہیں

والشيعة ما مالوا الى هذه المحجة المستقيمة فزعم منهم ابو جعفر محمد بن يعقوب الكليني

اور شیعہ نے یہ راہ نہ اختیار کیا اور ان میں سے ابو جعفر کلینی نے یہ گمان کیا کہ ارادہ خدا کا

ان ارادة الله تعالى غير علمه لانه سبحانه يعلم كل شئ ولا يريد شرا ولا ظلما ولا كفرا ولا

اوسکے علم کا غیر ہے کیونکہ وہ خدا سب شئے کو جانتا ہے اور شر و ظلم وغیرہ

شيئا من القبائح والسيئات فعلمه تعالى متعلق بكل شئ ولا كذلك ارادته فارادته

قبائح کا ارادہ نہیں کرتا ہے علم اوسکا متعلق ساتھ ہر شئے کی ہے اور ارادہ اوسکا متعلق ساتھ ہر

تعالى غير علمه سبحانه وعلمه سبحانه عين ذاته الاحدية وارادته امر آخر وراء حقيقة

ارادہ اوسکا اوسکے علم کا غیر ہے اوسکا علم اوسکے عین ذات کا ہے ارادہ اوسکا اوسکی عین ذات کا نہیں بلکہ اوسکی

حقيقته وزائدة على نفس ذاته والسيد الباقر الفلسفي منهم مع الاخوان العلمية

ذات پر زائد ہے سید باقر من جملہ شیعہ سے ہمراہ حکماء کی ہے قائل اسکا ہے

والجيران الحكمية سلك مسلك الحكماء بان جملة صفاته الكمالية عين ذاته سبحا

کہ جملہ صفات کمالیہ عین ذات خدا کی ہیں

دفع هذه الشبهة بضابطة الحكمة في كتابه المسمى بالقبسات ان الجواد الحق

اپنی کتاب قبسات میں حسب ضابطہ حکمیہ کے اس شبہہ کو اسطور سے دفع کرتا ہے ان فیضان خیر کا جواد مطلق سے ہرگز

والغني المطلق يمتنع ان يكون افاضة الخير منافية لذاته بل ان اختيارها لازم

اوسکے منافی نہیں ہوتا ہے بلکہ اختیار افاضہ خیر کا لازم ہے ذات خدا کو پس نظام وجود میں جس چیز کو خدا خیر

ذاته فكل ما يعلمه خيرا في نظام الوجود فانه يصنعه وليفيضه غير مناف لذاته ولا غير

جانے اوسکو ضرور کرتا ہے اور یہ منافی اور غیر مرضی اوسکی ذات کا نہیں ہوتا اور جو افاضہ خیر کا مماثل اوسکے

مرضي به بالنظر الى ذاته وكون افاضة الخير مرضيا بحسب ذاته هو معنى ارادته

مرضی کے ہووے اوسی کا نام اوسکا ارادہ ہے اور یہ ارادہ اوسکے

التي هي من صفات ذاته وهي عين ذاته فنفس مرتبة ذاته سبحانه علم تام

عین ذات کا ہے پس مرتبہ ذات خدا کا علم ہے ہر شئے کا اور

لكل شئ وارادة حقة واختيار حق لكل خير وهو بنفس ذاته مستحق اسم العالم لكل

ارادہ و اختیار ہے ہر خیر کا وہ خدا بذاتہ مستحق اسکا کہ اوسکو عالم و مرید و مختار ہر خیر کا کہا جاوی

شئ واسم المريد المختار لكل خير من غير روية وهمة وتفكر وقصد وما ليس هو من الخير

اور اوسمين تفكر و تردد نهين هے اور جو جز شر مطلق هے

المطلق ولا من الغالب خيره على الشر فلا يختاره ولا يقبضه ولا يدخله في حريم الصنع

يا شر اوسكے غالب يا مساوي خير كے هے اوسكو وه خدا تعالى هرگز نهين پيدا كرتا

والتكوين والايجاد والافاضة اصلاً والشرور القليلة اللازمة للخيرات الكثيرة

اور جو شرور تهوڑين خيرات كثيره كو لازم هين اونكو اسواسطه پيدا كرتا هے

انما يريدها بما هي لوازم الخيرات لا بما هي شرور فلذلك كانت الطفائف

كه يهه لوازم خيرات كثيره كے هين بنظر اونكى شريت كے اونكو نهين پيدا كرتا اسيواسطے وه شرور قليله جو لوازم

القلائل من الشرور التي هي من لوازم البركات العظيمة والخيرات الكثيرة داخلة

خيرات كثيره كى هين داخل هين قضا و اراده خدا تعالى مين بالعرض نه بالذات

في قضاء الله تعالى لا بالذات بل انما بالعرض فاذن كون الارادة الحقة الالهية

پس اراده خدا كا نه متعلق هونا ساته شرور كے

غير متعلقة بالشرور بالذات لا يصادم كون ارادة الخير عين العلم الذي هو بعينه

بالذات اسكا منافى نهين كه اراده خير كا عين اوس علم كا هووے كه جو علم عين ذات كا هے

مرتبة الذات الحقة الاحدية فارادة الخير وانها بالاضافة الى صفة وزان السمع

پس اراده خير كا اوس خدا كا اسا هے جيسا كه اوسكا سمع و بصر سميع و بصر اوسكى اوسكے

والبصر الليس السمع والبصر من صفات وعين الذات الحقة الواجبة التي هي بعينها

صفات ذات سے هين اور اوسكے عين ذات كے هين وه ذات كه جو علم تام هے

العلم التام المحيط بكلشي ثم السمع سمع لكل مسموع والبصر بصر الى كل مبصر لا بالنسبة

هر چيز كا پهر سميع سميع هے هر شنيده كى اور بصر بصر هے هر ديده كى نه به نسبة

الى كلشي فكذلك الارادة الحقة فذاته سبحانه علم لكلشي ممكن وارادة لكل خير ممكن

هر چيز كے پس اسيطرح سے اراده هے پس ذات خدا تعالى كى علم هر چيز كا اور اراده هے هر چيز كا

وسمع بالنسبة الى كلشي مسموع وبصر بالقياس الى كلشي مبصر وقدرة على كلشي

اور سميع هے به نسبة هر چيز شنيده كى اور بصر هے به نسبة هر چيز ديده كى اور قدرت به نسبة اوس چيز كى

مقدور علیه والشرور الواقعة فی نظام الوجود سواء علیها کانت فی هذه النشأة

جو مقدور ہے — اور شرور واقعہ نظام — وجود ہیں — خواہ دنیا میں ہو وین — یا آخرت میں

الاولی ام فی تلک النشأة الآخرة لیست هی مرادة بالذات ومقتضیة بالذات

مراد خدا کے بالذات نہیں ہیں

بل انما هی مرادة بالعرض ومقتضیة بالعرض فهی داخلة فی القضاء لا بالذات

بلکہ مراد و مقتضے بالعرض ہیں پس یہ شرور قلیلہ داخل ہیں قضاء الٰہی میں بالعرض — نہ بالذات

بل بالعرض من حیث انها لوازم الخیرات العظیمة الواجبة الصدور عن الحکیم الحق

بالعرض قضاء الٰہی میں یہ شرور قلیلہ اسواسطے داخل ہیں کہ یہ لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اور جو شرور قلیلہ

والخیر المطلق وان کانت واقعة فی القدر بالذات فان قلت فما شانک فیما رواه

لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اونکا صدور خدا سے ضرور ہے اگرچہ یہ شرور قلیلہ قدر میں بالذات واقع ہیں — اگر کوئی کہے

ابو جعفر الکلینی وابن بابویه عن ائمتنا المعصومین فی حدوث الارادة والمشیة

کہ ابو جعفر کلینی و ابن بابویہ نے حضرات ائمہ اہلبیت سے نقل کیا ہے کہ ارادہ و مشیت صفات

وانهما من صفات الفعل لا من صفات الذات قلت سبیلی فی ذلک الی

فعل سے ہیں — صفات ذات سے نہیں اور یہ حادث ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ارادہ سے

الارادة قد تطلق ویراد بها الفعل المصدری بفتح الفاء اعنی الاحداث والایجاد وقد

کبھی فعل بالفتح مراد ہوتی ہے جو مصدر یعنی ایجاد و احداث کے ہے یعنی پیدا کرنا — اور کبھی

یراد بها الفعل الحاصل بالمصدر بالکسر اعنی نفس المعلول الحادث المتجدد وانه کما

مراد ارادہ فعل بالکسر حاصل بالمصدر ہوتی ہے وہ نفس معلول حادث ہے — اور جیسا کہ علم

لعلمه سبحانه بالاشیاء مراتب واخیرة مراتبه وجود الموجودات وصدورها عنه

بہ نسبت اشیاء کے مراتب ہیں ان آخیر مرتبہ یہ ہے کہ وجود موجودات اوس سے صادر ہے اور یہ

سبحانه منکشفة غیر محتجبة علی معنی ان وجودها وفیضانها عنه منکشفة عنده

موجودات منکشف ہیں اوسپر بایں معنی کہ وجود انکا اوس سے ہے اور یہ سب منکشف ہیں اوسپر

غیر غائبة عنه ولا محتجبة عنه هو بعینه معلومیتها له لا عالمیته لها اذ عالمیته لها غیر

غیر پوشیدہ ہیں اوس سے یہ بعینہ معلومیت ان اشیاء کی ہے اوسکو نہ عالمیت اوسکو اونکی کیونکہ عالمیت اوسکو اونکی نہیں

منبعثة عن وجودها بل انها من جهة علمه بنفس ذاته سبحانه على اتم الوجوه وافضل الانحا

پیدا ہوتی ہے انکی وجود سے بلکہ عالمیت اوسکی بہ نسبت اوسکی ذات کے ہے بوجہ کامل ایسا ہے اوسکے ارادہ کے بہی مراتب

فلک لارادته جل سلطانه مراتب واخيرة مراتب الارادة هي بعينها ذوات الموجودات

ہین آخر مرتبہ اوسکے ارادہ کا ذوات موجودات کے ہے

وهويا نها المتقررة بالفعل وانما هي عين الارادة بمعنى مراديتها لا بمعنى مريديته لها

جو متقرر ہے بالفعل اور یہ موجودات اوسکے عین ارادہ کا ہین بمعنی مرادیت کے نہ بمعنی مریدیت کے

ثم المرادية ايضا بمعنى صدورها عنه بالفعل مرضيا بها لا بمعنى كونها مرضيا بها عنده

پس مرادیت ہے بمعنی کہ انکا صدور ہے بالفعل اوس سے اور رضا ہے اوسکے ساتھ انکی نہ بایں معنی کہ رضا اوسکے

فان مابه فعلية الرضاء ومبدائية التخصيص هو نفس ذاته سبحانه بحسب جوده

ساتھ انکی نزدیک اوسکے کیونکہ وہ چیز کہ جو سبب فعلیت رضا کا اور مبدء التخصیص کا ہے وہ ذات خدا کی ہے اور یہ اقوی ہے

ورحمته وعنايته وخيريته وذلك اقوى في الاختيار مما ان يكون انبعاث الرضا بالفعل

اختیار میں اوس سے کہ ہووے پیدا ہونا رضا کا بالفعل کسی امر زائد سے کہ زائد ہے ذات فاعل پر اور لاحق ہے

عن امر ما زائد على نفس ذات الفاعل ومما ان يكون فاعلية الفاعل لا بنفس ذاته بل

اوسکو پس ظاہر ہوا کہ اوسکے معلولات کا مرضی بہا

بامر ما يلحق جوهر ذاته فاذن مجعولاته سبحانه مرضي بها قبل الصدور وعند الصدور على

ہونا نزد صدور کے اور قبل صدور سے ایک ہے وقت صدور معلول کے

سبيل واحد وليس يتجدد له الرضاء عند الصدور عنه بالفعل بل انما الحادث المتجدد

رضا نو حادث نہیں ہوتی ہے بالفعل بلکہ نو حادث وجود اشیاء کا ہے بالفعل اوس سے

وجود الاشياء عنه سبحانه بالفعل مرضية لا امر ما في ذات الفاعل او في جهات

اور یہہ اشیا مرضیہ ہیں ذات فاعل میں کوئی چیز نو حادث نہیں ہے تمام ہوا

ذاته اصلا انتهى كلامه فتأمل فاتضح واستبان بالحجج الغراء العقلية والبراهين البيضاء

ترجمہ کلام سید باقر کا پس ان دلائل عقلیہ و نقلیہ سے صاف ظاہر ہوا

النقلية ان صفات الباري عز وجل سبحانه عين ذاته الحقة الواجبة ولقبيد

کہ صفات کمالیہ خدا تعالی کے عین اوسکی ذات کے ہین

الاموات الاسلاف مع شروق البرهان الساطع على الخلاف عناد الذين اوفاد ولشقاق

اور جب کسی چیز پر برہان روشن و دلیل محکم قائم ہو وے اوسکے برخلاف اموات و اسلاف کی تقلید کرنا خروج ہے

خروج عن الانصاف والتصاف بالاعتساف بل الحق ان التقليد لا يجوز الى المكان

دائرہ انصاف سے اور مشہور ہونا ہے ساتھ جور و اعتساف کے . بلکہ حق یہ ہے کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو

التحقيق قال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري رحمه الله في تفسير قوله تعالى

تقلید کسی کی جائز نہیں حق تعالی نے فرمایا کہ میری کلام ایات ہیں اونکے واسطے کہ جنکو عقل ہے علامہ نظام الدین نیشاپوری

ان في ذلك لآيات لقوم يعقلون انما خص الآيات بهم لانهم الذين يتمكنون

اسکی تفسیر میں کہتا ہے ایات کو ساتھ عقلا کے اسواسطے خاص کیا کہ اونکو قدرت ہے استدلال کی وجود باری تعالی پر

من النظر والاستدلال الى البارى الفعال وفيه من الفوائد منها ان التقليد

اور اسمیں چند فوائد ہیں ایک یہ کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو

مذموم فيما الى تحقيقه سبيل ومنها ان جميع المعارف ليست ضرورية والا لم يحتج

تقلید اچھی نہیں دوم یہ کہ کل معارف بدیہیات نہیں ہیں ورنہ ہمکو احتیاج نظر و فکر کی

الى النظر في شيء منها انتهى كلامه وقال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى وكان الانسان

ہیچ علم کسی چیز کی نہ ہوتی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا اور نیز فرمایا حق تعالی نے اکثر انسان جھگڑا کرنیوالا ہے امام رازی

اكثر شيء جدلا قال بعض المحققين ان هذه الآية دالة على ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام

اسکی تفسیر میں کہا کہ اس ایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے مقدمہ دین میں کفار سے

[illegible] بين لان المجادلة انما يحصل من الطرفين

جدال وجدل کیا ہے حتی کہ یہ انبیا بھی مجادل ہو وے کیونکہ مجادلہ ہر دو طرف سے حاصل ہوتا ہے

فهذا يدل على ان القول بالتقليد باطل انتهى كلامه ثم اقول ان جما من العلماء الراسخين

پس اس سے ثابت ہوا کہ قول تقلید کا باطل ہے قول محقق کا درست تمام ہوا کلام اوسکا اور نیز میں یہ کہتا ہوں کہ علماء کبار

وقوافل الفضلاء المحققين صرحوا بان ايمان التقليد غير معتبر والركن الاعظم من

اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ایمان تقلیدی معتبر نہیں اور بڑا استون ایمان کا خدا کے

الايمان هو الاذعان لوجود الله تعالى سبحانه وباحدية المطلقة وبالملية الفائقة

وجود کی تصدیق ہے اور تصدیق احدیۃ اوسکے اور اوسکے الملیۃ کے باین طور کہ خدا ایک ہے

ای بانہ تعالی واحد احد واجب الوجود من جمیع الوجوہ والکمال المطلق من سائر الانحاد

بہمہ وجوہ وہ کامل ہے بلکہ وہ مطلق کمال آخر کمالہا ہے اوسمیں بالفعل موجود

لیس لہ کمال منتظر وجمال متوقع وخیر مترصد خارج من ذاتہ سبحانہ بل ہو کل الکمال فوق

ہے کوئی کمال بالقوہ یہاں کوئی کمال وخیر وفضیلت اوسکی ذات سے خارج نہیں ہے بلکہ وہ جملہ کمالات کا کل ہو

فوق التمام لہ الاکملیۃ والاتمیۃ بمراتب لاتتناہی والعلم والقدرۃ والحیوۃ من الکمالات

اوسکو اکملیۃ بمراتب غیر متناہی سکے ہے اور ظاہر ہے کہ علم وقدرت وارادہ صفات کمالیہ سے ہین

فہی تکون عین ذاتہ الحقۃ الواجبۃ والا یکون ہو سبحانہ فی مرتبۃ ذاتہ ناقصا وفاقد الکمالات

اگر یہ صفات اوسکے عین ذات کے نہ ہوویں تو وہ مرتبہ ذات میں ان کمالات سے عاری ہوگا پس خدا خدا

تعالی عن ذلک علوا کبیرا و ایضا لا یکون ہو بالفعل من کل الوجوہ بل یکون بالقوۃ من

نہوا خدا وہ ہے کہ اوسکو جملہ کمالات مرتبہ ذات میں ہوویں دیگر یہ کمالات جب اوسکے ذات پر زائد ہوئی

بعض الوجوہ فلا یکون مخرجا للشیء من القوۃ الی الفعل اذ المخرج من القوۃ الی الفعل شیئا

تو وہ خدا بہمہ وجوہ بالفعل نہوگا کیونکہ بنظر ان صفات کمالیہ کے بالقوہ ہے کہ یہ اوسکے عین ذات کے نہیں جب بالقوہ

انما ہو الشیء بالفعل من کل الوجوہ قال امام المشائین وعصاہم ارسطوطالیس فی

بہمہ وجوہ نہوا ایسے چیز کو قوہ سے طرف فعل کی لانی والا نہوگا قوہ سے طرف فعل کی وہ لانی چیز بالفعل بہمہ وجوہ ہووی ارسطو کی

المیمر الثالث من اثولوجیا ان اللہ عز وجل علۃ للعقل والعقل علۃ للنفس والنفس علۃ

اثولوجیا کے میمر سوم میں کہا ہے خدا تعالی علۃ ہے عقل کی اور عقل علۃ ہے نفس کی اور نفس علۃ ہے

للطبیعۃ والطبیعۃ علۃ للاکوان الجزئیۃ غیر انہ وان کانت الاشیاء بعضہا علۃ لبعض

طبیعۃ کی اور طبیعۃ علۃ ہے امور جزئیہ حادثہ کی اگرچہ بعض چیز بعضی چیز کی علۃ ہے

فان اللہ تعالی علۃ لجمیعہا کلہا غیر انہ علۃ لبعضہا بغیر توسط والدلیل علی ذلک ما

مگر خدا تعالی جملہ چیز کی علۃ ہے کسی چیز کے علۃ بلا واسطہ ہے اور کسی چیز کی علۃ وہ خدا بواسطہ ہے اور دلیل

نحن ذاکرون انشاء اللہ ان الشیء بالقوۃ لا یکون شیئا بالفعل الا ان یکون بالفعل شیء

اسپر یہ ہے کہ جو لبفضل خدا کے ہم ذکر کرنے ہین کہ جو چیز بالقوہ ہے وہ بالفعل نہیں ہو سکتی مگر کوئی چیز بالفعل ہووی وہ

آخر یخرجہ الی الفعل والا لم یخرج من القوۃ الی الفعل لان القوۃ لا یقدر علی ان یصیر

اوسی بالقوہ کو بالفعل کردی والا نہ وہ کبھی قوہ سے طرف فعل کے نہ آویگا کیونکہ قوہ میں یہ قدرت نہیں کہ بذاتہا

بالفعل من ذاتها لانه اذا لم يكن شئ بالفعل فاين يلقى القوة بصرها واين يأتى فاما الشئ

بالفعل ہووی جسوقت کوئی چیز بالفعل نہ ہووی یہ قوة کہاں اپنی نظر ڈالے گی اور جو چیز بالفعل

الكائن بالفعل فانه اذا اراد ان يخرج شيئا من القوة الى الفعل ويبقى هو دائما على

وہ جب ارادہ کری کسی چیز کو قوة سے طرف فعل کی لانا ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہے کیونکہ اوسکی

حالة واحدة لانه لا حاجة الى ان يصير الى شئ اخر لانه هو ما هو بالفعل واذا اراد ان يخرج

حاجت توجہ کسی اور چیز کیطرف نہیں اسواسطے کہ وہ بذاتہ بالفعل ہے جسوقت کسی چیز کو قوة سے

الشئ من القوة الى الفعل لم يحتج ان ينظر من ذاته الى خارج بل انما ينظر الى ذاته فيخرج

طرف فعل کی لاوی فقط اپنی ذات کی طرف نظر کرتی ہے اپنی غیر کے طرف ہرگز نظر نہیں کرتی لیکن جب

الشئ من القوة الى الفعل فان كان هذا هكذا قلنا ان الشئ الكائن بالفعل هو افضل من

ایسا ہوا اب ہم کہتے ہیں جو چیز بالفعل ہے افضل ہے اوس سے کہ جو بالقوة ہے

الشئ الكائن بالقوة فالبارى عز وجل يحدث انيات الاشياء وصورها غير انه

پس خداتعالی پیدا کرتا ہے ذوات اشیا کو اور اونکی صورتوں کو بعض کو

يحدث بعض الصور بغير توسط وبعضها بتوسط وانما يحدث انيات الاشياء

بلا توسط اور بعض کو بتوسط اور ذوات اشیاء اور اونکے صور کو

وصورها لانه هو الشئ الكائن بالفعل حقا بل هو الفعل المحض فاذا فعل فانما ينظر

بسبب اپنی بالفعل ہونے کے پیدا کرتا ہے بلکہ وہ خداتعالی محض ہے یعنی بہمہ وجوہ بالفعل ہے جسوقت

الى ذاته التامة فيفعل فعله دفعة واحدة واما العقل فانه وان كان العقل هو ما هو

ارادہ کری کسی فعل کا فقط اپنی ذات پر نظر کرتا ہے پس ایکبارگی اوسکو کردیتا ہے لاکن عقل مجرد اگرچہ وہ بالفعل ہے مگر خدا

بالفعل فانه لما كان من فوقه شئ اخر نالته قوة ذلك الشئ ومن اجل ذلك يحرص

وہ بھی ہے اوسکو قوة خداتعالی سے پہونچتی ہے اسیواسطے عقل کو حرص ہے

على ان يتشبه بالفاعل الاول هو فعل محض فاذا اراد فعلا فانما ينظر الى ما هو فوقه

کہ مشابہ ساتھ خدا کی ہووی کہ وہ بہمہ وجوہ بالفعل ہے پس عقل جب کسی فعل کا ارادہ کری نظر کرتی ہے طرف

فيفعل فعله غاية فى النقاوة وكذلك النفس وان كانت هى ما هى بالفعل فانها لما

خدا کی پس جانتی ہے ایک چیز کو لاکن اسکے معلول ہیں اور معلول خدا میں بڑا فرق ہوتا ہے اور اب نفس ناطقہ

صار العقل فهو فهمانا الهاشئ من قوته فاذا انفعلت فانما الى العقل فتفعل بالفعل فاما

عقل ہے توۃ عقل سے اوسکو آتی ہے جب نفس کوئی فعل کری نظر کرتا ہے طرف عقل کی پس کرتا ہے جو کرتا ہے

الفاعل الاول هو فعل محض فانه انما يفعل فعله وهو ينظر الى ذاته لا الى خارج لان ما هو

لکن خدا تعالی وہ فعل محض ہے بوجوہ الفعل ہے جسوقت کوئی فعل کری فقط اپنی ذات پر نظر کرکے ہے غیر پر نظر نہین

خارج منه ليس اعلى منه او ما يفتقر هو اليه انتهى كلامه ملخصا قال المحقق الطوسي في شرح

تو وہ غیر کا محتاج ہے اور نہ غیر اوس سے اعلی ہے تمام ہوا ترجمہ اوسکے کلام کا ملخصا اور محقق طوسی نے شرح رسالہ

رسالة العلم والقائلون بالصفات المختلفة اختلفوا في ان اي الصفات اقدم

علم مین کہا ہے جو قائل صفات کے ہین اونمین اختلاف ہے کہ کونسی صفۃ مقدم سے ہے اپنے غیر پر

من غيرها فقال البعض ان العلم اقدم لان القدرة تتعلق بما يعلم امكان وقوعه لا غيره

بعض نے کہا کہ علم سب پر مقدم ہے کیونکہ قدرۃ اوسکے متعلق ہوسکتی ہے کہ جسکے امکان وقوع کا علم

قال بعضهم القدرة اقدم لان المعلوم ما لم يصدر عنه لم يمكن تعلق العلم به وقال قوم

ہووے اور بعض نے کہا کہ قدرۃ مقدم ہے کیونکہ معلول جب تک نہ صادر ہوگا علم ساتھ اوسکے نہ متعلق ہوگا اور بعض نے کہا

الجود اقدم لان الصفات اذا كانت متغايرة لذات كانت صادرة عنه ولا اصدار

کہ جود مقدم ہے کیونکہ صفات جب مغائر ذات کے ہووین صادر ہوسکے اوس سے اور انکا اصدار جود سے ہے

هو الجود انتهى كلامه المقدمة الثانية ان حزبا من الجنود الذين زعموا ان

تمام ہوا اوسکا کلام مقدمہ ثانیہ یہہ ہے کہ جو صفات زائدہ کے قائل ہین

صفات الباري سبحانه زائدة على ذاته قالوا ان صفة التكوين ليست صفة

اونمین سے ایک گروہ یہہ کہتا ہے کہ صفۃ تکوین کی صفۃ علیحدہ نہین

عليحدة بل هي القدرة او الارادة قال الامام الرازي ان الصفة التي يسمونها

بلکہ وہ قدرۃ وارادہ ہے امام رازی نے اپنی کتب مین کہا جس صفۃ کا نام بعض نے

التكوين يكون تاثيرها بالنظر الى نفسها اما على سبيل الجواز فلا تمييز عن القدرة او

تکوین رکہا ہے تاثیر اس صفۃ کی بنظر ذات اس صفۃ کے یا جائز ہوسکے پس یہہ صفۃ قدرۃ ہے یا

على سبيل الوجوب فلا يكون الواجب مختارا بل موجبا انتهى وفي المواقف وشرحه

واجب ہوسکے پس خدا تعالے موجد باختیار خود نہوگا بلکہ موجد بالایجاب ہوگا تمام ہوا کلام اوسکا اور مواقف

ان التكوين اثبته الحنفية صفة زائدة على السبع المشهورة اخذا من قوله تعالى كن فيكون

مراد اسکی شرح میں کہا ہے کہ جو تکوین کو زائد سات صفات سے کہتے ہیں اونکی دلیل یہہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہو تو بس ہوا وہ

فقد جعل قوله كن متقدما على كون الحادث اعني وجوده والمراد به التكوين والايجاد

مقدم کیا اوسنے کن اور ہو کو اوپر وجود معلول کے بس مراد اس کن اور ہو سے تکوین وایجاد ہے

والتخليق قالوا انه غير القدرة لان القدرة اثرها الصحة والصحة لا يستلزم الكون فلا

یعنی معلول کا پیدا کرنا اور یہہ کن غیر قدرة کا ہے کیونکہ اثر قدرة کا امکان ہے اور امکان مستلزم وجود کو نہیں پس موجود

يكون الكون اثرا للقدرة واثر التكوين هو الكون والجواب ان الصحة هي الامكان

ہونا اثر قدرة کا نہیں اور اثر تکوین کا موجود ہونا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ صحة امکان ہے

وانه للممكن ذاتي فلا يصلح اثرا للقدرة لان ما بالذات لا يعلل بالغير بل به يعلل المقدور

اور امکان ذاتی ہے ممکن کا پس امکان اثر قدرة کا نہیں ہو سکتا کیونکہ جو چیز بالذات ہوتی وہ معلل ساتھہ غیر کے نہیں

فيقال هذا مقدور لانه ممكن وذلك غير مقدور لانه واجب او ممتنع فاذن اثر

بلکہ مقدور ساتھہ امکان معلل ہو کرتے ہیں کہتے ہیں یہہ چیز مقدور ہے اسواسطے ممکن ہے اور یہہ چیز بسبب نہ ممکن ہونیکے غیر مقدور ہے

القدرة هو الكون اي كون المقدور ووجوده لا صحته وامكانه فاستغنى عن اثبات

پس اثر قدرة کا وہ موجود ہونا ہے ای موجود ہونا مقدور کا نہ امکان اوسکا پس ہمکو حاجت نہیں دوسری صفة کی کہ جسکا اثر کون

صفة اخرى يكون اثرها الكون فان قيل المراد بالصحة التي جعلناها اثر القدرة هو

وموجود ہونا ہے اگر کوئی کہے مراد صحة امکان سے کہ جو اثر قدرة کا ہے وہ امکان فعل کا ہے

صحة الفعل بمعنى التاثير والايجاد من الفاعل ولا صحة المفعول في نفسه وهذه

یعنی تاثیر وایجاد کے فاعل سے نہ امکان معلول کا درحد ذات خود اور یہہ

الصحة هي امكانه الذاتي الذي لا يعلل بغيره واما الصحة الاولى فهي بالقياس الى

امکان معلول کا ذاتی ہے معلول معلل ساتھہ غیر کے نہیں ہوتا مگر امکان اول بقیاس طرف فاعل کے ہے

الفاعل والمتعلقة بالقدرة فان القدرة هي الصفة التي باعتبارها يصح من الفاعل

وہ متعلق ہے ساتھہ قدرة کے کیونکہ قدرة ایسی صفة ہے کہ جسکے اعتبار سے فاعل کو

طرفا الفعل والترك على سواء من الشئ المقدور له فلا يحصل بها احدهما بعينه بل لابد

فعل اور ترک شے مقدور کا برابر ہے پس اس قدرة سے ایک طرف معین نہیں حاصل ہوتی ہے پس ایک صفة

في حصول صفة اخرى متعلقة بذلك الطرف وهي التكوين قلنا كل من ذينك الطرفين يصلح اثرا

اور سوای قدرة کے حاجت ہے کہ جو ایک طرف معین کے ساتھ متعلق ہو وہی وہ تکوین ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ ہر ایک کو ہر دو طرف

للقدرة وانما يحتاج صدور احدهما بعينه عنها الى مخصص بعينه وهو الارادة المتعلقة بذلك الطرف ولا

صلاحیت اسکے کہ اثر قدرة کا ہو وہی صدور خاص ایک طرف کا قدرة سے محتاج ہے طرف مخصص کے وہ ارادہ ہے متعلق ساتھ اس طرف

حاجة الى مبدأ التكوين غير القدرة المؤثرة فيه بواسطة الارادة المتعلقة به انتهى كلامهما قال شارح المقاصد

کے پس حاجت نہی طرف قدرة کی کہ جو موثر ہی بواسطہ ارادہ متعلقہ کی اور اس قدرہ کی سوا ہو اور مبدا تکوین

فان قيل المراد بالتكوين صفة ازلية بها يكون الاشياء اوقاتها وتخرج من العدم الى الوجود فيما لا يزال وليست

اور سکی حاجت نہیں تمام ہوا کلام صاحب مواقف و شارح کا علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا گویا اگر مراد تکوین سے

نفس القدرة اذ القدرة ومتعلقها انما هو صحة المقدور وكونه ممكن الوجود ومقتضى التكوين هو

صفت ازلیہ ہے اوسکی سبب سی اشیا پیدا ہوتی ہیں اور عدم سے طرف وجود کی آتی ہیں اور یہہ تکوین

وجود المكون في وقته قلنا والدليل على ان تلك الصفة غير القدرة المتعلقة باحد طرفي

قدرت کا نہیں کیونکہ متعلق قدرت کا امکان مقدور کا ہے اور متعلق تکوین وجود مقدور کا ہے اپنی وقت پر

الترك المقترنة بالارادة كيف وقد فسروا القدرة بانها صفة تؤثر على وفق الارادة

دلیل اسپر کہ تکوین غیر ہے اوس قدرة کا کہ جو متعلق ہے ساتھ ایک دو طرف فعل و ترک کے اور ملی ہوئی ہے ساتھ ارادہ کے کیونکر تفسیر کی ہے قدرة کی جائز التاثیر

الاثر عنه عند انضمام الارادة واما بالنظر الى نفسها وعدم اقترانها بالارادة المرجحة لاحد طرفي

قدرة کی اونہوں نے یہہ کی ہے کہ وہ ایک صفت ہے موثر فعل میں موافق ارادہ کے اور واجب ہے صدور معلول کا اوس سے وقت انضمام ارادہ اور یہہ قدرة

فلا يكون الا جائز التأثير فلهذا لا يلزم وجود جميع المقدورات انتهى كلامه

مقدورات خود بدون انضمام ارادہ کے واسطے ایک دو طرف فعل و ترک کے جائز التاثیر ہے اسیواسطے نہیں لازم ہوتا ہے وجود

النسفي تحت قول المصنف والتكوين صفة الله تعالى ازلية وهو المعنى الذي يعبر عنه بالخلق والفعل

تمام ہوا کلام اوسکا اور اس علامہ نے شرح عقائد نسفی میں کہا ہے کہ جسکو خلق اور فعل اور احداث و ایجاد و پیدا کرنا کہتے ہیں صاحب عقائد نسفی

والتخليق والايجاد والاحداث والاختراع ونحو ذلك ويفسر باخراج المعدوم من العدم الى الوجود

یعنی اوسمیں ہے کہ جو صفت تکوین کے قائل ہیں مگر ارباب علم کلام سے جو فضلا اہل تحقیق ہیں

والمحققون من المتكلمين على انه من الاضافات والاعتبارات العقلية مثل كون الصانع

وہ یہہ کہتے ہیں کہ یہہ تکوین امور اضافیہ سے اور اعتبارات عقلیہ سے جیسا کہ ہونا صانع کا

وسمعه وبصره ومذكورا بالسنتنا ومعبودا ومحييا ومميتا ونحو ذلك والحاصل في الازل هو مبدأ التخليق

اور سننا دیکھنا اور بعد ... اور ہم لوگوں کا معبود و مذکور اور زندہ کرنیوالا اور مارنیوالا اور حاصل ازل میں مبدأ کرنیکا ... اور روزی دینیکا

والترزيق والاماتة والاحياء وغير ذلك ولا دليل على كونه صفة اخرى سوى القدرة والارادة فان القدرة

اور موت و زندگی دینیکا ہے اور کوئی دلیل اسپر نہیں کہ کوئی صفۃ علیحدہ ہے قدرۃ سے اور ارادہ سے نسبت قدرۃ کی

وان كانت نسبتها الى وجود المكون وعدمه على السواء لكن مع انضمام الارادة تخصيص احد الجانبين

اگرچہ طرف وجود و عدم معلول کی برابر ہے مگر بانضمام ارادہ کے متعین ہوتا ہے ایک ہر دو طرف کا تمام ہوا

انتهى كلامه وقال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري في تفسير قوله تعالى اذا قضى امرا فانما يقول له

کلام اوسکا خدا نے فرمایا جسوقت خدا ارادہ کرے کسی چیز کا کہتا ہے ہو تو لیس ہوتی ہے وہ اسکی تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے

كن فيكون اي ان قوله كن عبارة عن نفاذ قدرته ومشيته والا فليس ثم قول لان الخطاب مع المعدوم عبث

کہا قول اوسکا کن اور ہو تو مراد ہے اوسکے قدرۃ کی جاری ہونی سے ورنہ یہاں کوئی کلام نہیں کیونکہ خطاب معدوم کو عبث ہے اور

ومع الموجود تحصيل للحاصل ومن الناس من زعم ان المراد من قوله كن هو صفة التكوين فانها زائدة

خطاب موجود تحصیل حاصل کا ہے اور بعض نے یہہ گمان کیا کہ مراد کن سے صفت تکوین کی ہے کہ جو جزء ہے قدرۃ کی کیونکہ وہ

على صفة القدرة عنده لانه قادر على خلق عوالم اخر سوى هذا وغير مكون لها ولعل هذا الزعم سمى تعلق

سوای اس عالم کے اور عالمونکے پیدا کرنے پر قادر ہے اور عالم کا مکون نہیں شاید کہ یہہ گمان کرنیوالا تعلق قدرۃ کو

القدرة بالمقدور تكوينا انتهى كلامه المقدمة الثالثة ان الجيل من الحكماء الذين اغترفوا

ساتھ مقدور کے تکوین کہتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا مقدمہ تیسرا یہہ ہے کہ حق حکماء نے پانی پیا ہے نہر حق سے

غرفة من سلسبيل الحق والملأ من العلماء الذين تجرعوا جرعة من كوثر الصدق جبلت قلوبهم على الاعتماد

اور گھونٹ لئے ہیں اونہوں نے کوثر صدق سے اور اونکے قلوب جو کردہ ہاں اعتماد کے

وفطرت نفوسهم على الاتيان بالبرهان نادوا نداء جهريا ورفعوا صوتا عليا ان واجب الوجود سبحانه

اور نفوس اونکے پیدا ہوئی دلیل لانے پر اونمیں سے ایک گروہ کثیر نے بہ آواز پکار کر کہدی ہے کہ خدا تعالی کو اپنی مخلوقات

له بالمعلومات الموجودات الممكنات علمان علم فعلي قبل الايجاد وعلم انفعالي بعد الايجاد وليس العلم الانفعالي

کا دو طرحسے علم ہے ایک علم فعلی ہے قبل پیدا کرنے کے دوسرا علم انفعالی ہے بعد پیدا کرنے کے اور نہیں علم انفعالی

له سبحانه نفس المعلومات الممكنات كما ذهب اليه اوهام شرذمة عامية كيف ولا لازم كونه

نفس ممکنات و معلومات کا نہیں جیسا کہ عوام اشخاص نے گمان کیا اگر علم اوسکا عین ممکنات کا ہو تو یہی لازم آتا ہے

علمه تعالى حادثا ومباينا منفصلا عنه لان العلم ذاته سبحانه والمعلومات الممكنات معلولاته فذاته سبحانه هي مبدأ

اس سے کہ علم خدا کا حادث اور جدا ہو اوسکی ذات سے کیونکہ ممکنات حادث ہیں اور اوسکی ذات پاک سے جدا ہیں علم اوس خدا کا اوسکی

انكشافها قبل الايجاد علم فعلي وهي مبدأ انكشافها بعد الايجاد علم انفعالي قال صاحب القبسات فان المعلومية

ذات ہے اور ممکنات اوسکے معلولات معلومات ہیں اگر اوسکی ذات کو مبدأ انکشاف کا قبل ایجاد کے اعتبار کیا علم فعلی ہے و اگر بعد ایجاد

التي هي بعينها ذوات الموجودات المتقررة وهوياتها انما معناها وجود الاشياء وتقررها بالفعل منكشفة

مبدأ انکشاف کا اعتبار کیا علم انفعالی ہے اسی قول کے موافق صاحب قبسات نے کہا ہے جو ذوات ممکنات موجود ہیں یہی انکی معلومیت ہے

[illegible] او من حيث ان [illegible]

لا هو وى لكنه تكه منكشفة [illegible]

او كان [illegible] الا انكشاف [illegible]

انکی اوسکو قبل التقرر وقت تقرر کے ایکساتھ ہی اسواسطی مبدأ انکشاف کا ذات خدا کی ہے اور یہاں منکشفة توی اوس سبب کہ جب مبدأ

هو وجود جوهر ذات المعلوم بالفعل او حصول صورته الظلية فمن المستبين ان الشي الواحد بعينه يصح

انکشاف ذات معلوم و ممکن کے ہووی یا صورت ظلیہ اوسکی ہووے ہر اہل علم کو ظاہر ہے کہ ایک چیز خاص باعتبار اذہان کثیرہ و اوقات

ان يكون له صورة ظلية غير محصورة بحسب اذهان كثيرة او بحسب اوقات كثيرة وليس يصح الا تقرر جوهر

کثیرہ کے صورت بیشمار ہو سکتے ہیں اور نہیں ہو سکتا ہے ترتب وجود معلول معین کا مگر ذات جاعل و فاعل

ذات المجعول الواحد بعينه على فيضان نفس جاعله التام الواحد بعينه فلا محالة انكشاف الجاعل التام اقوى واتم افادة

معین پر پس جبکہ انکشاف کا مبدأ ذات جاعل حقیقی کی ہو [illegible] وہ انکشاف [illegible] سے

لتقرر ظل الذي [illegible]

کہ جسکا مبدأ ذات مجعول کے ہو یا اوسکے صورت ظلیہ ہووی کیونکہ انکشاف پیدا ہوا ہی معلول کی طرف سے تمام ہوا کلام صاحب

والحجج المؤسسة لضوابط الحكمة الحقة والبراهين المشيدة لقواعد الفلسفة والمعرفة على اثبات العلم الفعلي له

قبسات کا یہہ کلام اوسکی میری نزدیک درست و محکم ہے اور اوسکے علم فعلی کے اثبات پر دلائل محکمہ و حجج مؤسسہ حسب ضوابط

سبحانه عديدة واخصرها واسهلها ما اتفق عليه الحكماء العظام وارباب الكلام وهو ان مصنوعاته تعالى متقن

دونوں حکمت و معرفت کے کثیر ہیں اور اسہل و مختصر اون دلائل سے یہہ ہے کہ جمہور حکما اور متکلمین کا اتفاق ہے وہ یہہ ہے کہ خدا تعالی کے مصنوعات ہیں

اتقانا بديعا ومحكم منتظم نظاما غريبا تتحير فيه العقول ولا تهتدي الى كمال ما فيه من المصالح والمنافع

ایسے عجائب و غرائب محکم اور مصالح موجود ہیں کہ جسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے اور جسکے مصنوعات ایسے ہو دیں

وكل من كان صنعه اعظم كان فيه حكيم عليم اما الكبرى فظاهر واما الصغرى فظاهر ايضا لمن نظر في الآفاق والانفس

وہ اسکو اپنی علم و حکمت سے پیدا کرتا ہے ۔ کبری ظاہر ہے اور جسنے عالم آفاق اور عالم انفس کو غور کیا اور ارتباط عالم علوی کا

ولاحظ ارتباط العلويات مع السفليات خصوصا في الحيوانات بما اعطاها الله تعالى من مصالحها والآتها المناسبة

ساتھ عالم سفلی کے ملاحظہ کیا خصوصا ملاحظہ کیا اوسنے حیوانات کے مصالح و آلات مناسبہ و اعضاء نافعہ کا

واعضائها النافعة مما لا يحصى وقد كثرت فيها المجلدات قال الله تعالى سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم

اور اسکو صغری بھی ظاہر ہے ۔ فرمایا خدا تعالی نے ہم کو اونکو دکھاتے ہیں اپنی معرفت کے دلائل عالم آفاقی و عالم انفس میں

حتى يتبين لهم انه الحق وللمتكلمين برهان مختص بهم وهو انه تعالى قادر وكل قادر عالم اما الثاني فلان

تاکہ حق چیز اونکو ظاہر ہووے اور متکلمین کا اثبات علم فعلی میں ایک برہان خاص ہے وہ یہ ہے کہ خدا قادر ہے اور ہر قادر عالم ہے کبری پر یہ

القادر هو الذي يفعل بالاختيار فلا بد من سبق العلم عليه واما الاول فلان الحوادث لا ترتبط بالقديم الا بعد

دلیل ہے کہ قادر وہ ہے جو باختیار خود فعل کرے پس ضرور ہے کہ اسکا معلول پر اسکا علم مقدم ہے صغری پر یہ دلیل ہے کہ حوادث کو ربط

سبق اختيار القديم فيلزم منه ان حدوث اي حادث كان من الحوادث اليومية او اجزاء الحركة او الزمان يدل قطعا

ساتھ قدیم کے بسبب سبقت اختیار قدیم کے ہے پس اس سے لازم ہے کہ کوئی حادث ہووے خواہ ذوات خواہ جزء حرکۃ کا خواہ جزء زمانہ کا یہ

على ان ايجاده وايجابه انما تم بقدرة ازلية وتفصيله ما حققه المحقق السهالي كمال الملة والدين في العروة الوثقى

دلالت کرتا ہے اوپر کہ اسکا پیدا ہونا نہیں ہے مگر ساتھ قدرۃ ازلیہ کے اور تفصیل کی اس دلیل کی محقق کمال الدین سہالی نے عروۃ الوثقی میں

ان الحادث عند حدوثه لا بد له من علة موجبة متوسطة رابطة له مع القديم فتلك العلة الموجبة اما حادثة معه

وقت حدوث حادث کے ضرور کوئی علۃ موجبہ ہووے کہ وہ ربط دے اوسکو ساتھ قدیم کے اگر یہ علۃ موجبہ حادث ہو مع

فيحتاج [illegible] الدور او التسلسل في المجتمعات وذلك باطل قطعا و

معلول کے اسکیواسطے اور علۃ موجبہ رابطہ چاہیئے یہاں تک دور و تسلسل لازم اوے مجتمعات میں اور یہ باطل ہے

اما حادثة قبله ولتلك الموجبة موجبة اخرى قبلها حتى لا يلزم التسلسل في المجتمعات بل في المتعاقبات على

یا علۃ موجبہ حادث مع معلول کے نہیں قبل اوسکے حادث ہے اب اسکیواسطے اور علۃ موجبہ اسکے قبل چاہیئے تاکہ نہ لازم

سبيل الاعداد سواء كانت تلك المتعاقبات امورا منفصلة كالحوادث اليومية او متصلة كاجزاء الحركة او الزمان

آوے تسلسل مجتمعات میں بلکہ ہووے تسلسل متعاقبات خواہ یہ متعاقبات امور منفصلہ ہووں جیسا کہ حوادث یومیہ یا متصلہ ہووں کہ

المتصلة وبطل اللازم التناقض لان الكلام في الرابط الموجب ولكونه موجبا بالكسر يقتضي امتناع

جیسا کہ اجزاء حرکۃ و زمان کے اور یہ بیان باطل ہے بسبب لزوم تناقض کے اسواسطے کہ کلام ہماری رابط موجب و بالکسر میں ہے

انفكاك الموجب بالفتح وكونه سابقا عليه يقتضي خلافه وقد عرفت ان ايجاب القديم لشيء من الحوادث بتوسط

که جو موجب بالفتح ہے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے اور سابقیت جدائی کو چاہتی ہے یہ خلف ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ قدیم اگرچہ موجب کسی

وسائط ولو بلا نهاية بحيث لا يكون ذلك القديم الا علة ناقصة لكل واحد من الحوادث ولا يكون تامة لواحد

جز کا ہو وسائط غیر متناہی سے ہووی مگر یہ قدیم کسی حادث کے حوادث سے علۃ تامہ نہ ہووی علۃ ناقصہ ہووی ہرگز معتمد وجوب وجود کا

[illegible]

یا حادث بالکل منتفی ہوگا یا عدم استناد اوس کے طرف موثر کے یا تسلسل یا تخلف اثر کا موثر موجب تام سے اور یہ اسواسطے کہ

الموجب التام وذلك لانه اما ان لا يوجد حادث اصلا او وجد فاما بلا موثر يوجبه او مع موثر يوجبه فالموثر

یا حادث نہ پایا جاوی یا پایا جاوی لیکن یا بلا موثر موجب کے یا مع موثر موجب کے پس موثر موجب یا حادث ہے اسکے حادث

الموجب اما حادث ولذلك الحادث حادث آخر الى نهاية سواء كانت تلك الحوادث مجتمعة

کے واسطے اور حادث چاہیے بلا نہایت خواہ یہ حوادث مجتمعہ ہوں یا متعاقبہ یا یہ موثر قدیم ہو گا پس اول پر اول لازم آتا ہے

او متعاقبة واما ان يكون ذلك الموثر قديما فعلى الاول يلزم الاول وعلى الثاني الثاني وعلى الثالث الثالث

اور ثانی پر ثانی اور سوئم پر سوئم یعنی تسلسل خواہ مجتمعات سے ہو

اي التسلسل وذلك باطل سواء كان في المجتمعات او المتعاقبات الماضية وعلى الرابع يلزم الرابع وتلك

یا متعاقبات ہیں اور چہارم پر چہارم اور کل باطل ہیں اور ان چار اشکالوں سے

اللوازم كلها ضرورية قطعا وانما يلزم احدى هذه المحذورات المتخيلة بالقول بالايجاب بالذات واذا

ایک اشکال جب لازم آتا ہے کہ جب خدا کو فاعل موجب بالذات کہو اور جب اوس قدیم کو فاعل باختیار

كان فعل القديم باختياره وارادته ويكون المراد على حسب الارادة الازلية ويجوز انفكاك المراد وتخلفه

و ارادہ کے کہو اور مراد حسب ارادہ ازلیہ کے ہو اور جدائی مراد کی ارادہ سے جائز ہووی اگرچہ تخلف

عن نفس الارادة وان لم يجز تخلفه عن نحو خصوصية الارادة بمعنى ان المراد انما يكون على حسب

مراد کا نحو خصوصیت ارادہ سے جائز نہیں باین معنے کہ مراد نہیں موجود ہوتی ہے مگر جب اقتضا کری اوسکو

ما ارادة واقتضاه خصوصية الارادة الازلية فلا يلزم شيء من المحذورات نعم تخلف المعلول عن العلة

خصوصیت ارادہ ازلیہ کے کوئی اشکال نہیں لازم آتا ہے البتہ تخلف و انفکاک معلول کا علت موجبہ

مستحيل قطعا دون العلة الاختيارية بل على هذا التقدير قد

اضطراری سے اور جبکہ تخلف ایک آن کا بھی محال ہے اور علت اختیاریہ سے محال نہیں بلکہ اسکی اختیار پر کبھی ہوتی ہے

يكون معية المعلول مع الموجب التام من التخلف الغير المستحيل وذلك انه اذا اراد الفاعل الازلي وجوده في حد

معیۃ معلول کی ساتھ موجب تام کے تخلف غیر مستحیل کے قبیل سے ہے اور یہ جب ارادہ کرے فاعل ازلی وجود معلول کا ایک حد معین

من الايزال وأثبات ان التخلف والانفكاك بين المعلول وفاعله التام مستحيل مطلقا سواء كان اختياريا

زمانہ میں اور یہ قول اوسکا کہ تخلف معلول و فاعل میں خواہ فاعل اختیاری ہو یا اضطراری محال ہے

او اضطراريا محال لا سبيل اليه انتهى كلامه رفع الله مقامه ثم ان الحكماء والعلماء بعد وفاقهم بالايمان بالعلم

بلا دلیل ہے ہم اسکو تسلیم نہیں کرسکتے تمام ہوا کلام محقق سبحانی کا خدا بلند کرے درجہ اوسکا پس یہ حکما و علما بعد اتفاق کے علم فعلی خدا تعالیٰ پر

الفعلي له سبحانه وتعالى قدست اسرارهم تشاجروا في الطرائق فتذبذب منهم من ضل ومنهم من قد هدى

مختلف ہوئے پس ان حکما کے خطائی اور کوئی صواب کو پہونچا وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ یہ سب ایمان لائے اسپر کہ خدا تعالیٰ

ووجه التخالف والتفرق فيما بينهم انهم لما امنوا بالعلم الفعلي له سبحانه وهو مقدم على الايجاد فورد

کو علم فعلی ہے مقدم ایجاد اشیاء ممکنہ پر پس ایک اعتراض سخت ان پر وارد ہوا تقریر اوسکی یہ ہے کہ علم چاہتا ہے معلوم کو

عليهم ان العلم يقتضي المعلوم والمعلومية فرع التميز والتميز فرع الوجود ولا وجود للممكنات قبل الايجاد فكيف يكون

اور معلومیت فرع تمیز و جدائی کی اور جدائی فرع ہے ہستی و وجود کی اور قبل ایجاد کے ممکنات کو وجود نہ تھا پس کیونکر خدا تعالیٰ کو

له سبحانه علما فعليا بالممكنات ولدفع هذا الاعضال القوي تحيروا وتفكروا فقال افلاطون الالهي

علم فعلی مقدم ایجاد اشیاء پر ہوگا اس اعتراض قوی کی دفع میں وہ متحیر و متفکر ہوئے حکیم افلاطون الٰہی نے یہ جواب دیا

ان العلم الفعلي له سبحانه هو ان صور المعلومات كلها جوهرا كانت او عرضا مجردا كان او ماديا كانت موجودة

کہ قبل ایجاد عالم کے صورتیں کل اشیاء ممکنہ کے خواہ جوہر ہو یا عرض مادی ہو یا مجرد حاضر تھیں نزدیک خدا تعالیٰ کے

عنده تعالى قائمة بانفسها لا قائمة في ذاته تعالى وهي لا تتغير ولا تندثر باقية ابد الاباد وتلك الصور النوعية

بذاتہا قائم تھیں ذات خدا میں نہ قائم تھیں اور ہمیشہ قابل تغیر و فنا کی نہیں ہیں باقی ہیں اور ہمیشہ سے یہی صورتیں ہیں

والمثل العقلية صادرة عنه تعالى بالرضا لا بالقصد والاختيار فلا يرد عليه ما قيل ان تلك الصور ممكنات

نوعیہ حادث ذاتی ہیں بعدیت الفکاک خدا سے نہیں اور یہ صور صادر ہیں خدا تعالیٰ سے برضا نہ بالقصد و اختیار اور یہ صور

صادرة عنه تعالى فصدورها عنه ان كان بالاختيار فلا بد من سبق العلم عليها فيلزم ان يكون لهذه الصور العلمية

حاضرہ اوسکا علم فعلی ہے اب یہ اعتراض اسپر نہیں وارد ہوتا ہے کہ صور ممکنہ صادر ہیں اوس سے اگر صدور انکا اوس سے بالاختیار ہے

صور اخری وہکذا فیلزم التسلسل والاتیان بالایجاب والاضطرار فلیکن صدور ہذا العالم کلہ بالوجود

اوسکا علم صدور سے سابق ہوتا ہے پس صور کیواسطے اور صور چاہئیں واگر یہہ صدور بالایجاب اوس سے صادر ہوئیں پس چاہئیے کہ یہہ عالم الوجود خارجی

العینی بالایجاب والاضطرار فلا حاجۃ الی ہذہ الصور قبل الایجاد ووجہ الاندفاع ان الفاعل بالرضاء ہو ما یکون علمہ

اوس سے بالایجاب صادر ہووی کچہہ حاجت ان صور کی قبل ایجاد کے نہیں اور وجہ دفع کی یہہ ہے کہ فاعل برضاء اوسکو کہتے ہیں کہ اوسکو

بذاتہ سببا وعلۃ موجبۃ لصدور معلولہ عنہ فہو سبحانہ جاعل بالرضاء بالنسبۃ الی ہذہ الصور العلمیۃ والمثل العقلیۃ

اپنی ذات کا علم علۃ موجبہ ہو واسطے صدور معلول کے اوس سے پس وہ خدا تعالی بہ نسبت ان صور نوریہ ومثل عقلیہ قائمہ

القائمۃ بذاتہا کما صرح بہ عمر وابن الخیام ہو من ارشد تلامذۃ الشیخ الرئیس فی بعض رسائلہ وصرح بہ العالم

بذاتہا کے جاعل برضا ہے شیخ بو علی سینا کے ارشد تلامذہ سے جو عمرو بن الخیام ہے اوسنے اپنی رسالہ میں اسکی تصریح کی خدا نے

الفاضل الصدر الشیرازی ایضا بہ حیث قال فی الاسفار الاربعۃ الفاعل لہ اقسام منہا الفاعل بالقصد

صور علمیہ نوریہ کے جاعل برضا ہے اور فاضل صدر الشیرازی ملا بالتبع اوسکے ایسا ہے اسفار اربعہ میں کہا ہے کہ فاعل کے چند اقسام ہیں

وہو ان یتساوی نسبتہ الی الطرفین فیحتاج الی ضمیمۃ اخری کعلم جدید او وجود قابل او صلوحہ کحاجۃ

ایک فاعل بالقصد ہے وہ یہہ کہ برابر ہو نسبۃ اوسکی ہر دو طرف پس محتاج ہے طرف دوسری چیز کے جیسا کہ علم نیا یا وجود قابل کا یا صلاحیت

الکاتب الی لوح واستواء سطحہ او آلۃ کحاجۃ الی القلم وحاجۃ النجار الی المنشار او معاون کحاجۃ

اوسکا جیسا کہ کاتب محتاج ہے طرف لوح کی اور سطح مستوی کی اور قلم کی اور حاجۃ نجار کی طرف آرہ کی یا مددگار کی یا حاجۃ حضور

المنشار الی المنشار او حضور وقت کحاجۃ صانع الادیم الی الصیف او داع کحاجۃ الآکل الی

وقت کی جیسا کہ دباغ محتاج ہے سرما کا یا حاجۃ بلانیوالے کی جیسا کہ حاجۃ خورندہ کی طرف بہوک کے یا حاجۃ طرف زوال مانع کی جیسا کہ

الجوع او الی زوال مانع فی المادۃ کحاجۃ الصباغ الی زوال الوسخ او شی غیرہا کحاجۃ الغسال الثوب

رنگریز محتاج ہے طرف زوال میل کے کپڑے سے یا اسکے سوا جیسا کہ دہوبی محتاج ہے دہوپ کا اور زوال ابر کا

الی زوال الغیم ومنہا الفاعل بالعنایۃ وہو الذی منشا فاعلیتہ وعلیتہ صدور الفعل عنہ والذی

اور دوسرا فاعل بالعنایۃ ہے وہ یہہ ہے کہ منشا اوسکی فاعلیۃ کا اور علۃ صدور فعل کے اوس سے علم اوسکا سابقہ

لہ علی الاصدار مجرد علمہ بنظام الکل والجود لا غیرہ من الامور الزائدۃ ومنہا الفاعل بالرضاء وہو

نظام کل کے ہے اور جود اوسکا نہ کوئی اور چیز اور تیسرا فاعل بالرضاء ہے وہ یہہ کہ جو اوسکو

الذی علمہ بذاتہ الذی ہو عین ذاتہ یکون سببا لوجود معلولاتہ ومعلوماتہ ای اضافتہ

علم اپنی ذات کا ہے کہ وہ عین ذات کا سبب ہے وجود معلولات ومعلومات کا یعنے اضافہ اوسکے عالمیۃ کے

عالمیۃ بہا ای بعینہا النفس الفاضیۃ لہا من غیر تعدد ولا تغایر لا فی الذات ولا فی الاعتبار الا بحسب اللفظ

ساتھ اگر یہی بعینہا اوسکا پیدا کرتا ہے انکو کچھ فرق بالذات وبالاعتبار نہیں فقط فرق لفظی ہے

والتعبیر فہذہ الثلاثۃ مشترکۃ فی کون کل منہا فاعلا بالاختیار وان کان الاول منہا فی اختیارہ کلام

اور ان ہر سہ اقسام میں فاعل بالاختیار ہوتا ہے البتہ فاعل بالقصد کے اختیار میں کلام ہے

لان اختیارہ حادث فیہ بعد ما لم یکن ولکل حادث محدث فیکون اختیارہ عن سبب مقتض وعلۃ

کیونکہ اختیار اوسکا [illegible] علاوہ [illegible] اور ہر حادث کے واسطے [illegible]

[illegible]

[illegible]

سببیہ نفس فاعل کی اپنی اختیار کو یا اختیار خود ہے یا نہیں بر تقدیر اول کلام عود کریگی اور تسلسل لازم اوسکا اختیارات

الی غیر النہایۃ وعلی الثانی یکون وجود الاختیار فیہ لا بالاختیار فیکون مضطرا او مجبولا علی ذلک

غیر متناہیہ میں اور بر تقدیر ثانی وجود اختیار کا اوسمیں با اختیار خود نہ ہوگا بلکہ مضطر ہوگا یا یہہ اختیار کسی غیر سے

الاختیار من غیرہ فینتہی الی الاسباب الخارجۃ عنہ وینتہی بالآخرۃ الی الاختیار الازلی الذی اوجب

ہوگا پس منتہی ہوگا طرف اون اسباب کی جو خارج ہیں اوسیں سے آخر کو منتہی ہوگا طرف اختیار خدا تعالی اوسکے

[illegible] مستانف بعروض عارض ومنہا الفاعل

[illegible] کر پیدا کیا ہے [illegible] اور چوتھا فاعل بالطبع

[illegible] عائق ومنہا الفاعل بالقسر وہو الذی

[illegible] سے کوئی فعل کرے اور پنجم فاعل بالقسر ہے وہ بر خلاف

یفعل بالطبیعۃ المقسورۃ علی خلاف مقتضاہا کالحجر المرمی الی فوق بتحریک قاسر وتحویل محول ومنہا

فاعل بالطبع کے جیسے قاسر اپنی قسر سے اوس سے یہہ فعل کراتا ہے اور بر خلاف اوسکے طبیعۃ کی اوسکو حرکۃ دیتا ہے اور

الفاعل بالتسخیر وہو الطبیعۃ التی تفعل باستخدام القوۃ القاہرۃ علیہا فی ما ینشاء منہا فی المادۃ

ششم فاعل بالتسخیر ہے وہ فعل طبیعۃ کا ہے باستخدام اوس قوۃ کے کہ جو زبردست ہے اوسپر اوس چیز میں کہ جو

السفلیۃ من الحرکات والاستحالات کالقوی الحیوانیۃ والنباتیۃ فی ما یصدر عنہا طاعۃ

ظاہر ہوتا ہے اوس سے مادہ سفلیہ میں وہ حرکات واستحالات ہیں جیسا کہ فعل قوۃ حیوانیہ ونباتیہ کا اوسمیں کہ جو صادر ہے

[illegible]

کہ جو موہوم ہیں اور انکے وجود کے پس فاعلیت اسکے مخالف فاعلیت طبیع دفاعلیت قسر کے ہے بلکہ مخالف فاعلیت ارادہ کی

اختیاری مثال ذلک ان النفس اذا حرکت البدن بالاختیار فھذہ الحرکۃ لہا النسبۃ فی الصدور

بھی ہے مثال اسکی یہ ہے کہ جب نفس نے باختیار خود بدن کو حرکت دی اس حرکت کو نسبت صدور میں طرف نفس

[illegible]

یسخرون لہ فی افعالہ سواء کانوا مختارین او مجبورین فان کثیرا من الفاعلین مجبورین فی اختیاراتھم

افعال میں اور اسکے مسخر ہیں خواہ مختار ہوں خواہ مجبور ہوں اکثر فاعل اپنی اختیار میں مجبور ہیں [illegible]

[illegible]

وذہب صاحب الاشراق الی انہ فاعل للکل بالرضا، انتہی کلامہ وتلک الصور العلمیۃ الافلاطونیۃ

اور شیخ الاشراقیین کہتا ہے کہ فاعلیت اوسکے یہ نسبت کل کے بالرضا ہے تمام ہوا کلام صدرا کا اور یہ صور علمیہ افلاطونیہ حقیقت میں

انہا ہی بالحقیقۃ معلومات للباری تعالی بالعلم الفعلی لا علمہ الفعلی انما علمہ الفعلی فی انہ سبحانہ وانما یق

معلومات خدا تعالی کے ہیں بعلم فعلی نہ علم فعلی ہیں علم فعلی اوس خدا کی ذات ہے مجازاً ان صور علمیہ افلاطونیہ

لہا العلم مجازاً من حیث انہا تنکشف اولا لہ سبحانہ ومعلومۃ لہ بعلمہ الفعلی واطلاق العلم علی

کو علم کہتے ہیں باین اعتبار کہ بعد خدا کو اول منکشف ہوتی ہیں اور بعلم فعلی اوسکے اوسکو معلوم ہوتی ہیں اطلاق

المعلوم شائع قال اللہ تعالی ولا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء ای لا یحیطون بشیئ من معلوماتہ فلا یرد

علم کا معلوم پر جائز ہے خدا تعالی نے کہا کہ جو خدا کا علم ہے اوسکو کل اشیا احاطہ نہیں کر سکتے یہاں علم سے مراد معلوم ہے پس نہ وارد ہوگا

علیہ کون علمہ سبحانہ منفصلا عنہ واستکمالہ بالغیر وہذہ الصور الافلاطونیۃ ہی الاعیان الثابتۃ عند

معلومات کو احاطہ نہیں کر سکتے پس نہیں وارد ہوتا افلاطون پر کہ جب علم فعلی اوسکا یہ صور قائمہ بذاتہا ہوئیں لازم آیا کہ علم فعلی

العرفاء، وذہب بعض القدماء فی ذہب الشک المذکور الی ان قبل الایجاد کانت صور الممکنات مرتسمۃ

خدا کا خدا سے جدا ہوا اور اوسکا کمال غیر سے اور یہی صور افلاطونیہ نزدیک عرفا کے اعیان ثابتہ ہیں اور بعض قدما نے شک مذکور بیان کا یہ

فی ذاتہ سبحانہ وہذا مختار الشیخین ابی نصر الفارابی وابی علی حسین بن عبد اللہ بن سینا قال

جواب دیا کہ قبل ایجاد کے صور ممکنات کی ذات خدا میں مرتسم تھی بو علی سینا اور فارابی سلف یہی مذہب اختیار کیا فارابی نے فصوص میں

الفارابی فی الفصوص واجب الوجود مبدأ کل فیض وہو ظاہر فلہ الکل من حیث لا کثرۃ فیہ فہو

کہا ظاہر ہے کہ خدا تعالی مبدا ہر فیض کا ہے پس صور اشیا جملہ کی اوسمیں مرتسم ہیں اس سے اوسکے نفس ذات میں کثرت

من حیث ہو ظاہر فہو ینال الکل من ذاتہ فعلمہ بالکل بعد ذاتہ وعلمہ بذاتہ نفس ذاتہ فیتحد الکل

لازم آئی ہے وہ بذاتہ ظاہر ہے وہ موجد کل کا بذاتہ ہے علم اوسکو کل کا بسبب صور مرتسمہ کے بعد مرتبہ ذات کے اور علم اوسکو اپنی ذات

بالنسبۃ الی ذاتہ فہو الکل فی وحدتہ علمہ الاول لذاتہ لا ینقسم وعلمہ الثانی عن ذاتہ اذا تکثر لم

کا بذاتہ ہے کل کو نسبت معلومیۃ کی طرف اوسکی ایک سی ہی اوسکی ذات صور کل کے مجتمع ہیں وہ اپنی وحدت میں گویا کل ہے علم اوسکو

یکن الکثرۃ فی ذاتہ بل بعد ذاتہ ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب

جو اپنی ذات کا ہے منقسم نہیں ہوتا اور علم ممکنات کا اوسکو جو باوقات صور رکھتا ہے وہ کثیر ہے اسواسطے کثرت اوسکی ذات میں لازم نہیں

ولا یابس الا فی کتاب مبین ومن ہناک تجری القلم فی اللوح جریا متناہیا الی القیمۃ اذا کان متبع

الٰہی جو پتا کہ گرتا ہے اور جو دانہ زمین میں خشک و تر ہے سب کا اوسکو علم ہے باوقام صور سب کا اوسکے عقل اور اوس میں آتی ہیں

بصرک ذلک الحجاب و نذاقک من ذلک الفرات کنت فی طیب ثم تدهش علمه بذاته لیس مفارقا

کہ جسکو قلم کہتے ہیں عقل اول اسے بہر نفس کلی فلک میں مرتسم ہوتی ہیں کہ جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں جب اس دقائق کا تجکو علم ہوا تو خوش رہیگا پھر تحیر ہوگا

لذاته بل هو ذاته و علمه بالکل صفة لذاته لیست هی ذاته بل لازمة لذاته و فیها الکثرة الغیر المتناهیة

علم اوسکو اپنی ذات کا عین ذات کا ہے اور علم کل کا اوسکو بسبب صور کے صفة مضمه اوسکے ذات میں ہے عین ذات کا نہیں اور ان صور

بحسب کثرة المعلومات الغیر المتناهیة بحسب مقابلة القوة والقدرة الغیر المتناهیتین فلا کثرة فی

میں کثرت غیر متناہی ہے حسب کثرة معلومات غیر متناہی کے موافق اوسکے قوة وقدرة غیر متناہی کے معلومات غیر متناہی ہیں بسبب ارتسام

الذات بل بعد الذات فان الصفة بعد الذات لا بزمان بل بترتیب الوجود لکن لتلک الکثرة ترتیب

صور کثیرہ کے کثرت اوسکے ذات میں لازم آئی یہہ کثرت بعد ذات کیونکہ صفة بعد ذات بترتب وجود کے ہے نہ بعد زمان کے لاکن

ینتهی به الی الذات والترتیب یجمع الکثرة فی نظام والنظام وحدة ما واذا اعتبر الحق ذاتا وصفاتا

اس کثرة کو ترتیب ہے جو منتہی طرف ذات کی اور ترتیب جمع کرتی ہے کثرة کو نظام میں اور نظام ایک طرح کی وحدت ہے جب اعتبار کیجاوے ذات

کان کلا فی وحدة فان الکل متمثل فی علمه وقدرته ومنهما حقیقة الکل مفتقرة ثم یکسو المواد فهو کل الکل

خدا کی مع ان صور کے ہوگا وہ کل وحدة میں کیونکہ کل کے صور اوسکے علم وقدرة میں ہیں اور اس علم وقدرة سے حقیقة کل کی ہے پھر وہ مواد کو موجود

من حیث صفاته وقد اشتملت علیها وحدة ذاته انتهی کلامه قال الشیخ الرئیس فی النمط السابع من

کرتا ہے پس وہ باعتبار صفات کے کل کا کل ہے اور کثرة کو اوسکے وحدة شامل ہے تمام ہوا کلام فارابی کا اور بوعلی سینا نے اشارات کے نمط سابع میں کہا

الاشارات ادراک الاول تعالی للاشیاء من ذاته فی ذاته وهو افضل انحاء کون الشیء مدرکا ومدرکا ویتلوه ادراک

علم فعلی خدا تعالی کا اشیاء کو جاننا اپنی ذات سے ہے اپنی ذات میں کہ وہ علة ہے اشیاء کی اور علم علة کا مستلزم ہے علم معلول کو پس بعد

الجواهر العقلیة للاول باشراق الاول و لما بعده منه من ذاته و بعدها الادراکات النفسانیة التی هی نقش

اوسکے جواہر عقلیہ اپنی علة کو بواسطہ روشنی دینے علة کے جانتی ہیں اور اپنے معلول کو بذات خود جانتے ہیں اور بعد علم خدا و عقول کے علم

ورسم عن طابع عقلی متبدد بالمبادی والمناسب ولعلک تقول ان کانت المعقولات لا تتحد بالعاقل و

نفوس کا ہے کہ یہہ حصولی ہے بسبب عقل مجرد کے حاصل ہوتا ہے اور اسباب و مبادی علم النفس کے متفرق ہیں اگر کوئی کہے معقولات متحد ساتہ عاقل کے نہیں

لا ببعضها مع بعض لما ذکرت ثم قد ذکرت ان واجب الوجود یعقل کل شیء فلیس واحدا حقا بل هناک

ہوتی اور نہ باہم متحد ہوتی ہیں جیسا کہ خود تونے ذکر کیا پھر تو کہتا ہے کہ خدا کل شے کو جانتا ہے اوکی صور اوسکی ذات میں ہونی چاہیئں پس خدا واحد محض

کثرة فنقول انه لما کان یعقل ذاته بذاته ثم یلزم قیومیته عقلا بذاته لذاته ان یعقل الکثرة جاءت

نہ رہا بلکہ کثرة لازم آئی جواب اسکا یہہ ہے ہرگاہ اوسنے اپنی ذات کو بذاتہ جانا اور علم اوسکا اوسکے ذات کو مستلزم ہے تمام کثرت کو پس صور اشیاء کثیرہ کے

الكثرة لازمة متأخرة لا داخلة في الذات متقومة وجاءت البعدية على ترتيب وكثرة اللوازم للذات

لازم و متأخر ہیں اوس سے نہ یہ کہ داخل ہیں اوسکی ذات میں اور یہہ کثرۃ بترتیب ہے اور کثرت لوازم کی خواہ یہہ لوازم مباین ہوں

مباينة او غير مباينة لا تثلم الوحدة فالاول يعرض له كثرة لوازم اضافية وغير اضافية وكثرة سلوب وبسبب

یا غیر مباین ذات کے وحدۃ کو نقصان نہیں کرتی ہیں پس خدا تعالی کو کثرت لوازم اضافیہ کی وغیر اضافیہ کی عارض ہے اور ایسا ہی کثرت سلوب کے و اسماء کی

ذلك كثرة الاسماء لكن لا تأثير لذلك في وحدانية ذاته انتهى كلامه واعترض عليه الامام الرازي والمحقق الطوسي

اوسکی وحدۃ میں داخل ہوتی ہے حاصل یہہ کہ صورتہا اشیاء کی قبل ایجاد کی خدا کی ذات میں ہیں یہہ اوسکی لوازم ہیں متاخر ذات سے تمام ہوا کلام شیخ بو علی کا امام

ان القول بتقرر لوازم الاول في ذاته قول بكون الشيء الواحد قابلا وفاعلا وقول بكون الاول موصوفا بصفات

رازی اور محقق طوسی نے اوسپر چند اعتراض کئے اول یہہ کہ جب اوسکی ذات میں صور اشیا کے ہوں تو وہ فاعل و قابل ان صور کا ہوگا دوم یہہ کہ وہ موصوف بصفات

غير اضافية ولا سلبية وقول بكونه محلا للمعلولات الممكنة المتكثرة وقول بان معلوله الاول غير مباين

غیر اضافیہ و غیر سلبیہ کے ہوگا سوم یہہ کہ وہ محل انہی معلولات متکثرہ کا ہوگا چہارم یہہ کہ معلول اول اوسکا اوس سے جدا نہوگا پنجم

لذاته وبانه تعالى لا يوجد شيئا مما يباينه بذاته بل بتوسط الامور الحالة فيه الى غير ذلك مما يخالف

یہہ کہ جو چیز اوسکا غیر ہے اوسکو وہ نہیں کر سکتی بلا واسطہ صورۃ علمیہ کے جو اوسکے ذات میں مرتسم ہے اور یہہ سب امور خلاف مذہب حکماء کی ہیں

مذهب الحكماء والجواب عن الاول ان القابل بمعنى المستعد للشيء الذي هو فاعله لا يجتمع معه واما القابل

جواب اول کا یہہ ہے کہ قابل بایں معنی کہ وہ مستعد ہے اوس چیز کا کہ جسکا فاعل ہے نہیں جمع ہوتا ہے ساتھ فاعل کے لاکن قابل بمعنی موصوف

بمعنى الموصوف بالفعل فيجوز ان يكون الشيء الواحد قابلا وفاعلا معا كما صرح به هذان الشيخان قالا

بالفعل کے جائز ہے کہ ایک چیز قابل و فاعل ہو دونوں یکبارگی جیسا کہ تصریح کی شیخ ابو نصر فارابی و شیخ بو علی سینا نے کہا اونہوں نے قابل کے

القابل يعتبر فيه وجهان احدهما ان يكون يقبل شيئا من خارج فيكون ثمة انفعال وهيولى يقبل ذلك

دو معنی ہیں ایک یہہ کہ کسی چیز کو خارج سے قبول کرے پس یہاں غیر سے اثر لینا ہوگا ہیولی ایسے چیز کو خارج سے قبول کرتا ہے

الشيء من خارج وثانيهما قابل لما هو في ذاته من ذاته لا من خارج فلا يكون ثمة انفعال وهذا الوجه الثاني

دوم یہہ کہ قبول کرے کسی چیز کو بذاتہ نہ خارج سے پس یہاں تاثر نہیں باین معنی خدا تعالی کو قابل کہا جاتا ہے اور فرق اسمیں کہ کسی

لا يعني على البارئ تعالى وفرق بين ان يوصف جسم بانه صار ابيض لان البياض يوجد فيه من خارج و

حاوی جسم کو یہ کہ وہ سپید اور کہا حاوی سپید ہے وہ اول میں سپیدی خارج سے آئی ہے دوسری سپیدی اوسکے

بين ان يوصف بانه ابيض لان البياض من لوازمه وانما وجد فيه واذا اخذت حقيقة الاول تعالى

لوازم سے کہ موجود ہے اوسمیں اور جسوقت لحاظ کیا اوسکی ذات خدا تعالی ہے اس وجہ سے اور اوسکے لوازم بھی اسی وجہ سے بلا شک یہہ

على هذا الوجه ولوازمه على هذه الجهة استقر هذا اللمعنى فيه وجه انه لا كثرة فيه وليس هناك قابل وفاعل

معنی اوسمیں جاری ہوسکتے اور کسی وجہ سے

بل من حيث هو قابل هو فاعل

اوسی حیثیت سے فاعل ہے اور یہہ حکم جاری ہے جملہ بسائط میں کہ انکی ذوات سے انکی لوازم صادر ہوتی ہیں اور یہہ لوازم انکی

اللوازم وفي ذواتها تلك اللوازم على انها من حيث هي قابلة وفاعلة فان البسيط عنه وفيه شئ

ذات میں موجود ہیں پس یہہ بسائط قابل و فاعل ہیں بسیط سے جو چیز صادر ہووے اوسمیں ہے کچھہ کثرت

واحد اذ لا كثرة فيه انتهى كلامهما مع حذف لبعض عباراتهما وانت تعلم ان قولهما بكون القابل

نہیں تمام ہوا کلام اون ہردو کا میں یہہ کہتا ہوں کہ قول اونکا قابل بمعنی ثانی سے واحد ہوتی ہے۔ ذات خدا میں

بالمعنى الثاني والفاعل شيئا واحدا في الواجب تعالى مسلم واما حكمهما باطراد هذا الحكم في جملة البسائط

مسلم ہے لیکن جملہ بسائط میں اس حکم کا جاری ہونا ہم نہیں مانتا یہہ حکم اجب صحیح ہووے کہ جب لوازم

ففيه دغدغة لانه انما يصح اذا صح ان لوازم الماهية مجعولة ومعلولة للماهية ولم يثبت بعد

ماہیت کا پیدا ہونا ماہیت سے ثابت ہووے اسپر آجتک کوئی برہان قائم نہیں ہوئی

برهان عليه بل الحق ان الممكنات كلها مستندة اليه تعالى اذ لا مؤثر في الوجود الا الله الا الى الله

بلکہ حق یہہ ہے کہ جملہ ممکنات مستند ہیں طرف خدا تعالی کے کیونکہ موثر و فاعل حقیقی سوائی اوسکے کوئی نہیں

تصير الامور والجواب عن الثاني ان تلك الصور العلمية ليست من الصفات الكمالية له تعالى

اوسیکی طرف سب امور کا مرجع ہے دوسری اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ یہہ صور علمیہ صفات کمالیہ خدا تعالی سے نہیں ہیں صفات

انما من الصفات الكمالية له تعالى هو العلم وهو عين ذاته المقدسة وتلك الصور انما سميت

کمالیہ سے اوسیکی وہ علم ہے کہ جو اوسکے عین ذات کا ہے اور جو علم اوسکے عین ذات کا ہے اور جو علم اوسکے عین

علما فعليا لكون العلم الحقيقي الذي هو عين ذاته متعلقا بتلك الصور قبل ايجاد الاشياء

ذات کا ہے بسبب اوسکے تعلق کے ساتھہ صور علمیہ کے ان صور علمیہ کو علم فعلی کہا جاتا ہے کہ وہ متعلق ساتھہ ان صور کے قبل ایجاد

وكونها مبادي انكشاف الاشياء في الجملة قال بهمنيار في التحصيل ان الله تعالى اذا كان يعقل ذاته

اشیاء کے ہوا ہے اور یہہ صور فی الجملہ مبادی انکشاف

فيعقل لوازم ذاته والا ليس يعقل ذاته

ورنہ علم اپنی ذات کا بوجہ تام نہ ہوگا اور یہہ صور عقلیہ لوازم اوسکے اگرچہ اعراض ہیں

موجودة فيه فليس مما يتصف به او ينفعل عنها فان كونه واجب الوجود بذاته هو بعينه كونه مبدأ

موجود اوسکی ذات میں مگر وہ خدا تعالی ایسے متصف و منفعل نہیں ہوتا ہے اوسکا واجب الوجود ہونا بعینہ مبدا اپنی لوازم کا ہوتا ہے

للوازم وهي معقولاته بل ما يصدر عنه انما يصدر عنه بعد وجوده ووجوده تام ويمتنع ان يكون في ذاته محلا

اور یہہ اوسکے معقولات ہیں بلکہ جو چیز اوس سے صادر ہے بعد وجود اوسکے اوس سے صادر ہے اور نہیں ہوتی ذات اوسکی محل

ينفعل عنها او يستكمل بها او يتصف بها بل كماله في انه بحيث يصدر عنه هذه اللوازم لا في ان يحل

چیزوں کی کہ جس سے منفعل یا کامل یا متصف ہو کمال اوسکا بذاتہ یہہ ہے کہ صادر ہوں اوس سے یہہ لوازم نہ یہہ کہ موجود ہوویں اوسکی

له فاذا وصف بانه يعقل هذه الامور فانما يوصف به لانه يصدر عنه هذه لا لانه محل لها ولوازم ذاته

اوسکو عاقل ان امور کا اسواسطے کہتے ہیں کہ یہہ صادر ہیں اوس سے نہ یہہ کہ وہ محل ہے انکا اور لوازم اوسکی ذات کے یہہ

هي صور معقولاته لا على ان تلك الصور تصدر عنه فيتعقلها بل نفس تلك الصور لكونها مجردة عن الما

صور معقولہ ہیں نہ باین معنے نہ باین معنی کہ یہہ صادر ہوویں اوس سے پس جانا اوسنے انکو بلکہ یہہ صور بسبب تجرد کے

تفيض عنه وهي معقولة له فنفس وجودها عنه نفس معقوليتها له فمعقولاته اذن فعلية لا انفعالية

اوس سے معقول صادر ہوئی ہیں پس نفس وجود انکا اوس سے انکی معقولیت ہے اوسکو پس اسیطرح ان صور سے اوسکو انفعال نہیں

انتهى كلامه واما الاعتراض الثالث فمسلم عندي لا لان الذات الواجبة الغنية لا يسوغ العقل

بلکہ اوسکو فعلیت تمام ہوا کلام اوسکا اور اعتراض سوم کو میں بھی مانتا ہوں نہ کہ میرا ذہن نہیں قبول کرتا اس امر کو کہ ذات غنی خدا تعالی کی

الصمدي والستر النقي ان يكون محلا للممكنات فاقرة الحقيقة والوجود والجواب عن الرابع بانه ان

محل ممکنات محتاجہ کی ہووے اور جواب اعتراض چہارم کا یہہ ہے اگر مراد

رام بعدم المباين ارتسامه فيه فهو اول المسئلة وان نوى به انه متحد به ذاتا ووجودا بلا تغاير ما

عدم مباین سے ارتسام معلول اول کا ہے اوسکی ذات میں تو یہہ اول مسئلہ ہے کہ جسمیں گفتگو ہے و اگر مراد اوس

فبطلا والجواب عن الخامس بانه على معتقد اصحاب هذا المذهب بان الشيء العيني الذي يترتب

اتحاد معلول کا ہے ساتھہ علت کے بلا کسی تغایر کے یہہ باطل ہے اور جواب اعتراض پنجم کا یہہ ہے کہ ہمارا مذہب یہی ہے کہ شے خارجی اوس

عليه الآثار لا يوجد الا بسبق العلم عليه والمعلوم بهذا العلم السابق صور علمية لا يترتب عليها

بدون علم فعلی وہ صور علمی ہیں کہ جنپر آثار خارجی مترتب نہیں ہیں حضرت محی الدین ابن العربی کے فصوص کی شرح میں

الآثار وقال القيصري في شرح فصوص ابن العربي قدس سره ان علم الله تعالى بذاته هو عين ذاته

علامہ قیصری نے کہا کہ خدا کو علم اپنی ذات کا بذات خود ہے اور حکمت کہ علم اس وجہ سے کہ قبل از ایجاد صور انکے

وعلمه بالعالم صور الاشياء فيه كليا كان او جزئيا لا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء ولا

اوسمین موجود ہین کلی و جزئی ذرہ کے مانند کوئی جز اوس آسمان و زمین مین پوشیدہ نہین اور اوس سے یہہ اعتراض لازم نہین آتا ہے

يلزم محذور بكونه تعالى محلا للامور المتكثرة لان الاشياء عينه تعالى باعتبار الوجود والحقيقة وغيره باعتبار

کہ وہ محل کثیر کا ہو جاوی کیونکہ اشیاء اوسکے باعتبار وجود و حقیقۃ کے عین ہین اور باعتبار تقیید و تعین کے

التقييد والتعين والحيثية وليس في الحقيقة حال ولا محل بل وجود واحد ظهر في صورة حال في محل ونفس

اوسکے غیر ہین درحقیقۃ حال و محل کوئی نہین ایک ہی جز ہے کہ بصورۃ حال و محل کے ہے اور جسکو نفس الامر کہتی ہین

الامر الذي تحير فيه العلماء هو هذا العلم المحيط انتهى كلامه ويشير اليه بعض كلمات المعلم الاول ارسطو حيث

وہی صور علمیہ ہین تمام ہوا کلام اوسکا اور بعض کلام ارسطو کی بہی طرف مذہب مشائین کی اشارہ کرتی ہے

قال في الميمر الرابع من اثولوجيا وهذه الصورة التي احدثتها الصناعة في حجر لم يكن في الهيولى لكنها كانت

کہا اوسنے اثولوجیا کے میمر رابع مین یہہ صورۃ جو صناعۃ نے بنائی پتہر مین نہ تہے یہہ ہیولی مین لاکن تہی یہہ صورت عقل صانع

في عقل الصانع الذي توهمها وعقلها قبل ان يصير في الحجر والصورة كانت في الصانع ليس كما

مین کہ جاناً اوسنے اس صورت کو قبل اسکی کہ یہہ صورت پتہر مین آوی اور صورت تہی صانع مین نہ جیسا کہ کوئی ایسی صانع کی

تقول ان للصانع عينين ويدين ورجلين لكنها كانت فيه بانه عالم بتلك الصناعة التي احكمها

دو آنکہہ دو ہاتہہ دو پاون ہین لاکن تہے صانع مین باینوجہ کہ وہ عالم ہے اس صناعۃ کا محکم کیا اس صناعۃ کو

وصار العمل بها ويؤثر في الصناعة آثارا حسنة وصورة فائقة والصورة التي احدثها الصانع في

اور آثار اچہے صناعۃ مین کئی صورت خوب ظاہر ہون اور جو صورت صانع نے پتہر مین

الحجر كانت في الصناعة احسن وافضل مما في المصنوع والصورة التي في الصناعة ليست هي التي

بنائی یہہ صورت صناعۃ مین افضل تہے اوس صورت سے کہ جو پتہر مین ہے اور جو صورت صناعۃ مین ہے وہ باقی رہی ہے

انتقلت الى الحجر بنفسها فصارت فيه بل هي ثابتة في الصناعة وتاتي منها الى الحجر صورة اخرى

وہ پتہر مین نہ آئی اوسکا مثل اور ادنی اوس سے بوسیلہ صانع کے پتہر مین آتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

هي اقل وادنى حسنا بتوسط الصانع انتهى كلامه ملخصا وقال في الميمر الخامس ان الاشياء كلها

وہ نیز کہا اسی حکیم نے اثولوجیا کے میمر خامس مین کئی اشیاء کہ جو حالات پر ایسے ہین

ابدعت على الاحوال التي هي عليها الآن بالحالات الاولى ولان حكيما فاضل الحكمة رومي في

اسے حالات پر یکمرتبہ اول پیدا ہوئے ہین اگر کوئی حکیم دانش مثل ان اشیاء کا بنانا چاہے

مرذلہ ہو ان المبدع والاشئ مبدع فالمبدع الذی ابدع والاصورۃ لہ عندہ فی الذات لان قبل الابداع

ہے یہ کہ وہ مبدا کنندہ ہے اور اسکے سوا کوئی مبدا کنندہ نہیں ہے جو اوسنے پیدا کیا اوسکی صورت اوسکے ذات میں نہیں ہے کیونکہ قبل

انما ہو فقط واذا کان ہو فقط فلیس بذی جہتہ وجہتہ حتی یکون ہو وصورۃ او حیث وحیث ثما

ایجاد کے فقط وہ ہے اور نہیں ہے کوئی اور جب قبل ایجاد کے وہ اور صورۃ ہوی وہ فقط ہوا اور وحدۃ خالص اسکے منافی

یکون ہو والصورۃ والوحدۃ الخالصۃ تنافی ہذین الوجہین والابداع تأییس ما لیس بایس واذا کان

ہے — اور ایجاد موجود کرنا معدوم کا ہے لیس جب وہ موجد

ہو مؤیس الایسیات فالتأییس لا من شئ متقادم فلیس الاشیاء الاحتیاج الی ان یکون عندہ صورۃ

معدومات کا ہو لیس ایجاد اوسکا بلا مادہ و دوسری شے کے ہو گا لیس موجد اشیا کو اسکا محتاج نہیں کہ نزدیک اوسکے صورت معلول

الا لیس بالایسیۃ والا فقد لزمہ ان کانت الصورۃ عندہ ان یکون منفردا غیر الصورۃ التی عندہ فیکون

کی ہووی ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ اور ہے اور صورت اور لیس دو چیزیں ہو گی قبل ایجاد کی ایک وہ اور ایک صورت حالانکہ ہم قبل ایجاد کی فقط

ہو وصورۃ وقد بینا ان قبل الابداع انما ہو فقط وایضا فلو کانت الصورۃ عندہ اکانت مطابقۃ

اوسکو ثابت ہیں دیگر جو صورت اوسکے نزدیک ہے یا مطابق موجود خارجی کے ہے یا نہیں اگر مطابق موجود خارجی کی ہے تو موجودات

للموجود الخارج ام غیر مطابقۃ فان کانت مطابقۃ فلیتعدد الصورۃ لتعدد الموجودات ولیکن

خارجیہ متعدد ہیں یہ صورت بھی متعدد ہونی چاہیے کلیات کلیات کے مطابق جزئیات جزئیات کے مطابق اور یہ

کلیاتہا مطابقۃ للکلیات وجزئیاتہا مطابقۃ للجزئیات المتغیر متغیرہا کلما تکثرت تکثرما ...

محال ہے وحدت خالصہ کے منافی ہے اگر یہ صورت مطابق موجود خارجی کے نہیں

کل ذلک مح لانه ینافی الوحدة الخالصة وان لم تطابق الموجود الخارج فلیست اذن صورة عنه انما هو

تو موجود خارجی کی صورت نہین کسے اور چیز کی صورت ہے لاکن اوسی خداتعالی نے اول

لشی آخر لکنه تعالی ابدع العنصر الاول الذی فیه صور الموجودات والمعلومات کلها فانبعث من کل صورة

سب سے ایک اس عنصر پیدا کیا کہ جسمین کل موجودات کے صورتین نہین ہر صورت سے ہر موجود موافق

موجود فی العالم علی المثال الذی فی العنصر الاول فمحل الصور ومنبع الموجودات هو ذات العنصر و

اپنی صورت علمیه ازلیه کے پیدا ہوا بس محل صور کا اور منبع موجودات کا یہہ عنصر اول

ما من موجود فی العالم العقلی والعالم الحسی الا وفی ذات العنصر صورة ومثال عنه ومن کمال ذات

ہر موجود حسی وعقلی کے اس عنصر اول مین صورت اور مثال ہے اور کمال ذات خداتعالی سے

الاول الحق انه ابدع مثل هذا العنصر فما یتصوره العامة فی ذاته تعالی ان صور المعلومات فلا بل انما

یہہ ہے کہ اوسنے ایسا عنصر پیدا کیا بس جو جو عوام گمان کرتے ہین کہ قبل ایجاد کے صور اشیاء کے ذات خدا مین تہین یہہ محال ہے

صور المعلومات فیما هو ابدعه وتعالی بوحدانیته وهویته عن ان یوصف بما یوصف به مبدعه

بلکہ صور اشیاء کے اوسکے معلول مین تہین اور خداتعالی نہین موصوف ہوتا ساتہہ اوس صفت کے جسکے ساتہہ اوسکا معلول

انتهی کلامه ظن اکثر العلماء ومنهم المحقق الطوسی من هذا الکلام ان مراد هذا الفیلسوف من العنصر

موصوف ہے تمام ہوا کلام اوسکا محقق طوسی وغیرہ نے اس کلام سے یہہ گمان کیا کہ مراد اس حکیم کی عنصر اول سے عقل اول ہے قبل ایجاد

الاول هو العقل الاول کان فیه قبل الایجاد صورة کل شیء من المعلومات وهذا الجوهر العقلی مع ما

اوسمین صور سب اشیاء کے موجود تہین بس یہہ عقل اول مع جملہ صور کے حاضر ہے

فیه من صور الموجودات حاضر عنده تعالی فلا یعزب عنه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء

خدا کے نزدیک بس اوس سے کوئی مثل ذرہ کے زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین یہہ ملخص اوسکا

هذا ملخص ما قال المحقق فی شرح الاشارات وفیه نظر من وجهین الاول انه یلزم علی هذا ان یصدر

ہے کہ جو محقق طوسی نے شرح اشارات مین کہا ہے اسپر دو اعتراض ہین اول یہہ کہ لازم آتا ہے کہ عقل اول اوس سے

عنه العقل الاول بلا سبق العلم علیه لان صور جمیع الموجودات قبل ایجادها کائنة فی العقل الاول

بلا سبقت علم کے صادر ہووی کیونکہ صور جملہ موجودات کے قبل ایجاد کے عقل اول مین تہین اور عقل

ولیس قبل العقل الاول عقل آخر حتی یکون صورته قبل ایجاده فیه وهذا الفیلسوف قد شنع علی من قال

اول سے قبل کوئی اور عقل نہین کہ جسمین صورة قبل عقل اول کے قبل اوسکے ایجاد کے ہووی اور یہہ حکیم ثالس ملیطی

بارتسام صور المعلومات فی ذاتہ تعالیٰ قبل ایجادہا وصدور العقل الاول من الباری تعالیٰ بالرضا
ارتسام صور اشیاء کا قبل ایجاد کے ذات خدا میں قابل نہیں اور صدور عقل اول کا خدا تعالیٰ سے جو سبب ہیں رضا کے
یمج عنہ الطبع الوقاد والذہن النقاد لان العقل الاول موجود عینی اصلی یترتب علیہ الآثار و
انکا ان کا طبیعت تیز و ذہن نقاد نہیں ہوتا عقل اول موجود خارجی ہے کہ جس پر آثار مترتب ہوتے ہیں اور صادر ہو
انما صدر عنہ بالرضا ما لہ وجود علمی ظلی لا یترتب علیہ الآثار کالصور الافلاطونیۃ القائمۃ بذاتہ
برضا وہ وجود ظلی ہے کہ جس پر آثار مترتب نہیں ہوتے جیسا کہ صور افلاطونیہ کہ بذات خود خدا کے نزدیک حاضر
او الصور العلمیۃ المرتسمۃ فی ذاتہ تعالیٰ و الثانی ان العقل الاول لا شک فی کونہ من العالم العقلی لا من
ہیں یا وہ صور کہ جو اوسکی ذات میں مرتسم ہیں اور دوم یہ کہ عقل اول بلا شبہ عالم عقلی سے ہے نہ عالم حسی سے
العالم الحسی فہذا الفیلسوف النحریر قد صرح و ما من موجود فی العالم العقلی و العالم الحسی الا فی ذات
اور حکیم تالس نے تصریح کی کہ جو چیز موجود عالم عقلی و حسی میں ہے اوسکی صورت و مثال عنصر اول میں
العنصر صورۃ و مثال عنہ فلو کان المراد من ہذا العنصر العقل الاول لزم ان یکون صورۃ العقل
موجود ہے اگر مراد اس عنصر سے عقل اول ہو وے لازم آتا ہے کہ صورت عقل اول کے
الاول قبل ایجادہ موجودا فی العقل الاول و بطلانہ من الفطریات الاولیٰ بل الحق عندی ان مرادہ
قبل ایجاد کے عقل اول میں موجود ہو اور یہ بدیہی البطلان ہے بلکہ حق میرے نزدیک یہ ہے کہ مراد اوسکی
من العنصر الاول ہو امر نوری مجرد بسیط ظل نور الانوار کانہ ہیولیٰ للصور العلمیۃ ذوالاعیان
عنصر اول سے ایک نور مجرد ہے پرتو نور خدا کا گویا وہ صور علمیہ و اعیان ثابتہ کا ہیولیٰ ہے
الثابتۃ کلہا فیہ صور جمیع الاشیاء الممکنات قبل ایجادہا کما ان ہیولیٰ العناصر فیہا صور
صور جمیع ممکنات کی قبل ایجاد کے اوسمیں موجود ہیں جیسا کہ ہیولیٰ عناصر صور محسوسات کے موجود
المحسوسات کلہا و ہی حاملۃ لہا کذلک ہو العنصر الاول النوری المجرد حامل صور علمیۃ مثل
ہیں اور یہ ہیولیٰ حامل صور محسوسات کا ہے ایسا ہی عنصر اول نوری حامل صور علمیہ و مثل نوریہ کا ہے
نوریۃ کلہا و لمعاضدہ ما قال الفیلسوف انکسمانس الملطی من اعاظم الفلاسفۃ و اکابر الاساتذہ
اور اس میری قول کی موید ہے کہ جو حکیم انکسمانس ملطی نے کہا کہ اعاظم فلاسفہ و اساتذہ سے ہے کلام
ان الباری تعالیٰ ابدع بوحدانیتہ صورۃ العنصر کی تحریر العقل الاول انبعثت عنہا بمحض الباری
اوسکی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا اول صورت عنصر کی پس صورت عقل اول کی اوس سے با فیض خدا تعالیٰ ہے

[illegible] في العقل [illegible] الصور [illegible] من تجليات [illegible] وبلا تعداد [illegible]

ظاہر ہوئی پس عنصر اول نے عقل اول میں وہ صورتیں ڈالیں کہ جو اوسمیں نہیں گروہ گروہ کثرت بے شمار سے اور

الطبقات صور الكثيرة دفعة واحدة كما يحدث الصورة في المرأة الصيقلية بلا تعددية زمان ولا ترتب

بہ صور کثیرہ یکبارگی پیدا ہو گئے جیساکہ آئینہ میں بلا تعددیۃ زمان کے صورت بعدہ کے حادث ہوتی ہے

بعض على بعض غير ان الهيولى لا تحتمل القبول دفعة واحدة الا بترتيب وزمان فحدثت فيها تلك

اور بدون ترتیب بعض کا بعض پر لاکن ہیولی بلا ترتیب و بلا زمان صور کثیرہ کو نہیں قبول کرتا ہے اور اس عنصر و عقل میں

الصور على الترتيب دفعة ولم يزل ينزل العالم بعد العالم على قدر طبقات العوالم حتى قلب انوار الصور

صور کثیرہ مترتب یکبارگی حادث ہوتی ہیں اور اسیطرح ہمیشہ یہ صور حسب طبقات عالم کے موجود ہوتی ہیں یہاں تک

في الهيولى وصارت منها هذه الصورة الرذيلة الكثيفة التي لم تقبل نفسا روحانية ولا حيوانية

بدل کیا انوار صور کا ہیولی میں بعض صور ہیولانیہ سے ایسی کثیف صورۃ ہوئی کہ وہ نفس روحانیہ اور نفس حیوانی

ولا نباتية وكل ما هو على قبول حيوة وحس فهو بعد في آثار تلك الانوار انتهى كلامه وهذا الكلام

اور نفس نباتی کو نہیں قبول کرتی ہے اور حس صورۃ زندگی و ادراک ہے اوسمیں نور صور عقلیہ نوریہ کا باقی ہے تمام ہوا

نص صريح على ان العنصر قبل العقل الاول وصورة العقل الاول وغيره من الممكنات كانت

کلام اوسکا اور اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ عنصر قبل عقل اول کی ہے صورۃ عقل اول وغیرہ ممکنات کی قبل ایجاد کے اوسمیں موجود

موجودة فيه قبل ايجادها وانما هذا العنصر امر نوري مجرد بسيط شعاع نور البارى تعالى كانه هيولى

تھیں اور یہ عنصر ایک امر نوری مجرد بسیط ہے شعاع نور خدا تعالی کا گویا یہ ہیولی نورانیہ ہے

نورانية تقبل الصور العلمية والمثل النورية ويقال لهذا العنصر الاول النوري في اصطلاح

قبول کرتا ہے صور علمیہ الٰہیہ کو اور صور نورانیہ کو اور اس عنصر اول نوری کو عرفاء اسلامیہ ہیولی اولی

العرفاء الهيولى الاولى والهباء قال العارف محي الدين ابن العربي قدس سره في الباب السادس

اور ہباء کہتے ہیں حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب ششم میں کہا ہے

من الفتوحات المكية ان الله سبحانه خلق الهباء ثم انه سبحانه تجلى بنوره على ذلك الهباء والعالم

خداتعالی نے پیدا کیا پہلے سب سے ہباء کو پھر خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء کو اور اس ہباء میں

فيه كله بالقوة فقبل ذلك الهباء منه كل شيء على حسب قوته واستعداده كما تقبل زوايا

کل عالم بالقوہ تھا جب خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء نے اوس روشنی سے حسب استعداد کے ہر شئی کی صورت قبول کی

البيت نور السراج وتجلى عند قربه من فتيلة النور لشدة ضوءه وقبوله قال الله تعالى مثل نوره كمشكوٰة

جیسا کہ گھر میں نور چراغ کا حسب دوری و نزدیکی کے قبول کرنے میں خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کہا ہے مثل نور خدا کی ایسی ہے جیسا کہ

فيها مصباح فشبه نوره بالمصباح فما من اقرب اليه قبولا من ذلك النبأ الا حقيقة محمد صلى الله عليه

چراغ جو طاق میں ہے تشبیہ دی اپنی نور کی چراغ سے اور قریب تر روشنی خدا سے طرف ہیولیٰ حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی

المسماة بالعقل الاول فكان سيد العالم باسره واول ظاهر في الوجود فكان ظهوره من ذلك

کہ جس کا نام عقل اول ہے پس محمد صلعم سردار کل عالم کا ہوا اور اول موجود ظہور اس کا نور الٰہی سے اور ہیولا سے اور حقیقت

النور الالهي ومن الهباء ومن الحقيقة الكلية وفي الهباء وجد عينه وعين العالم من تجليه

کلیہ سے اور ذات اعلیٰ اس کی اسی ہیولا میں موجود تھی اور ذات کل عالم کی نور محمد صلعم سے اور جملہ انسان

… الانبياء اجمعين انتهى كلام الكاشف للحق البصير

… جملہ انبیاء کا نام ہوا کلام اس کا خدا اس کا بلند درجہ کی

اعلى الله درجته في عليين وتفصيله ان هذا العالم الحسي كله صنم وظل للعالم العقلي النوري فكل صورة

بہشت میں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ عالم حسی جملہ بت اور سایہ ہے عالم عقلی کا جو صورت اس عالم میں ہے

في هذا العالم فهو في ذلك العالم وكما ان في العالم الحسي صور متفاوتة في هيولى واحدة فكذلك العالم

وہ اس عالم میں بھی ہے اور جیسا کہ اس عالم حسی میں صور مختلفہ ایک ہیولی میں ہیں ایسا ہی عالم عقلی میں

العقلي النوري صور نورية كثيرة في محل واحد هو العنصر النوري وهيولى عالم الاجسام والاجرام

صور نوریہ بیشمار ایک محل میں ہیں کہ وہ عنصر نوری ہے اور ہیولی عالم اجسام و اجرام کا

ظل وصنم لهيولى عالم العقلي الذي هو العنصر النوري وصور عالم الاجسام لشراشرها اظلال واصنام للصور

بت اور سایہ ہے ہیولی عالم عقلی کا کہ جو عنصر نوری ہے اور عالم اجسام کے جملہ صورت و سایہ ہیں صور نورانیہ

النورية والمثل الروحانية التي حالة في الهيولى النورية وهو العنصر الاول وهذه العنصر الاول النوري

و صور روحانیہ کی کہ جو ہیولی نورانیہ میں موجود ہیں اور یہی ہیولی نورانیہ عنصر اول ہے اور اس عنصر

باعتبار وجوده العلمي اي من حيث انه ثبوتا غير مترتب الآثار عنده تعالى ولا وجود عيني مع جميع

اول کو باین اعتبار کہ اس کو وجود علمی ہے فقط وجود عینی نہیں ہے اور جملہ ممکنات کے اسمیں صور بین موجود ہیں

ما فيها من صور الممكنات يسمى حقيقة محمدية عند العرفاء واليه يشير قول نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم انا مدينة

سو اس کا حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں شہر علم کا

قوله انا مدينة العلم يعني انا مدينة العلم الفضل الالهي …
… الحق لا يعرف الا من …
ولذا كان … علي ابن ابي طالب عليه السلام …
… الطريقة وروي …
… الملكوت … رضي الله عنه قال …
… الحسن …
… الكرامات … الدين الدهلوي
والشيخ العارف مولانا فخر الدين الحسن …
رحمه الله تعالى … بعض الفضلاء …

العلم وعلى بابها والمظهر العينى لهذا العنصر الاول الجامع لجميع الممكنات هو العقل الاول كما ورد فى

ہوں اور علی اوسکا دروازہ ہے اور جو مظہر موجود خارجی اس عنصر اول کا ہے اوسکو عقل اول کہتے ہیں جیسا کہ بعض احادیث میں

بعض الاخبار اول ما خلق الله العقل فالحقيقة المحمدية وجود علمى ظلى جامع لسائر اشياء الممكنات

اول جو خدا نے پیدا کیا وہ عقل ہے پس حقیقۃ محمدیہ وجود ظلے ہے جامع کل ممکنات کا اور عقل

والعقل الاول مظهره وجود عينى جامع لما فيها قال الفاضل الميبذى فى الفواتح اسماء الٰہیہ را صور

اول اوسکا مظہر ہے جو وجود خارجی جامع ہے اوسکو جو عنصر اول میں ہے فاضل میبدی نے فواتح میں کہا ہے اسماء الٰہیہ کے جو

متمیزہ در علم حق تعالیٰ است وایشان را اعیان ثابتہ گویند خواہ کلی باشند خواہ جزئی واین صور علمیہ

اسماء الٰہیہ بھی کہتے ہیں انکی صور جدا جدا ... اور یہہ صور

ازلی فائض شدہ اند از ذات حق بفیض اقدس پس صور علمیہ بعینہا می آیند با جمیع توابع ولوازم

ازلیہ ہیں ظاہر ہوئیں ذات خدا سے بفیض اقدس پس یہہ صور علمیہ مع جمیع لوازم کے بفیض مقدس موجود خارجی ہوتی

بفیض مقدس واعیان ثابتہ نسبت باسماء الٰہیہ ابدان اند ونسبت باعیان خارجیہ ارواح اند

ہیں اور یہہ اعیان ثابتہ بنسبت اسماء الٰہیہ کے ابدان ہیں اور بہ نسبت اعیان خارجیہ کے ارواح ہیں اور انہیں کے

وواسطہ اند در ایصال فیض باعیان خارجیہ لیکن فیض منحصر درین نیست بلکہ فیض بواسطہ بہر

واسطے سے اعیان خارجیہ کو فیض آتا ہے لاکن فیض خدا کی انہیں منحصر بلکہ فیض اوسکا ہر موجود کو اوس وجہ سے

موجود میرسد از وجہ خاص کہ اورا با حق است وللکل وجہۃ ہو مولیہا انتہی کلامہ وقال العارف

بھی آتا ہے کہ جو وجہ اوسکو ساتھہ خدا کے ہے ہر بندہ کو ساتھہ خدا کی ایک وجہ خاص ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور فاضل

الفاضل مولانا یعقوب کشمیری فی الروائح تجلیات وجود حق بصفات متعددہ وتعینات متکثرہ

وعارف مولانا یعقوب کشمیری نے روائح میں کہا ہے بصفات متعددہ جو تجلیات وجود خدا کے ہیں وہ حقائق

حقائق اسماء است وصور آن حقائق را در علم الٰہی کلیۃ کانت او جزئیۃ اعیان ثابتہ می نامند

اسماء کی ہیں اور صور ان حقائق کے علم خدا میں خواہ یہہ صور کلیہ ہوں یا جزئیہ اعیان ثابتہ ہیں اور حقائق

وحقائق اشیاء نیز ہمچو اند پس اعیان ثابتہ عبارت است از صور علمیہ اسمائیہ کہ مفاض است

اشیاء بھی انکو کہتے ہیں پس اعیان ثابتہ وہ صور علمیہ اسمائیہ ہیں کہ پیدا ہوئیں ذات خدا سے

از ذات الٰہیہ بفیض اقدس چہ فیض الٰہی بر دو قسم است یکی فیض اقدس کہ موجب حصول

بفیض اقدس خدا تعالیٰ کا دو قسم ہے ایک فیض اقدس سے کہ جس سے علم الٰہی میں اعیان ثابتہ مع استعدادات کے

اعیان ثابتہ واستعدادات ہیں اور در علم الٰہی و ہم فیض مقدس ہیں کہ سبب ظہور اعیان و مقتضیات ان استعدا

پیدا ہوتے ہیں اور دوسرا فیض مقدس کہ جس سے اعیان ثابتہ کو اور انکی استعدادات کو وجود

ہست در خارج و مراد از ان ظہور شد وجود خارجی اعیان نیست بلکہ ظہور آثار ایشان است در ان فان

خارجی ہوتا ہے اور انکا ظہور خارج میں اور مراد ہماری ظہور سے یہ نہیں کہ اعیان ثابتہ کو وجود خارجی ہوتا ہے

[illegible]

بلکہ ان کے آثار خارج میں ظاہر ہوتے ہیں اعیان ثابتہ تو ہمیشہ وجود خارجی نہیں تمام ہوا کلام اور جاننا چاہیے کہ جسکو حکما صدور

وعند الحکما یسمی بالفیض الاقدس عند العرفاء وما ہو الصدور بالعنایۃ عندہم یسمی بالفیض المقدس

کہتے ہیں اور اسکو عرفا فیض اقدس کہتے ہیں اور جسکو حکما صدور بالعنایۃ کہتے ہیں مراد اسکو عرفا فیض مقدس کہتے ہیں

عندہ ولا قال بحر العلوم فی حاشیۃ شرحہ للسلم والصواب عند العقول الناظرۃ قول افلاطون

بحر العلوم نے شرح سلم کے حاشیہ میں کہا عقول ناظرہ کے نزدیک قول صواب افلاطون کا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ ہے ... اور میرزاہد نے جو حاشیہ

الزاہدیۃ لشرح المواقف ان لا بد لتعلق العلم من نحو ثبوت للمعلومات فی الازل مغایرا

شرح مواقف پر لکھا ہے اس پر جو حاشیہ بحر العلوم کا ہے اس میں کہا ہے معلومات کو ازل میں واسطے تعلق علم کے

للوجود فالمعلومات کلہا ثابتۃ متقررۃ حال العدم قبل الوجود بحیث لا یترتب علیہا الآثار

ضرور ایک نحو کا ثبوت چاہیے کہ غیر وجود کا پس جملہ معلومات حالت عدم میں قبل وجود کے ثابت تھے کہ جن پر آثار

الوجودیۃ فاللہ تعالی مبدأ الانکشاف بنفس ذاتہ والاشیاء منکشفۃ و متمیزۃ لذاتہ تعالی

مرتب نہیں پس خدا تعالی مبدأ انکشاف کا اور علم سے متعلق ہے ... اعیان ثابتہ کے

المتعلق بهذه الاعيان الثابتة وهذا هو مذهب الصوفية الكرام ولو حمل كلام افلاطون فى علم

اور یہہ مذہب صوفیہ کرام کا ہے علم فعلی بارىتعالى مین افلاطون کی کلام کا اسپر حمل

البارى تعالى عليه فلا يتم التوجيه بمجرده واقتضاء هذه الثبوت ليس على سبيل الجعل الاختيارى حتى يلزم

ہوسکتا ہے اور یہہ ثبوت اعیان ثابتہ کا خداتعالی سے برسبیل ایجاد اختیاری نہین صادر ہوا تاکہ سبقت علم کی

سبق العلم عليها بل هذه الثبوت من لوازم ذات البارى تعالى ومن مقتضاته الثبوت والصدور

ضرور لازم آوی بلکہ یہہ ثبوت لوازم ذات خداتعالی سے ہے برسبیل ایجاب اوس سے صادر ہوا ہے

على سبيل الايجاب فلا يلزم قبلية هذا العلم على العلم والتحقيق فى صدركا ان هذه الاعيان الثابتة لما كانت

پس اب قبل علم کے اور علم لازم نہین آیا اگر کوئی کہے کہ یہہ اعیان ثابتہ جب خداتعالے کو مناط انکشاف کا

مناط الانكشاف له تعالى فقد استكمل البارى عز وجل فى صفة الكمالية بالغير لانك قد علمت

ہووین تو خداتعالی کا استکمال بالغیر لازم آیا صفات کمالیہ مین جواب اسکا یہہ ہے کہ صفة کمالیہ خداتعالی

ان ذات البارى مبدأ للانكشاف منكشف ذاته الحقة وليس منتظرا فى كونه مبدأ للانكشاف الى امر

مبدأ انکشاف ہے اور مبدأ انکشاف ذات خداتعالی کی ہے نہ کوئی اور چیز لاکن جو مبدأ انکشاف ہووی

آخر وكونه مبدأ الانكشاف هو الصفة الكمالية له لكن لابد للانكشاف من امر يكون منكشفا

ضرور ہے اوسکے برواسطے ایک منکشف ومعلوم کا ہونا اور یہہ تامیت مبدأ اور اوسکے کمال مین کوئی ضرر نہین

لهذا المبدأ وهذا لا يضر فى تامية المبدأ وكماله فيه وهذا كما ان القدرة تقتضى امكان المقدور والتعلق

کرتا ہے مثال اسکے یہہ ہے کہ قدرة امکان مقدور کو چاہتی ہے اور ممتنع کے ساتھ قدرة نہین متعلق

يصلح لتعلق العلم ومبدأ الانكشاف فلا يضر فى كمالية المبدأ انتهى كلامه فافهم وقال السيد

شخص اسکے صلاحیت نہین رکہتا کہ وہ معلوم ومتعلق علم کا ہووی کمالیہ مبدأ مین کچہہ نقصان نہین کرتا تمام ہوا کلام اوسکا

الهروى فى حاشية شرح التهذيب لدفع هذا الاعضال وجب عن الاشكال ان للممكن

سید زاہد ہروی نے شرح تہذیب کے حاشیہ مین اس اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ ممکن ایک جہة عدم کی ہے

جهتين جهة العدم ولا يتعلق العلم بهذه الجهة وجهة الوجود وهى راجعة اليه تعالى فعلمه تعالى بذاته

اسی جہة سے علم اوسکے متعلق نہین ہوتا اور ایک جہة وجود کی یہہ جہة رجوع کرتی ہے طرف خدا کی پس خدا کا

عين علمه بالممكنات انتهى ملخصا الطلبه المحقق السهالى فى العروة الوثقى انه ان اراد ان الممكن

انکی ذات کا علم بعینہ علم ممکنات کا ہے رد کیا اسکو محقق سہالی نے عروۃ الوثقیٰ میں اگر مراد اوسکی یہہ ہے کہ ممکن

لا يعلم حال العدم بل حين الوجود فهو بعينه مذهب المعترض فيه بيطل رأيه لانه بناء على تحقق العدم قبل

حال عدم میں نہیں معلوم ہوتا یہہ بعینہ مذہب معترض کا ہے اور اگر مراد اوسکی یہہ ہے کہ ممکن نہیں ہوتا ہے مگر جب

وجود المعلوم وان اراد ان الممكن لا يعلم الا موصوفا بالوجود وان كان ذلك الاتصاف فى زمان لاحق

موصوف بوجود اگرچہ یہہ اتصاف زمان لاحق میں ہو تو باطل ہے کیونکہ اس سے یہہ لازم آتا ہے کہ جو ممکن ازلاً

ففساده ظاهر لانه يلزم على هذا ان لا يعلم الممكن المعدوم ازلا وابدا مع انه لا يعلم الممكن بما هو ممكن من علمه بحيث

وابداً معدوم ہے وہ معلوم نہو حالانکہ ضرور ہے کہ ممکن جاوی باین حیثیت کہ اوسکو صلاحیت وجود

الصالح للوجود والعدم على السواء على انه لا دخل لهذه المقدمة فى كون الواجب بحقيقته منشأ الانكشاف

وعدم کی برابر ہے علاوہ اس مقدمہ کو کچھہ اسمیں دخل نہیں کہ خدا تعالی بذات خود منشاء انکشاف اشیاء کو

الاشياء حتى يكون علمه تعالى عين ذاته وان اراد ان الممكن لا يعلم الا من حيث صلاحيته للوجود فباطل ايضا

ہے تاکہ اوسکا علم عین ذات کا ہو واگر مراد اوسکی یہہ ہے کہ ممکن نہیں معلوم ہوتا ہے مگر بصلاحیت وجود کے تو یہہ

لانه من حيث صلاحيته للعدم ايضا واجب العلم وان اراد ان جهة وجود الممكن هى الصادرة عنه تعالى دون

بھی باطل ہے کیونکہ بصلاحیت عدم کے بھی ضرور ہے کہ معلوم ہووی واگر مراد اوسکی یہہ ہے کہ جہت وجود ممکن کی صادر

العدم فمسلم لكن لا يفيدان يكون العلم والانكشاف بنفس ذاته تعالى وان اراد معنى آخر فلا بد من بيانه

ہے خدا سے نہ جہت عدم کی پس ہمنے مانا لیکن اسسے یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ خدا بنفس وجود اشیاء کے منشاء انکشاف

حتى ينظر فيه وقال الفاضل قاضى مبارك فى شرح السلم تقليد البعض من سبقه القدوس الحق

کا ہو واگر مراد اوسکی کچھہ اور ہے تو بیان کری تاکہ اوسمیں نظر کیجاوی اور قاضی مبارک تقلید بعض سابقین کے شرح سلم میں

فى اقصى مراتب التجرد اذ هو وجود بحت قائم بذاته متقدس عن المائية فضلا عن المادة فهو الحاصل لذاته

لکہتے ہیں خدا تعالی پاک ہے ماہیت سے اور مادہ سے وہ وجود صرف ہے پس وہ اعلی درجہ کے تجرد میں ہے پس وہ حاضر واسطے اپنی ذات

لذاته بنفس ذاته فهو عقل وعاقل ومعقول لا يزيد تعقله على مائيته التى هو الوجود وجملة الجائزات

کے بذات خود ظاہر ہے پس وہ علم وعالم ومعلوم ہے اور اوسکا علم اوسکی ذات پر کچھ زائد نہیں اور جملہ ممکنات

تستند ماهياتها وموجوديتها الطبيعة الذات والوجود بالقياس اليه تعالى فهى معلومة له تعالى بذاتها

اوسکے سبب موجود ہیں کہ اوس خدا تعالی سے ایک ربط ہے پس جملہ ممکنات خدا تعالی کو بذاتہا معلوم ہیں

لا بصورها فالموجودات باسرها من حيث الوجود الرابطي معلومة وصور علمية له تعالى فعلمه الاجمالي بتلك

نہ یہ کہ اونکی صورت اوسمیں ہے پس جملہ ممکنات باعتبار وجود رابطی کے معلوم اور صور علمیہ خدا تعالی کے ہیں پس علم اجمالی

الاشياء نفس ذاته تعالى وعلمه التفصيلي نفسها فهي معلومة له تعالى من جهتين فانها بوجودها الاجمالي

ان اشیا کا ذات خدا تعالی کی ہے اور علم تفصیلی انکا انکی ذات ہے پس ممکنات خدا کو دو وجہ سے معلوم ہیں یہہ

متحدة معه تعالى ومنطوي علمها في علمه بذاته تعالى وبوجودها التفصيلي حاضرة عنده بلا حلول

ممکنات بوجود اجمالی متحد ہیں ساتہہ اوسکے علم انکا اوسکی اپنی ذات کے علم میں پیچیدہ ہے اور بوجود تفصیلی یہہ ممکنات حاضر

وقيام بذاته تعالى انتهت رنته وختمت نغمته واورد عليه السيد احمد علي السنديلي بحر العلوم

ہیں بذاتہا اوسکے آگے تمام ہوا رونا اوسکا اور گانا اوسکا وارد کیا اسپر سید احمد علی سندیلی اور بحر العلوم نے

اولا انه ماذا اراد بكون ذوات الجائزات بعينها وجوداتها الرابطية الذات ان اراد انها بنفس ذواتها

اول یہہ کہ قول اوسکا ممکنات بعینہا وجودات اپنی کے رابطیۃ الذات ہیں اگر مراد اوسکی اس سے یہہ ہے

ووجوداتها مرتبطة ارتباط المعلول بالعلة فمسلم لكن لا يلزم منه انطواؤها في ذاته حتى يصير علمه تعالى

کہ ممکنات بنفس ذوات ووجودات اپنی کے مرتبط ہیں ساتہہ خدا کے جیسا کہ ارتباط معلول کا ساتہہ علت کے مانا

بذاته علمها وانما يلزم لو كفى نفس المعلولية العلم بان يكون العلم بالعلة نفس العلم بالمعلول ولم يصح

اسکو لیکن اس انطوا اونکا خدا کی ذات میں لازم نہیں آتا تاکہ اوسکو علم اپنی ذات کا بعینہ علم اونکا ہو یہہ جب ہو

هذا بالبرهان والذي صح هو ان العلم بالعلة يستلزم العلم بالمعلول واين هذا من ذلك وان اراد معنى

کہ جب علم علت نفس علم معلول کا ہوا اور ایسا نہیں بلکہ علم علت کا مستلزم ہے علم معلول کو اور ان ہر دو میں فرق ہے

آخر فليصور اولا حتى يتكلم فيه وثانيا ان جملة الجائزات من حيث رابطية الذات وباعتبار الحقيقة

و اگر مراد اس سے اور ہے تو بیان کرے اوسکو تاکہ ہم اوسمیں کلام کریں دوئم یہہ کہ جملہ ممکنات بحیثیت رابطیۃ ذات کے ساتہہ

معنى ارتباطها بعلتها فهي بوجودها التفصيلي ايضا رابطة الذات فيلزم ان تكون بوجودها

اپنی علت کے بوجود تفصیلی بہی رابطیۃ الذات ہیں پس چاہیے کہ ممکنات بوجود تفصیلی بہی ساتہہ خدا کے

التفصيلي ايضا متحدة معه تعالى وينطوي علمها بوجودها التفصيلي في علمه بذاته تعالى مع انه لا يقول

متحد ہووی اور جب وہ اپنی ذات کو جانے ممکنات کو بہی بوجود تفصیلی انکے جانے حالانکہ یہہ فاضل اسکا قائل

به وطائفة من المتكلمين قالوا في وجه التفصي عن هذا الشك المتين ان لهذا العالم كله من الوجودات

نہیں اور بعض علماء متکلمین نے اس اعتراض مذکور سخت سے یہہ جواب دیا ہے کہ جملہ ممکنات کو قبل ایجاد کے

بل انه ینطوی [illegible]
علمها في علمه [illegible] فانا [illegible]
الدواني بان [illegible] معلولات الواجب [illegible]
والمعلول [illegible] والمعلول [illegible]
في الاخر [illegible] حضوري [illegible]
الحضوري [illegible] الصورة العينية [illegible]
[illegible] صورة [illegible] العينية [illegible]
العلمية [illegible] الصورة [illegible]
[illegible]
الواجب سبحانه صفاته التي هي عين ذاته [illegible]
[illegible] علم قدرة [illegible] اضافة [illegible]
ان القدرة صفة ذات [illegible]
يستلزم العلم [illegible]
الوجود [illegible]
قدرته [illegible] الايجاب
[illegible]

والمبادیات الممکنات کان وجود اجمالیا عند الباری تعالی قبل الایجاد فکانت تلک الاشیاء منکشفة

نزدیک خدا تعالی کے وجود اجمالی تہا بہ سبب اسی وجود اجمالی کے سب ممکنات اوسکو قبل ایجاد منکشف و معلوم

عنده سبحانه قبل الایجاد بهذا الوجود الاجمالی واورد علیه الامام الرازی بان الوجود الاجمالی لا

تھے امام رازی نے مباحث مشرقیہ میں اسی وجود اجمالی کو بایں تقریر باطل کیا کہ یہ وجود

معنی له لان هذا الموجود لو جود واحد اما عین الموجودات لو جودات کثیرة او غیرها وعلی الثانی

اجمالی ممکنات کا جو وجود واحد ہے یا عین ان موجودات کا ہے کہ جو موجود بوجودات کثیرہ ہیں یا ان موجودات

لم یکن هذا الوجود وجود المعلومات العینیة المتمیزة فلزم تعلق العلم الفعلی قبل وجود الاشیاء

غیر ہے بر تقدیر ثانی یہ وجود اجمالی وجود معلومات خارجیہ متمیزہ کا نہو گا پس قبل وجود اشیاء کے لازم آیا تعلق علم فعلی کا

بالمعدوم الصرف وعلی الاول فالکثرة ان کانت موجودة فی الوجود الواحد فلا اجمال وان کانت

ساتھ معدوم صرف وبر تقدیر اول اگر کثرت وجود واحد میں موجود ہے اجمال نہیں ہے واگر کثرت وجود

معدومة او بعضها موجودة وبعضها معدومة فلا اجمال ایضا ولزم تعلق العلم بالمعدوم ایضا

واحد میں معدوم ہے یا بعض موجود اور بعض معدوم ہے تو بہی اجمال نہیں اور تعلق علم کا ساتھ معدوم کے لازم ہے

وقال بحر العلوم فی حاشیته علی الحاشیة الزاهدیة لشرح المواقف ان الوجود الاجمالی لیس بشیء لان فی

اور شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اوس پر جو حاشیہ بحر العلوم کا ہے اوس میں کہا اونہنے کہ وجود اجمالی باطل ہے کیونکہ

هذه المرتبة اما اتحد المعلومات کلها ویکون الوجود الواحد وجود الکل وهو باطل لان اتحاد الاثنین

اس مرتبہ اجمال میں یا جملہ معلومات متحد ہونگے اور سب کا ایک وجود ہو گا یہ باطل ہے شیخ نے شفا میں کہا کہ دو چیز ایک نہیں

محال لانهما بعد الاتحاد ان بقیا کما کانا فلا اتحاد او عدما او عدم احدهما وبقی الآخر فلا اتحاد ایضا

ہوسکتے ہیں کیونکہ وہ بعد اتحاد کے اگر ایسے ہیں جیسا کہ پہلے تہیں اتحاد نہیں واگر ہر دو معدوم یا ایک معدوم دوسرا باقی

کما قال الشیخ فی الشفاء او لم تتحد المعلومات بل هی موجودات متعددة ولکن عرض لها نوع من

تو بہی اتحاد نہیں یا اس مرتبہ میں جملہ معلومات متحد نہونگے موجودات متعددہ ہونگے مگر ایک نحو کی وحدت اونکو

الوحدة فلا اجمال او للمعلومات وجود لوجود لبعض وجوهه وهذا لیس وجود المعلومات حقیقة

عارض ہے تو بہی اجمال نہیں یا وجود ان معلومات کو بوجود بعض وجوہ کے تو یہ وجود معلومات کا حقیقت میں نہوا اور

ومن ههنا اتضح لک ان ما قال اصحاب العلم الاجمالی فی تبیانه بالتمثیلات کما قد قالوا هذا

وجود اجمالی والے اسکے تمثیلات چند بیان کرتے ہیں کبہی کہتے ہیں کہ یہ اجمال مانند حد و محدود کی ہے

الا جمال مثل الجد و المحدود وكما قال آخرون علمه تعالى بنفس ذاته منطو على سلسلة الممكنات انطواء النواة

اور کبھی کہتے کر علم خدا کا منطوی جملہ ممکنات کو جیسا کہ تخم منطوی ہوتا ہے شجر کو

على الشجر وكما قال بعض المحصلين مثل النظر الى علم الممكنات في علمه تعالى بنفس ذاته مثل ما يحصل دفعة عند

اور کبھی کہتے ہیں کہ علم ممکنات کا اوسکے علم بذاتہ میں منطوی ہے جیسا کہ وقت سوال سائل کے جواب یکبار گی ذہن میں آتی ہے پھر

سوال سائل من جواب المسئلة ثم يفصله العقل تفصيلا شيئا فشيئا لا يخفى من الحق شيئا فان الكلام في ان

عقل اوسکی اندر کے اور کے تفصیل کرتی ہیں یہ سب تمثیلات واہیات ہیں کیونکہ ہماری کلام اسمیں ہے کہ معلومات کو

المعلومات متميزة قبل وجودها فلا بد له من نحو ثبوت ولا ينفع في دفعه هذه التمثيلات انتهى كلامه

قبل اپنی وجود کے تمیز ہے پس ضرور ہے کہ قبل وجود کے کسی طرح کا ثبوت ہووے اور ہماری بیان سے یہ تمثیلات نافع دفع اشکال

والاولياء الكرام والعرفاء الفخام اصحاب الاذواق والاحوال المستمدين في الاحوال يقررون هذا الكلام

[illegible] رعلماء بھی اوسکو

[illegible] اهم وانا اذكر

[illegible] مسئلہ کی تقریر کی ہے

في هذا المقام ما قال الفاضل النحرير القمقام المحقق السهالي قدس سره في العروة الوثقى اعلم ان العرفاء

اوسکا ملخص میں بیان کرتا ہوں عرفا کہتے ہیں جب خدا تعالی بذات خود متجلی ہوا اور اوسنے اپنی ذات

قالوا لما تجلى الحق بذاته لذاته وشاهد فيها اسماءه وصفاته مجملة وليس المراد بالاسماء والصفات هي المسمى

میں تمام اسماء و صفات کو مجملا دیکھا یہ اسماء و صفات امور کلیہ و جزئیہ ہیں بلکہ جملہ ممکنات ہیں کہ جنکو عالم کہتے ہیں

والمسمون بل الامور الكلية والجزئية التي هي نفس العالم بل الممكنات بتمامها وذلك لانه تعالى منبعها

اور ممکنات کو اپنی ذات میں اسواسطے مشاہدہ کیا کہ وہ انکا منبع و منشا ہے مشاہدہ منبع کا موجب مشاہدہ اجمالیہ اوس

ومنشاؤها فمشاهدته لذاته توجب مشاهدة اجمالية لما له منبع اراد ان يشاهدها في حقيقة تكون له

چیز کو کہ جسکا وہ منبع ہے پس ارادہ کیا اوسنے کہ ان ممکنات کو ایک ایسے چیز میں دیکھے کہ مانند آئینہ کے ہووے پس ایک ذات

كالمرآة داخل حقيقته مرآة لجميع المراتب الامكانية العلوية والسفلية وهي المسماة بالحقيقة

ایسے پیدا کی کہ مرآۃ جملہ ممکنات علویہ و سفلیہ کی ہے کہ نام اوسکا حقیقت محمدیہ ہے یہ علم الہی میں

المحمدية وحقيقة هذا النوع الانساني في الحضرة العلمية ولكونها صورة جامعة للحقائق كلها تسمى

مسمی ہے حقیقت نوع انسانی کی سبب اور بسبب اسکے کہ یہ حقیقت جامع کل حقائق کی ہے اسکو انسان کبیر بھی کہتے ہیں

بالانسان الكبير ايضاً فوجدت حقائق العالم اجمالاً متضمناً بها في المرتبة الالهية الجامعة للاسماء فاوجد بهذه الاسماء

پس جو مرتبہ الٰہیہ جامع اسماء و صفات کا تھا اوسکے مانند یہ حقیقت جامع کل حقائق کی پیدا کی اسمیں جملہ ممکنات

في تلك الحضرة العلمية تفصيلاً ايضاً فصارت اعياناً ثابتة وهي مناط العلم التفصيلي له تعالى عندهم

بوجود ظلی تفصیلی موجود ہوئے کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہیں اور یہ اعیان ثابتہ قبل وجود عینی کے مناط علم تفصیلی خدا کا

قبل الوجود العيني لها بجميع الحقائق التي تضمنها الاعيان الثابتة في الحضرة الاحدية عين الذات

ہیں اور جمیع حقائق کہ متضمن ہیں اونکو اعیان ثابتہ حضرت احدیہ میں وہ عین ذات کے ہیں

ثم جعلها في العين مطابقاً للوجود العلمي بايجاد العقل الاول فيه المشار اليه بقوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق

پس موجود خارجی کیا اس حقیقت کو ساتھ ایجاد عقل اول کے اسی طرف اشارہ ہے قول اوس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے

الله نوري وايجاد غيره من الموجودات التي تضمنها العقل الاول ثانياً وهذا المذكور للحق تعالى بمنزلة

پہلا خدا نے میرا نور پیدا کیا اور جو موجودات کہ عقل اول نے متضمن ہیں وہ دوسری مرتبہ میں موجود ہوئی اور یہ انسان مانند

انسان العين من العين الذي يكون به النظر وهو المعبر عنه بالبصر ولهذا سمي انساناً فانه به نظر الحق

پتلی آنکھ کے ہے کہ جس سے کوئی چیز دیکھی جاوے اور انسان کے معنی لغت میں پتلی آنکھ کے ہیں اسی واسطے آدم کو انسان کہا کیونکہ اسی سے

تعالى الى خلقه فرحمهم باعطاء الوجود العلمي وهو ازلي في عينه الثابتة ازلية وباعطاء الوجود العيني الروحاني

خدا نے اپنی خلق کو دیکھا وہ آدم حضرت خاتم الانبیاء ہے پس اپنی رحم سے اون ممکنات کو وجود علمی ازلی دیا کہ جو اعیان ثابتہ ہیں اور

لانه متعال عن الزمان واحكامه وازلية الاعيان الثابتة والارواح المجردة بدوام عليتها بخلاف

وجود خارجی روحانی دیا کہ جو بلند ہے زمان وغیرہ سے اور اعیان ثابتہ وارواح مجردہ کی ازلیت بجہت دوام اونکی علت کے ہے اور

ازلية المبدع لها فانها بعدم الافتقار ولهذه الحقيقة الانسانية الجامعة مظاهر في جميع العوالم

ازلیت خدا کی بخلاف اوسکے بمعنی عدم افتقار کے ہے اور اس حقیقت محمدیہ انسانیہ کے جملہ عوالم میں مظہر ہیں مظہر

فالمظهر الاول لها في عالم الجبروت وهو المسمى بالروح الكلي وهو اللوح المحفوظ وهو بالوجود العلمي

اول اوسکا جو عالم جبروت میں ہے اوسکو روح کلی ولوح محفوظ کہتے ہیں وہ بوجود علمی

مرآة علمه تعالى وبالوجود العيني هو المسمى بالعقل الاول وفي عالم الملكوت وهو النفس الكلية التي تولد

آئینہ علم خدا کا ہے اور بوجود عینی اوسکا نام عقل اول ہے اور مظہر اوسکا جو عالم ملکوت میں ہے وہ نفس کلی ہے کہ

منها النفوس الجزئية وتسمى بالكتاب المبين وفي عالم الطبيعة وهو النفس المنطبعة وتسمى بكتاب

جس سے نفوس جزئیہ متولد ہوتے ہیں اوسکو کتاب مبین کہتے مظہر اوسکا عالم طبیعت میں نفوس منطبعہ ہیں کہ جنکو کتاب

المحو والاثبات وفي عالم الملكوت والناسوت هو آدم ابو البشر عليه الصلوة والسلام وهذه خلاصة كلماتهم

محو و اثبات کہتے ہیں اور عالم ناسوت میں مظہر اوسکا حضرت آدم علیہ السلام و السلام ہیں یہہ خلاصہ عرفا کی کلمات طیبہ کا

الطيبة الدائرة على السنتهم الرطبة فاحفظ هذا المقام فانه يجديك في مواضع من مزال الاقدام وا

ہے اسکو حفظ رکھنا چاہیئے کہ اکثر مقام مشکل میں یہہ نفع دیتا ہے یہہ مسئلہ علم فعلی کا میں نے تہوڑا ذکر کیا ہے میں نے چاہا کہ طلبہ

وذكرت هذه المسئلة ههنا بقدر الكفاية ولم ارانى ان اودى الطلبة عن هذا المبحث بساهرة المسغبة

زمانہ کو اس مسئلہ سے میں ابہی بہوکا ہی دیکہوں اور اونکو لقمہ نہ دوں شرح سلم و شرح حکمۃ العین میں اس مبحث کو

والزيادة في شرحنا للسلم وشرحنا لحكمة العين فروع فيها سطوع منها ان العلم الفعلي له سبحانه

میں نے زیادہ بیان کیا ہے علم فعلی خدا تعالی کا سبب وجود اشیاء کا

وتعالى سبب وجود الاشياء الممكنة قال الشيخ الرئيس في التعليقات العلم في الاول الحق غير مستفاد

ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات میں کہا ہے علم فعلی خدا کا موجودات سے حاصل نہیں

من الموجودات فهو سبب الوجود الموجودات فلا يجوز عليه التغير وعلمنا مستفاد من خارج فيكون

بلکہ وہ سبب وجود موجودات کا ہے اوسمیں تغیر جائز نہیں اور علم ہمارا خارج سے حاصل ہے سبب

سببه وجود الشيء فاذا كنا لا ندرى الا الجزئيات المتغيرة وانها تبطل فيبطل علمنا بها والمثال

اوسکا شے غیر ہے پس نہیں ادراک کرتے ہیں مگر جزئیات متغیرہ کو اور یہہ باطل ہو جاتی پس علم ہمارا بہی

في كون علمه تعالى سببا لوجود الموجودات هو كما لو علم انسان صورة بناء فبنى على تلك الصورة بناء الماكن

جو ساتہہ اونکے تہا باطل ہوتا ہے اور وہ علم فعلی خدا کا جو سبب وجود موجودات کا ہے جیساکہ اولا تصور کری

علمه تعالى سببا لوجود الموجودات اعنى من دون آلة وارادة متجددة بل كانت المتجددات

صورت کسی چیز کے پہر موافق اس صورت کے بنا دی ہر گاہ علم خدا کا سبب وجود موجودات کا ہوا بلا آلہ و ارادہ نو حادث کے

تابعة لمعلوماته صح معنى قوله كن فيكون الحى هو الدراك الفعال ولما كان سببا لوجود الاشياء

بلکہ متجددات تابع اوسکے معلومات کے ہیں صحیح ہوئے معنے اوسکے قول کن کے ہو تو پس ہوا وہ زندہ وہ ہے جو دانا و کنندہ ہے

وكان عالما بذاته كان من حيث هو عالم فاعلا فكان من حيث هو عالم حيا اذ لا يحتاج الى شي

اور ہر گاہ وہ خدا سبب وجود اشیاء کا ہوا اور عالم بذاتہ وہ بحیثیت عالمیت کے فاعل ہے پس وہ بحیثیت علم کے زندہ ہے کیونکہ وہ محتاج

آخر به يفعل كما لو كان علمنا لا يكفي في ان نفعل شيئا المحتاج معه الى قوة اخرى بها الفعل بل كنا

طرف دوسری چیز کی کہ بہ سبب اوسکے فاعل ہوا گر ہمارا علم ہماری فاعلیت کو کافی ہو وے نہ محتاج ہوویں ہم طرف قوت دوسری کے

حیث عالمین فاعلین لکنا احتجنا من حیث نحن عالمین و قال فی النمط السابع من الاشارات الصور

تو حیثیت میں حکیم ہم بحیثیت عالمیت فاعل ہونا گو ہم محتاج ہیں عالمیت میں طرف اور قوت کے اور اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے صور

العقلیۃ قد یجوز بوجہ ان تستفاد من الصور الخارجیۃ مثل کما تستفید صورۃ السماء من السماء و قد یجوز

عقلیہ کبھی ایسے ہوتی ہیں کہ حاصل ہوتی ہیں صور خارجیہ سے جیسا کہ صورت آسمان کی آسمان سے معلوم ہوتی ہے اور کبھی صورۃ

ان تسبق الصورۃ اولا الی القوۃ العاقلۃ ثم تصیر بہا وجود من خارج مثل ما تعقل شکلا ثم تجعلہ موجودا

[illegible]

[illegible]

الممکن ہو علمہ تعالی بہ فما علم اللہ یکون موجود البتۃ و ما لم یعلم اللہ لا یکون موجودا قطعا بل لا یکون

کیا جانا وہ موجود ہے اور جسے اوسکو نہ جانا اوہ کبھی موجود نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ممکن بھی ہے کیونکہ ممکن وہ ہے کہ جو علم

ممکنا الا انہ لو کان ممکنا لوقع فی علم اللہ وجوده مع کونہ ممکنا ان لم یقع فی علم اللہ لزم نقصان علمہ تعالی

فعلی خدا میں واقع ہے پس اگر وہ با وجود امکان کے واقع علم فعلی خدا میں نہیں لازم آتا ہے کہ خدا تعالی کو جملہ ممکنات کا احاطہ

لعدم احاطتہ الممکنات کلہا و علمہ تعالی منزہ عن [illegible] فلا [illegible] و ہذا الاصل المستحصف مما قبلہ

علما اسنے پسند کیا

[illegible] فیہم خیرا لاسمعہم ان کل ما کان حاصلا

قول خدا تعالی کا اگر خدا اون میں خیر جانتا تب اونکو سماعت دیتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہے چیز

فانہ یجب ان یعلمہ اللہ تعالی فعدم علم اللہ بوجوده من لوازم عدمہ فلا جرم حسن التعبیر عن عدمہ

ممکن الحصول ہو اوسکا علم خدا کو ضرور ہے پس عدم علم خدا کا اوسکے وجود کو اوسکے لوازم عدم سے ہے خدا کو جب اوسکا علم نہ ہوا

فی نفسہ بعدم علم اللہ بوجوده و قال فی التفسیر قولہ تعالی قل اتنبؤن اللہ بما لا یعلم فی السموات و لا فی

تو وہ اوسکو ہرگز وجود نہیں اور قول خدا کا ای محمد کہدے کیا تم خبر دیتے ہو اللہ کو اوس چیز سے کہ جسکو خدا زمین

الارض و المراد من نفی علم اللہ تعالی بذلک تقریر نفیہ فی نفسہ و بیانہ انہ لو تعلق لہ البتۃ لانہ

و آسمان میں نہیں جانتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا مراد نفی علم خدا سے یہ ہے کہ اس چیز کے در حد ذات وجود نہیں

لو کان موجودا لکان فی علم اللہ و معلوما لہ و حیث لم یکن معلوما لہ تعالی لا یکون موجودا اصلا

یعنی اسکو وجود نہیں اگر اسکو وجود ممکن ہوتا خدا کے علم میں یہ چیز ضرور ہوتی جب علم خدا میں یہ چیز نہ ہوئی وجود اسکا ممکن نہ ہوا

انتہی کلامہ ومنہا انک قد علمت سابقا ان نفس الامر عبارۃ عن علم اللہ تعالی بما ہو واقع فی الازل التفصیلی

جسمیں ہوا کہ مراد اسکا اور جانا جاتا ہے کہ نفس الامر او سکو کہتے ہیں کہ جو علم تفصیلی ازلی خدا تعالی ہے جو واقع ہے یعنی اعیان ثابتہ

اعنی الاعیان الثابتۃ والصور الافلاطونیۃ القائمۃ بانفسہا او الصور المرتسمۃ فی ذاتہ تعالی علی رای الشیخ ابی نصر

و صور افلاطونیہ قائمہ بذات خود یا مرتسم ہوں ذات خدا میں جیسا کہ گمان کیا محمد بن محمد ابو نصر

محمد بن محمد ابی نصر الفارابی والشیخ ابو علی حسین بن عبد اللہ و العقل الاول و غیرہ من اللوح المحفوظ

فارابی اور شیخ ابو علی حسین بن عبد اللہ نے اور عقل اول و لوح محفوظ وغیرہ سب اوسکے مظاہر ہیں باعتبار

مظاہر لہ کما قد علمت انہا فنفس الامر حقیقۃ بالذات ہو الاعیان الثابتۃ التی ہی علم اللہ و للہ

مظاہر حقیقۃ ہیں نفس الامر یہ اعیان ثابتہ ہیں کہ جنکو مجازا علم الہی کہتے ہیں خدا برکت دے ارسطو کو

جو اوسنا دادل جملہ مشائین کا ہے وہ کہتا ہے علم خدا تعالی کا مانند ہے امر ہے کہ اوسکو صادق کہا جاوے

حکمہ علم خدا الاحق ہے کہ وہ عین واقع کا ہے تو مطابق واقع کے ہوا جو اکلام ارسطو کا اور محقق طوسی نے جب یہ گمان کیا کہ صور ممکنات

قبل ایجادہا کانت مرتسمۃ فی العقول فقال ان الواقع و نفس الامر ہو العقل الفعال فان صور جمیع

قبل ایجاد کے مرتسم نہیں عقول مجردہ میں کہا اوسنے کہ واقع اور نفس الامر عقل فعال ہے کہ صور جملہ ممکنات کی اوسمیں

الکائنات موجودۃ فیہ و احکام الموجودات و المعدومات باسرہا مرتسمۃ فیہ و قد اورد علیہ بوجوہ

موجود ہیں اور احکام موجودات و معدومات کے اوسمیں مرتسم ہیں اسپر چند وجوہ نقض وارد ہوئے ہیں

الاول ما قال العلامۃ القوشجی فی شرح التجرید بان کلو اتحاد من التبعۃ الاولیہ قولنا اجتماع النقیضین

یعنی اعتراض کیا اول یہ کہ یہ ایک یہ جانا ہے کہ قول ہمارا اجتماع نقیضین کا محال ہے سچ ہے محال ہونا اوسکا

محال صادق مع انہ لم یتصور العقل الفعال الجزء اذ ففیما عن النشاء او تحقق ارتسام صور الکمالات

تصور بھی شامل تمام کا نہیں کیا جید جزء نہ اوسکو تحقق و صور میں عقل فعال اور اسی قضیہ کے ارتسام کا

فیہ و الثانی الضمام قال الدولۃ انکلہ تحسب ان الحکم احدا بسببہ حکم حتی یعلم ان ما فی العقل

ہو دوسرا یہ کہ اگر عقل فعال نفس الامر ہو وے راہیت کہ کوئی شخص کسی قضیہ کو صحیح نہ کہنے جب تک نہ جانے

الفعال علی ای وجہ من السلب و الایجاب اللہم الا ان یقال ان ما فی العقل الفعال یدرکہ ہذا قضیہ

اگر یہ نفس عقل فعال میں ہو سے اسے البتہ یہ جواب صدیق اسکا ہے کہ جو عقل فعال میں ہو وہ ہو

البدیہۃ او البرہان شبہۃ ذلک ثم اجاب المحقق الدوانی فی الحاشیۃ القدیمۃ بان قولہ لان کل واحد

یا دلیل سے ثابت ہے اس وجہ وہ جانا گیا محقق دوانی نے حاشیہ قدیمہ میں اسی اعتراض کا جواب دیا کہ قول ہر ایک

من العقلاء الخ ہذا الکلام من قبیل ان یقال ان المشار الیہ باناجوہر مجرد باطل لان کل واحد من العقلاء یشیر

ہر ایک یہہ جانتا ہے الخ یہہ کلام مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے کہ جسکو میں کہتے ہیں۔ اوسکا جوہر مجرد ہونا باطل ہے کیونکہ ہر دانا اشارہ

الیہ بانامع انہ لم یتصور الجوہر المجرد اصلا او یقال کون الزمان مقدار الحرکۃ الفلک باطل لان

کرتا ہے میں کہکر اور اوسنے تصور جوہر مجرد کا نہیں کیا یا مانند اسکے کوئی کہے کہ زمانہ مقدار حرکۃ فلک کا نہیں کیونکہ ہر ایک زمانہ

کل واحد یقسم الزمان الی اجزائہ مع عدم تصورہم مقدار حرکۃ الفلک الی غیر ذلک من النظائر

کو طرف اجزا کی تقسیم کرتا ہے حالانکہ اوسنے تصور مقدار حرکۃ فلک کا نہیں کیا اور نظائر اسکے بیشمار ہیں اور قول اوسکا

لایخفی شناعتہا وقولہ مع انہ لم یتصور اہ باطل لانہ تصور العقل الفعال بہذا الوجہ وہو انہ الواقع ونفس

حالانکہ اوسنے تصور عقل فعال نہیں کیا باطل ہے اسواسطے کہ جب اوسنے یہہ کہا کہ قول میرا مطابق واقع کی ہے

الامر ومطابق للصوادق وان لم یتصور بخصوصیۃ کونہ عقلا ومحلا لارتسام صور الکائنات ولم

تصور عقل فعال کا اس وجہ سے ہو گیا اگرچہ خصوصیۃ عقل کی وہ محل ارتسام صور کے نہ ہوا ہو اور دلیل سے یہہ نہیں

یدل البرہان علی ان المتصور بہذا الوجہ ہو العقل المتصف بتلک الصفات کما فی اثبات النفس وہ

ثابت ہوا کہ جو متصور باین وجہ مخصوص ہووے وہ عقل متصف باین صفات ہے جیسا کہ اثبات نفس وزمان

الزمان وغیرہا من المطالب الحکمیۃ انتہی کلامہ الثالث ان قولنا الباری تعالی موجود فی نفس الامر

وغیرہ مطالب حکمیہ میں مذکور ہے تمام ہوا کلام اوسکا سوم یہہ کہ قول ہمارا خدا تعالی موجود ہے نفس الامر میں

صادق مع انہ لیس بموجود فی العقل الفعال واجیب عنہ بان امتناع وجودہ تعالی بنفسہ فیہ لایوجب

سچ ہے حالانکہ وہ عقل فعال میں موجود نہیں اسکا جواب یہہ ہے کہ البتہ ذات خدا کی عقل فعال میں موجود نہیں مگر یہہ

ان لایکون ہذا العقد موجودا فیہ کیف وہو من عقائدنا الحاصلۃ فی اذہاننا فکذلک فی الاذہان العالیۃ

قضیہ کہ خدا موجود نفس الامر میں یہہ قضیہ ہمارے اذہان سافلہ میں موجود ہے اذہان عالیہ میں کیوں نہ موجود ہوگا

فتامل قال صاحب الافق المبین واما النسب العقدیۃ فی الاذہان العالیۃ التی ہی الانوار المفارقۃ

اور صاحب افق المبین نے کہا جو قضایا جوہر عقلیہ کے ذات میں موجود ہیں اون قضایا کا رتبہ صدق سے بلند تر ہے

والمراتب الشامخۃ المرتفعۃ عن افق الزمان فامرہا فی الصدق ارفع واعلی من ذلک کلہ فان علم الانوار

اسواسطے کہ علم انوار عقلیہ کا بلند ہے اس سے لہذا اوسکو صدق نہیں بلکہ وہ عین حق کا ہے اوسکو حق کہا جاتا ہے

التعقلية والمفارقات النورية اجل من ان يوصف بالصدق وانما هو قراح الحق بمعنى انه الواقع الذي

کیونکہ علم لوح کا عین واقع کا ہے کہ جسپر صدق قیاس کیا جاتا ہے اور صادق وہ ہے کہ جو مطابق واقع کے ہو مطابق بالکسر اور

يقاس الصدق والحق المطابق الواقع الذي هو الصادق والمتحقق انتهى كلامه والمطابق

مطابق بالفتح کو حق کہتے ہیں پس علم عقول حق ہے نہ صدق تمام ہوا کلام اوسکا و منجملہ جاننا چاہیے کہ جلیبی

شرح السلم ومنها ان القضاء هو الصور العلمية لجميع الممكنات الموجودة بالوجود الظلي عنده تعالى

ممکنات کے قبل ایجاد کے جو صور علمیہ موجود ہوں ظلی ہیں اوکو قضا کہتے ہیں اور ممکنات کے وجود

قبل الوجود العيني والقدر هو الوجود العيني لتلك الصور العلمية قال الشيخ الرئيس في النمط السابع

خارجی کو قدر کہتے ہیں شیخ رئیس نے اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے کہ خدا تعالی جزئیات کو

من الاشارات فواجب الوجود يجب ان لا يكون علمه بالجزئيات علما زمانيا حتى يدخل فيه الآن

ایسا علم زمانی نہیں جانتا ہے کہ داخل ہو اوسکے علم میں زمانہ حال و ماضی و مستقبل کا تاکہ

والماضي والمستقبل فيعرض لصفة ذاته ان تتغير بل يجب ان يكون علمه بالجزئيات على الوجه

عارض ہو اوسکے صفت ذات کو تغیر بلکہ ضرور ہے کہ علم اوسکا جزئیات کو متعلق ہو وے زمان و دہر سے

المقدس العالي عن الزمان والدهر ويجب ان يكون عالما بكل شيء لان كل شيء لازم له بوسط او بغير

اور ضرور ہے کہ وہ عالم ہو ہر شے کا کیونکہ ہر شے معلول اوسکا ہے بواسطہ یا بلا واسطہ پہونچتی ہے

وسط يتأدى اليه بعينه قدره الذي هو تفصيل قضائه الاول تأديا واجبا اذ كان ما لا يجب لا يكون

ہر شے کو قدر اوسکی کہ ہر تفصیل اوسکے قضاء اول کی ہے پہونچنا ضروری اور جو چیز اوسکی قضا میں واجب

كما علمت انتهى كلامه قال المحقق الطوسي في شرح الاشارات تقرير هذا الكلام انه لما كان

نہیں وہ غیر ممکن ہے محقق طوسی نے شرح اشارات میں تقریر اس کلام کی یہہ کی ہے کہ جملہ ممکنات

جميع صور الموجودات الكلية والجزئية التي لا نهاية لها حاصلة من حيث هي معقولة في

کلیہ و جزئیہ کی صورتیں قبل ایجاد کے مبدا خدا تعالی کے عالم اعلی میں موجود تھیں اور ان صورتوں میں اکثر

العالم بابداع الاول الواجب لها وكان ايجادها بتعلق منها بالمادة في المادة علی

صور مادیات کی کہ ایجاد [illegible] بغیر تعلق کے ممکن نہ ہو وہ دو صورت یکبار گی نہیں قبول کرسکتا صور کثیرہ

سبيل الابداع مستحيلا اذ هي غير متناهية لقبول صورتين معا فضلا عن تلك الكثيرة

کو یکبار گی قبول کرے اور تغیر الہی نے چاہا کہ اس مادہ کا ایجاد ان صور کے [illegible] اسمان

قوله قال المحقق الطوسي وقال الامام الرازي في شرح الاشارات واما لفظ القضاء والقدر فمعنى القضاء [illegible] لان القضاء هو الحكم الاول [illegible] المعلول الاول [illegible] عليه [illegible] المعلولات الذي يترتب [illegible] واما القدر فهو [illegible] المعلول [illegible] لذلك واما القضاء [illegible] الصادرة عنه طولا وعرضا [illegible] الى المعلول الاول [illegible] التفصيل الجزئي كلامه [illegible] وهو القدر انتهى كلامه

وکان الجود الالٰہی مقتضیاً لتکمیل المادة بابداع تلک الصور فیہا واخراج ما فیہا بالقوة من قبول

اور اخراج ان صور کا قوة سے طرف فعل کی اس مادہ میں پس اوسنے حکمة سے زمانہ غیر متناہی پیدا کیا کہ بیچ

تلک الصور الی الفعل قدر بلطیف حکمتہ زماناً غیر منقطع فی الطرفین یخرج فیہ تلک الامور من القوة

صور غیر متناہیہ زمانہ غیر متناہی میں قوة سے طرف فعل کی ایک کے بعد دوسری اور مادہ ان صورت

الی الفعل واحداً بعد واحد فیصیر الصور فی جمیع ذلک الزمان موجودة فی موادہا والمادة کاملة

کامل ہووے جب یہ مقرر ہوا اب جانا چاہیے کہ جملہ موجودات کا عالم عقلی میں مجملاً

بہا واذا تقرر ذلک فاعلم ان القضاء عبارة عن وجود جمیع الموجودات فی العالم العقلی مجتمعة

بر سبیل ابداع موجود ہونا اسکا نام قضا ہے اور ان موجودات کا اپنے مادہ خارجی

ومجملة علی سبیل الابداع والقدر عبارة عن وجودہا فی موادہا الخارجیة مفصلة واحداً بعد واحد

بتفصیل و ترتیب موجود ہونا اوسکا نام قدر ہے خدا تعالی نے قرآن مجید

کما جاء فی التنزیل فی قولہ عز من قائل وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر

میں فرمایا ہر شے کے ہمارے پاس خزانے ہیں بقدر معلوم ہم اوسکو موجود خارج میں کرتے

معلوم والجواہر العقلیة وما معہا موجودة فی القضاء والقدر مرة واحدة والجسمانیات وما

ہیں اور جواہر عقلیہ اور جو اونکے ساتھ ہے وہ قضا و قدر میں یکبارگی موجود ہوے اور جسمانیات قضاء

معہا موجودة فیہا مرتین انتہی کلامہ وقال ہذا الشیخ الرئیس فی الفن الثالث من طبیعیات

میں جدا اور قدر میں جدا موجود ہوئی تمام ہوا کلام محقق کا اور شیخ رئیس نے طبیعیات شفاء کے تیسرے فن میں کہا ہے

الشفاء ان جمیع الاحوال الارضیة منوط بالحرکات السماویة حتی الاختیارات والارادات

کہ جملہ احوال ارضیہ کا منوط حتی کہ اختیارات، و ارادات کا حرکات سماویہ سے کیونکہ اختیارات و ارادات

فانہا لا محالة امور تحدث بعد ما لم تکن ولکل حادث بعد ما لم یکن علة وسبب حادث

ہمارے حادث ہیں اور ہر حادث کے واسطے علة و سبب ضرور ہے اور یہ علة و سبب منتہی ہوتا ہے

وینتہی ذلک الی الحرکة ومن الحرکات الی الحرکة المستدیرة فقد فرغ من ایضاح ہذا

طرف حرکة کی اور چند حرکات منتہی ہوتے ہیں طرف حرکة مستدیرہ فلک کی پس اختیارات ہمارے

فاختیارنا انما یتبع الحرکات السماویة والسکونات الارضیة المتوافقة علی النظام المتسق

تابع حرکات سماویہ و سکونات ارضیہ کے ہیں کہ ملے ہوئے ہیں ساتھ نظام متسق کے اور سبب ہیں ہمارے

تكون دواعي الى القصد وبواعث عليه وهذا هو القدر الذى اوجبه القضاء والقضاء هو العقل الالهى الواحد

قصد کے اسکو قدر کہتے ہیں کہ جسکو واجب کیا ہے قضا نے اور قضا ایک عقل خدا کا کہ جو غالب ہے سب پر اور جس سے جملہ مقدرات

المستعلى على الكل الذى منه تنبعث المقدرات وقال الشيخ فى الفصل الاول من المقالة العاشرة من الهيات

ظہور میں آتے ہیں اور کہا اس شیخ نے الہیات شفا کے دسویں مقالہ کے پہلے فصل میں مبادی جملہ مستفیہ کے

الشفاء ان مبادى جميع هذه الامور تنتهى الى الطبيعة والارادة والاتفاق والطبيعة مبدؤها من هناك

منتہی ہیں طرف طبیعۃ اور ارادہ اور اتفاق کے اور طبیعة اسی جگہہ سے ہے اور ارادات ہمارے حادث

والارادات التى لنا كائنة بعد ما لم تكن وكل كائن بعد ما لم يكن فله علة فكل ارادة فلها علة وعلة

ہیں بعد عدم اور جو حادث بعد عدم کے ہے اسکے واسطے علت ہے پس ارادہ کے واسطے علت ہے اور علت

تلك الارادة ليست ارادة متسلسلة الى غير النهاية بل امور تعرض من خارج ارضية وسماوية

ارادہ ... نہیں ہے ... ارادہ ... طرف غیر نہایت کی بلکہ امور ... خارج سے ... ارضیہ و سماویہ ...

والارضية تنتهى الى السماوية واجتماع ذلك كله يوجب وجود الارادة واما الاتفاق فهو حادث من

ہیں امور ارضیہ کی علۃ امور سماویہ ہیں اور انکا اجتماع موجب ہمارے ارادہ کا ہے اور امور اتفاقیہ الخ مصادمات سے حادث

مصادمات هذه فاذا احللت الامور كلها استندت الى مبادى ايجابها منزل من عند الله

ہوتے ہیں پس یہ امور جملہ مستند ہیں طرف انہیں مبادی ایجاب کے کہ جو نازل ہیں خدا کی طرف سے اور قضا اسکو

تعالى والقضاء من الله سبحانه وتعالى هو الوضع الاول البسيط والتقدير هو ما يتوجه اليه القضاء

کہتے ہیں کہ جو خدا نے اول قسمت ایک جیز مقرر ...

على التدريج كانه موجب اجتماعات من الامور البسيطة تنسب من حيث هى بسيطة الى القضاء

باموجب اجتماعات امور بسیط کا ہے ... طرف قضا الٰہی کہ وہ حکم خدا کا

والامر الالهى الاول ولو امكن انسانا من الناس ان يعرف الحوادث فى الارض والسماء جميعا

اول ہے اگر امکان انسان کو کوئی ایسا ہو کہ جملہ حوادث ارضیہ و سماویہ اور او سکے طبایع کو جانے

وطبايعها لفهم كيفية جميع ما يحدث فى المستقبل انتهى كلامه وقال المعلم الثانى للمشائين

وہ کیفیت جملہ حوادث مستقبل کے جانتا تمام ہوا کلام بو علی سینا کا اور ابو نصر فارابی کہ جو معلم ثانی مشائین کا ہے

ابو نصر الفارابى فى الفصوص لحظت الاحدية فكانت قدرة فلحظت القدرة فلزم العلم

فصوص میں کہتا ہے خدا نے اپنی احدیۃ کو لحاظ کیا قدرۃ نظر ای جسید قدرۃ کو لحاظ کیا صدور اشیاء حکمتہ کی

الثانی المشتمل علی الکثرة وہناک افق عالم الربوبیة یلیہا عالم الامر وفیہ یجری بہ القلم علی اللوح فینکشف

جسمیں موجود ہوئی یہہ علم ثانی ہے اور یہہ افق عالم ربوبیت کا ہے بعد اسکے عالم موجودات کا ہے عقل اول نے نفس کلی میں علوم دیئے

الوحدة حیث تغشی السدرة ما یغشی ویلقی الروح والکلمة وہناک افق عالم الامر یلیہا العرش

پس وحدة میں کثرت ہوگئی جیسا کہ چاہا اور عقل و نفس ملے یہہ افق عالم موجودات کا ہے بعد اسکے عرش و کرسی و آسمان وغیرہ

والکرسی والسموات وما فیہا کل یسبح بحمدہ ثم یدور علی المبدأ وہناک عالم الخلق یلتفت منہ الی عالم الامر

ہیں سب اوسکی حمد و ثنا کرتے ہیں پس دور ہوتا ہے اوپر مبدأ کے اور یہہ عالم جسمانی ہے اسمیں سے طرف عالم امر

لا تونہ کل فرد و لا تظن ان القلم آلة جمادیة واللوح بسیط مسطح والکتابة نقش مرقوم بل القلم

کی التفات ہوتا ہے اور کوئی ہرگز یہہ گمان نہ کرے کہ قلم آلہ جوبی ہے یا لوح چوب مسطح ہے یا کتابة کا معنا نقوش کا ہے بلکہ

ملک روحانی واللوح ملک روحانی والکتابة تصویر الحقائق فالقلم یلقی ما فی الامر من المعانی و

قلم فرشتہ ہے کہ جسکو عقل اول کہتے ہیں اور لوح نفس کلی فلکی ہے اور کتابة سے مراد بتوجہ علم کا دینا ہے پس خدا کی طرف سے جو علم

یستودعہ اللوح بالکتابة الروحانیة فینبعث القضاء من القلم والقدر من اللوح اما القضاء فیشتمل

ہوتا ہے اوسکو قلم لیکر لوح کو اپنی توجہ خاص سے دیدیتا ہے پس قضا قلم و عقل اول کیطرف سے ہے اور قدر نفس کلی کی طرف

علی مضمون امرہ الواحد وما امرنا الا واحدة والقدر یشتمل علی مضمون التنزیل وما ننزلہ الا بقدر معلوم ومنہا

جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں مضمون قضا کا امر واحد مجمل ہے اور مضمون قدر کا تفصیل ہے عقول عالیہ سے علم آتا ہے طرف

یسبح الی الملائکة التی فی السموات ثم یفیض الی الملائکة التی فی الارضین ثم یحصل القدر المقدر

عقول سماویہ کی پس طرف عقول ارضیہ کی پس حاصل ہوتی ہے قدر مقدر وجود میں یہی مراد ہے جو خدا تعالی نے کہا ہے اور

فی الوجود وکان امر اللہ قدرا مقدورا انتہی کلامہ قال شارح المواقف ان قضاء اللہ عند الاشاعرة

خدا کا ایک قدر اندازہ کیا گیا تمام ہوا کلام شیخ ابو نصر فارابی کا سید شریف نے شرح مواقف میں کہا قضاء الہی اشاعرہ کے

ہو ارادتہ الازلیة المتعلقة بالاشیاء علی ما ہی علیہ فیما لا یزال وقدرہ ایجادہ ایاہا علی قدر مخصوص

نزدیک ارادہ ازلی خدا کا ہے متعلق ساتھ اشیاء کے جیسا کہ ہیں یہہ اس عالم میں اور قدر الہی موجود کرنا خدا کا ہے

وتقدیر معین فی ذواتہا واحوالہا والمعتزلة تنکر من القضاء والقدر فی الافعال الاختیاریة الصادرة

اشیاء کو بر قدر معین و احوال مخصوصہ کے اور معتزلہ یہہ کہتے ہیں کہ جو بندہ کے افعال اختیاریہ ہیں انکی قضا و قدر کا

عن العباد ویثبتون علمہ تعالی بہذہ الافعال ولا یسندون وجودہا الی ذلک العلم بل الی اختیار

جسکو علاقہ نہیں خدا کو انکے افعال کا علم ہے مگر ان افعال کی اسناد اوسکیطرف نہیں ہے بلکہ اسناد افعال عباد کی طرف

العباد وقدرتہم انتہی کلامہ ومنہا ان اللہ سبحانہ عالم بالکلیات والجزئیات مجردۃ کانت اومادیۃ

قدرۃ واختیار عباد کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور جانا چاہیئے کہ خداتعالی عالم کلیات وجزئیات کا ہے خواہ مادیہ ہوں خواہ مجردہ

وقد وقع فی کلام الحکماء انہ تعالی یعلم الجزئیات لا علی الوجہ الجزئی بل علی الوجہ الکلی قال الشیخ فی الاشارات

اور کلام حکما میں واقع ہے کہ خداتعالی جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے نہ بوجہ جزئی شیخ رئیس نے اشارات میں کہا ہے

واجب الوجود یجب ان لا یکون علمہ بالجزئیات علما زمانیا حتی یدخل فیہ الآن والماضی والمستقبل

ضرور ہے کہ خداتعالی جانے جزئیات کو بایں وجہ کہ علم اوسکا انکو زمانی نہووے تاکہ داخل ہوا اوسمیں حال وماضی ومستقبل

فیعرض لصفۃ ذاتہ ان یتغیر بل یجب ان یکون علمہ بالجزئیات علی الوجہ المقدس العالی عن الزمان

اور عارض ہوا اوسکی صفۃ ذات کو تغیر بلکہ علم اوسکا جزئیات کو بلند تر ہے زمان و دہر سے یعنی بعلم زمانی اونکو نہیں جانتا

والدہر قال المحقق الطوسی فی شرحہ ان ہذا الحکم یوہم منافضۃ للقول بان الکل معلول للواجب لکونہ

محقق طوسی نے اسکی شرح میں کہا کہ یہ حکم مناقض اوسکے کہ جو کہا او نہوں نے کل ممکنات معلول خدا کے ہیں کہ وہ

العالم بذاتہ والعلم بالعلۃ یوجب العلم بالمعلول فذکر دفعا لہذا الوہم انہ یجب ان یکون علمہ بالجزئیات

عالم اپنی ذات کا ہے اور علم علۃ کا مستلزم علم معلول کو ہے پس اسکے دفع میں کہا او نہوں نے کہ علم اوسکا جزئیات کو بوجہ

علی الوجہ الکلی الذی لا یتغیر بتغیر الازمنۃ والاحوال واعلم ان ہذہ السیاقۃ تشبہ سیاقۃ الفقہاء فی

کلی ہے کہ جو متغیر نہیں ہے بتغیر ازمنہ واحوال کے اور یہ طریقہ مشابہ طریقہ فقہا کے ہے کہ خاص کرتے ہیں بعض

احکام عامہ کو جبکہ اونپر اعتراض وارد ہوتا ہے اور یہ اسواسطے کہ قول اونکا علۃ کا جاننا مستلزم ہے علم معلول

التغییر بالمعلول ان لم یکن کلیا لم یمکن ان یحکم باحاطۃ الواجب بالکل وان کان کلیا وکان الجزئی

کو اگر کلی نہووے نہیں ہم کہہ سکتے کہ خدا سب کو جانتا ہے واگر کلی ہووے تو ضرور ہے کہ وہ جزئی متغیر کو بھی جانے

المتغیر من جملۃ معلولاتہ اوجب ذلک الحکم ان یکون عالما بہ لا محالۃ فالقول بانہ لا یجوز ان یکون

کیونکہ وہ بھی معلول خداتعالی کا ہے پس یہ کہنا کہ وہ عالم جزئی متغیر کا نہیں تاکہ اوسکو تغیر نہ عارض ہووے

عالما بہ لامتناع کون الواجب موضوعا للتغیر تخصیص لذلک الحکم الکلی بحکم آخر عارضہ فی بعض

یہ تخصیص قول کلی کی ہے جب دوسرا قول اوسکے معارض ہوا اور ایسی تخصیص طریقہ فقہا کا ہے

الصور وہذا دأب الفقہاء ومن یجری مجریہم ولا یجوز ان یقع مثل ذلک فی المباحث العقلیۃ

مباحث عقلیہ میں ایسی تخصیص ہرگز جائز نہیں ہے بہ سبب تعارض احکام کے

لامتناع تعارض الاحكام فيها فالصواب ان يوخذ بيان هذا المطلب من ماخذ آخر وهو ان يقال العلم

درست اسی مطلب کا بیان اور وجہ ہے تب بعد قول اونکا کہ خدا جزئیات متغیرہ کو بوجہ کلی جانتا ہے

بالعلة يوجب العلم بالمعلول ولا يوجب الاحساس وادراك الجزئيات المتغيرة من حيث هي متغيرة لا يكون

اوسکا یہ معنی ہے کہ البتہ علم علت کا مستلزم علم معلول کو ہے مگر مستلزم احساس معلوم کو نہیں اور علم جزئیات

الا بالآلات الجسمانية كالحواس وما يجري مجريها والمدرك بهذه الآلات الادراك يكون موضوعا للتغير لا محالة

متغیرہ کا بالات جسمانیہ ہوتا ہے اور علم بحواس موضوع تغیر کا ہے اور علم جزئیات کا بوجہ کلی عقل سے ہوتا ہے نہ احساس سے

واما ادراكها على الوجه الكلي فلا يكون الا بالعقل والمدرك بهذا الادراك يمكن ان لا يكون موضوعا

اور واسطے علم عقلی موضوع تغیر کا ہونا نہیں پس خدا تعالی وملائکہ مجردہ حواس جسمانیہ سے پاک ہیں وہ جزئیات متغیرہ کو بجز ادا

للتغير فاذن الواجب الاول وكل ما لا يكون موضوعا للتغير بل كان موضوعا ممتنع الا ان يدرك الجزئيات

تعالى سبحانه لما كان مجردا محضا وبسيطا صرفا متقدسا عن المادة وعلائقها من الآلات الجسدانية

مجرد وبسیط سے مادہ اور الات جسمانیہ وحواس جسدانیہ سے بالکل پاک ہے - اور یہ ہے خدا کلیات کو

والجوارح الجسمانية وكان يعقل الكليات ايضا لا بالآلات بل بالعقل الصرف الذي هو مجرد وبسيط فهو

بہ تعقل جانتا ہے نہ باحساس وبالات جسمانیہ پس وہ خدا تعالی جیسا کہ کلیات کو بوجہ کلی جانتا ہے

سبحانه تعالى كما يعلم الكليات بالوجه الكلي اي لا بالآلات بل بنفس ذاته كذلك يعلم الجزئيات ايضا بنفس

یعنی آلات سے نہیں جانتا بلکہ کلیات بذات خود جانتا ہے ویسا ہی جزئیات کو بذات خود جانتا ہے بلا

ذاته المتعالية لا بالآلات وهذا المعنى توهم انه تعالى يعلم الجزئيات المادية على الوجه الكلي وتوهم

جسمانیہ نہیں جانتا ہے یہ معنے ہے اونکے قول کا کہ خدا جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے اور کبھی وہ کلی اوسکو

يعلم الجزئيات

ہی جانتا ہے یعنی نہ صورہ عقلیہ مدرک سے نزدیک حاضر ہو پس اب اونکے قول مذکور کا یہ معنے ہوگا کہ خدا جزئیات کو

بالصور العلمية الحاضرة عنده سبحانه وقال صاحب المحاكمات والحق الصريح الذي لا يشوبه شبهة

بسبب اونکی صور علمیہ کے جانتا ہے - اور صاحب محاکمات نے کہا کہ وہ کلام درست کہ جسمیں کچھ شبہ نہ ہو وہ یہ ہے

ان تعقل الجزئیات من حیث انہا متعلقۃ بزمان تعقل بوجہ جزئی متغیر ومن حیث انہا غیر متعلقۃ بزمان

کہ علم جزئیات کا باوجہ کہ یہہ جزئیات زمانیہ ہیں یہہ علم بوجہ جزئی ہے اور متغیر ہے وا ہوجہ کہ یہہ جزئیات زمانیہ نہیں

تعقل علی وجہ کلی لا یتغیر وقد بین الوجہ الذی لا یتعلق بالزمان بالوجوب عن اسبابہا فان

یہہ علم بوجہ کلی غیر متغیر ہے اور جو وجہ کہ متعلق بزمان نہیں وہ یہہ ہے کہ واجب ہونا ان جزئیات کا اپنی اسباب سے

من عقل الجزئیات من حیث تجب باسبابہا حصل عندہ صور الموجودات المترتبۃ ولا تتغیر

جسنے جزئیات کا واجب ہونا اپنے اسباب سے جانا اوسکو تمیز موجودات مرتبہ کی حاصل ہووین اب اکے تغیر سے علم اونکا متغیر

العلم بہا بتغیرہا فی احوالہا قطعا لان ہذا الوجہ لا یتعلق بالزمان ضرورۃ ان وجوب المعلول

نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہہ وجہ متعلق بزمان نہیں اسواسطے کہ وجوب معلول کا علۃ سے

عن العلۃ التامۃ لیس بزمانی اذ لا تعلق لہ بالزمان اصلا وتوضیح ذلک ان الممکن یتساوی

زمانی نہیں کیونکہ اوسکو تعلق ساتہہ زمانہ کے نہیں اور توضیح اسکی یہہ ہے کہ وجود و عدم ممکن کا بنظر اوسکے ذات کے

وجودہ وعدمہ بالنظر الی ذاتہ فاذا وجد اسباب وجودہ وجب وجودہ واذا وجد اسباب

برابر ہے جب کوئی سبب اوسکے وجود کا ہووے جب وجود ممکن کا واجب ہوگا اور جب کوئی سبب عدم ممکن کا ہووے

عدمہ امتنع وجودہ وکل عاقل مالم یعقل اسباب وجودہ وعدمہ یکون مترددا فی وجودہ وعدمہ

جب وجود اوسکا ممتنع ہوگا اور جو عاقل جب تک سبب اوسکے وجود و عدم کا نہ جانے اوسکے وجود و عدم میں متحیر رہیگا

واذا عرف اسباب وجودہ عرف انہ یجب ان یوجد واذا عرف اسباب عدمہ عرف انہ یمتنع

جب اوسنے اوسکے وجود کے سبب کو جانا یہہ جانا کہ اب اسکا وجود واجب ہے اور جب عدم کے سبب کو جانا معلوم ہوا کہ وجود

وجودہ واذا لم یکن عندہ امکان الوجود او امکان العدم واذا عرف اکثر اسباب وجودہ وغلب

اسکا ممتنع ہے بلا سبب اور اوسکے نزدیک امکان وجود یا عدم کا نہیں اور جب اکثر اسباب وجود کے معلوم ہوویں غالب ہوا ظن وجود

ذلک الظن بحسب کثرۃ الاسباب مثالہ ان وجدان الکنز لزید یمکن ان یکون ویمکن ان لا

ان اسباب سے مثال اسکی یہہ ہے کہ زید کو خزانہ کا پانا ممکن وغیر ممکن ہے جب یہہ جانا کہ وہ جاتا ہے طرف

یکون فاذا عرفنا ان زیدا یمشی الی ہذا وبینہ وعرفنا ان ما علی راس الکنز من الخشبۃ وغیرہا

کونہ کے اور جو لکڑی وغیرہ خزانہ کے سر پر ہے وہ حرکۃ زید سے ٹوٹ جاویگی

ینکسر بحرکۃ زید ولم یعرض لنا شک فی انہ یجد الکنز فقد علمنا وجوب وجدان الکنز بحسب

ہمکو یقین ہوگا کہ زید کو خزانہ مل جاویگا بمعرفت ان اسباب کے اور ایسا ہی حال منجم کا ہے

معرفة الاسباب فهكذا حال المنجم يحكم بالحوادث حين يعرف اسبابها ولم يعرف جميع اسبابها بل بعضها

کہ وہ بمعرفت اسباب کے حکم کو حوادث کا کرتا ہے جب کہ جملہ اسباب حوادث کے معلوم نہ کئے اور بسبب

لعرض له الغلط في بعض الاحكام والله تعالى لما كان محيطا بجميع اسباب كل ممكن فلا بد ان يكون

احکام میں خطا ہوگی اور خدا تعالیٰ جملہ ممکنات کے اسباب کو جانتا ہے جب ان کے اسباب کو اوسنے جانا اوسکے

محيطا بجميع الممكنات وبوجوب وجودها حين علم اسباب وجودها وبامتناع وجودها حين

وجوب وجود اور امتناع وجود کو بھی ... جب جانا پس خدا کا علم جزئیات بلا شک و تردد باحسن وجہ

علم اسباب عدمها فلا امكان للتردد في علم الله تعالى لانه منزه عن التردد والشك والله تعالى

معلوم ہوئی پس خدا تعالیٰ جملہ جزئیات کو بسبب انکے اسباب کے معہ اونکے ازمنہ و اوقات کے جانتا ہے نہ بایں وجہ کہ

يعلم جميع الحوادث الجزئية وازمنتها الواقعة هي فيها لا من حيث ان بعضها واقع الآن وبعضها

بعض انکا اب موجود ہے اور بعض زمانہ ماضی میں اور بعض استقبال میں ہوا ہے کہ جو

واقع في الزمان الماضي وبعضها في الزمان المستقبل فان العلم بالجزئيات من هذه الحيثيات

جزئیات کو بایں وجہ جانے کہ بعض حال میں اور بعض ماضی میں اور بعض استقبال میں یہ علم

يتغير بحسب تغير الماضي والمستقبل والحال بل يعلم علما متعاليا عن الدخول تحت الازمنة ثابتا

متغیر ہے بسبب تغیر ازمنہ کے بلکہ خدا کو جزئیات زمانیہ کا علم ہمیشہ ثابت ہے بلا تغیر اور بلا وجہ زمانی و علم الٰہی

ابد الدهر ومثاله ان المنجم اذا علم ان القمر يتحرك في كل يوم كذا والشمس تتحرك كذا في كل يوم كذا

نہیں جانتا مثال اسکی یہ ہے کہ منجم نے جب جانا کہ چاند ہر روز اتنا چلتا ہے اور سورج اتنا جانا اوسنے کہ انہیں مقارنہ

انه يحصل بينهما مقارنة او مقابلة حين وصولهما الى نقطة الحمل مثلا في وقت معين فهذا العلم

یا مقابلہ فلانی روز وقت پہونچنی سورج کے نقطہ حمل میں ہوگا اور یہ علم منجم کو ہمیشہ ثابت ہے قبل مقارنہ

ثابت له حال المقارنة وقبلها وبعدها واما اذا علم ان اليوم تحصل المقارنة فاذا مضى اليوم

اور وقت مقارنہ کے اور بعد مقارنہ کے مگر جب منجم جانا کہ امروز مقارنہ ہوسا بعد گذرنے امروز کے اگر ایسا جانے

فان علم كذلك كان جهلا والا لزم التغير والحاصل ان الموجودات من الازل الى الابد معلومة

تو اوسکا جہل ہے ورنہ تغیر لازم آوے حاصل یہ ہے کہ خداتعالیٰ کو جملہ ممکنات ازازل تا ابد مع ازمنہ اونکے معلوم

لله تعالى كل في وقته وليس في علمه كان وكائن وسيكون بل هي حاضرة عنده في اوقاتها

ہیں اور اوسکے علم میں ماضی و مستقبل و حاضر نہیں ہے یہہ ازمنہ متفاوتہ ممکنات کے علوم ہیں

ازلاً وابداً وما کان وکائن ویکون فھی بالنسبۃ الی علوم الممکنات انتہی کلامہ بعبارتہ فافہم واثبت

ازل تمام ہوا کلام صاحب محاکمات کا مع اوسکی عبارت کے یہ کلام گویا شرح ہے اوسکی کہ جو حکیم

وکلام المحاکم شرح لما قال المعلم الثانی ابونصر الفارابی ان واجب الوجود یجب ان یکون معلولاتہ

ابونصر فارابی نے کہا ہے کہ معلولات خدا تعالی کے ذات خدا سے متاخر بالزمان نہیں ہیں اوسنے جملہ

لا تتاخر عنہ بالزمان بل ہو خلق کل واحد من الاشخاص والاعراض مرۃ واحدۃ ویکون کلہا متمیزۃ

اشخاص واعراض کو دفعۃ واحدۃ پیدا کیا اور یہ ممکنات مع اپنے اعراض وصور کے اوسکے نزدیک متمیز ہیں

عندہ باعراضہا وصورہا فانا وانت متمیزان عندہ بصورنا واعراضنا وکذلک الخصوصیات الجزئیۃ کلہا

ہیں اور تو اوسکے نزدیک مع اپنی صور واعراض کے متمیز ہیں اور ایسا ہی جملہ خصوصیات جزئیہ اوسکے نزدیک متمیز

متمیزۃ عندہ بصورہا واعراضہا فانہ یعرف کل شیء علی ما ہو علیہ فی الوجود کلیا کان او جزئیا

اپنی صور واعراض کے متمیز ہیں پس ہر شے جیسی ہے ویسا ہی اوسکو جانتا ہے کلی ہو جزئی زمانی ہو یا سرمدی

سرمدیا کان او زمانیا فانہ یعرف الشیء بلوازمہ والزمان من اللوازم فانہ یعرف الاشیاء مع ازمنتہا

وہ ہر شے کو مع لوازم کے جانتا ہے اور زمانہ لوازم سے ہے پس وہ ہر شے کو مع اوسکے زمانہ کے جانتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا

انتہی کلامہ وقال الحکیم برقلس ان الباری تعالی عالم بالاشیاء کلہا اجناسہا وانواعہا واشخاصہا

حکیم برقلس نے کہا خدا سب کو جانتا ہے جنس ونوع وشخص کو اور حکیم اسکندر نے کہا

وقال الحکیم اسکندر المعظم ان الباری تعالی عالم بالاشیاء کلیاتہا وجزئیاتہا علی نسق واحد وہو

خدا تعالی کلیات وجزئیات کو ایک ہی طرح جانتا ہے وہ جانتا ہے جو گزرا اور جو ہوگا

عالم بما کان وبما یکون ولا یتغیر علمہ بتغیر المعلوم ولا یتکثر بتکثرہ ہذا کلامہ والاطناب فی مبسوطاتنا

مگر اوسکا علم بتغیر معلوم کے متغیر نہیں ہے اور نہ بتکثر معلوم کے متکثر ہے تمام ہوا کلام اوسکا

المقدمۃ الرابعۃ ان صدور الکذب منہ تعالی والقباحۃ مستحیل لیس لاحد من الحکماء

مقدمہ چوتھا یہ ہے کہ جملہ حکما وعلماء نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ خدا تعالی سے ہرگز ہرگز کذب نہیں صادر

والعلماء الکملاء الی خلافہ رکون وسبیل قال العلامۃ القوشجی فی شرح التجرید اتفق المسلمون

ہو سکتا ہے صدور کذب کا اوس سے محال ہے علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں کہا جملہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق

علی ان الکذب فی کلام اللہ تعالی محال واما المعتزلۃ فلوجہین الاول ان الکذب فی کلام اللہ

ہے کہ کذب کلام خدا میں محال ہے معتزلہ نے اسپر دو دلیل بیان کی ہیں اول یہ کہ کلام خدا کی اونکی نزدیک

تعالی الذی هو عندهم من قبیل الافعال دون الصفات فالکلام عندهم عبارة عن خلق الله الالفاظ

قبیل افعال سے ہے نہ صفات سے اور کلام انکے نزدیک یہ ہے کہ خدا پیدا کرے الفاظ دالہ کو

الدالة علی المعانی وهو سبحانه لا یفعل القبیح والکذب قبیح والثانی انه ینافی مصلحة العالم لانه

معانی پر اور خدا قبیح کو نہیں پیدا کرتا ہے کذب قبیح ہے اسکو بھی نہ پیدا کریگا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے

اذا جاز وقوع الکذب فی کلام الله تعالی ارتفع الوثوق بالثواب والعقاب ویما شرنا اخبر من احوال

کیونکہ جب کلام خدا میں وقوع کذب کا جائز ہوا اعتماد ثواب وعقاب کا اور جو خبر اوسنے اپنی کلام میں دی سب

الآخرة والاولی وفی ذلک فوات مصالحهم لا یخفی والاصلح عندهم واجب علی الله تعالی فما یجوز اخلاله

زائل ہوجاویگا جملہ مصالح فوت ہونگے اور امر اصلح خدا پر واجب ہے اوسکا مختل کرنا بسبب اظہار کذب

بالکذب واما الاشاعرة فبوجوه اولها ان الکذب نقص والنقص محال علی الله تعالی اجماعا وثانیها

جائز نہیں اور اہل سنت کے چند دلائل ہیں اول یہ کہ کذب نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اجماعا دوئم یہ کہ

انه لو جاز صدور الکذب الذی هو قبیح عنه سبحانه یلزم ان یکون اکمل منه فی وقت صدقنا و

کذب قبیح اگر اوس سے کذب صادر ہو تو ہم وقت صدور صدق کے اوس سے اور وقت صدور کذب کے اوس سے

...بالکذب لکان کذبه قدیما

...سیا اوسکا قدیم ہوگا کیونکہ جو او

...لذلک الکذب والاخبار

اوسکی ذات میں قائم ہیں ہوسکتے پس لازم آتا ہے کہ صدق جو مقابل کذب کے ہے اوسپر ممتنع ہووے اور یہ ناممکن ہے

...کتب کلامیہ میں ہے اور حسب موافقت کیا ہے اتفاق ہے کہ خدا سے کذب صادر نہیں ہوتا ہے معتزلہ کے

الاول انه قبیح وهو لا یفعل القبیح الثانی انه منافات لمصلحة العالم والاصلح واجب علیه تعالی

نزدیک دو وجہ سے اول یہ کہ کذب قبیح ہے اور قبیح کو خدا نہیں کرتا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے اور اصلح

واما عندنا فثلاثة اوجه الاول ان الكذب نقص والنقص على الله محال اجماعا وايضا يلزم ان يكون

اور ہمارے نزدیک تین وجہ سے اول یہ کہ کذب نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اجماعاً و نیز لازم آتا ہے کہ افضل ہے باری

ذلك الكذب وهو محال فان اثبت قدمه امتنع عدمه واللازم باطل لانا نعلم بالضرورة ان

محال ہے کیونکہ قدیم معدوم نہیں ہوتا اور لازم باطل ہے کیونکہ ہمکو معلوم ہے کہ جو شخص ایک چیز کو جانے ممکن ہے

من علم شيئا امكن له ان يخبر عنه على ما هو عليه الثالث خبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بكونه

کہ اوس سے خبر سچ دیوے سوئم یہہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جو کلام خدا ہے

اتو لو حیا کے نیچر رابع میں کہا ہے اس عالم کے اوپر آسمان و زمین و دریا

ارض وبحر وحيوان ونبات وناس سماويون وكل من في هذا العالم سماوي وليس هناك

و حیوان و نبات ہیں وہ سب سماوی ہیں اور جو اوس عالم میں ہے وہ سب سماوی ہے وہاں

شيء ارضي البتة وقال في التيمر الثامن ان هذا العالم الحسي كله انما هو مثال وصنم لذلك العالم

چیز ارضی نہیں ہے اور نیمر ہشتم میں کہا ہے یہہ عالم حسی بت و تصویر ہے اوس عالم مثال کی پس جب عالم

وان كان هذا العالم حيا فبالحري ان يكون ذلك العالم الاول حيا وان كان هذا العالم تاما كاملا

حسی زندہ ہوا وہ عالم مثال زیادہ اس سے زندہ ہوگا اور جب عالم حسی کامل ہوا وہ عالم اکمل اس سے ہوگا کیونکہ وہ عالم اس عالم

فبالحری ان یکون ذلک العالم اتم واکمل لانہ ہو المفیض علی ہذا العالم الحیوۃ والقوۃ والکمال والدوام

فیض دیتا ہے ـ حیوۃ ـ و قوۃ ـ و کمال ـ و دوام کا جب عالم اعلی یعنے

فاذا کان العالم الاعلی تاما فی غایۃ التمام فلا محالۃ ان ہناک الاشیاء کلہا التی ہہنا الا انہا فیہ بنوع

عالم مثال کامل واکمل ہوا پس ضرور ہے کہ جو اشیا اس عالم میں ہیں وہاں بھی ضرور ہوویں مگر اعلی

اعلی واشرف فثم سماء ذات حیوۃ وفیہا کواکب مثل ہذہ الکواکب التی فی ہذہ السماء غیر انہا انور

واشرف ہونگی یہاں سے پس اوس عالم میں اسمان زندہ ہے اور اوسمیں ستارے مانند اس اسمان کی ستاروں کی ہیں مگر

واکمل ولیس بینہا افتراق کما یری ہہنا وذلک انہا لیست جسمانیۃ وہناک ارض کلہا عامرۃ وفیہا الحیوان

اوس اسمان کے ستارے زیادہ روشن ہیں اور اوس اسمان کے ستارے مانند اس اسمان کی کواکب کی متفرق نہیں ہیں کیونکہ

کلہا الطبیعۃ الارضیۃ التی ہہنا وفیہا نبات مغروس فی الحیوۃ وفیہا بحار وانہار جاریۃ جریا حیوانیا

وہ جسمانیہ نہیں ہیں اور اوس عالم میں زمین اباد ہے اور اوسمیں جملہ حیوان ہیں کہ جو زمین میں ہیں یہاں اور وہاں نبات

وفیہا الحیوان المائیۃ کلہا وہناک ہواء وفیہ حیوان ہوائیۃ والاشیاء التی ہناک کلہا حیۃ وکیف لا

بوئی گئی ہے زندگی میں اور وہاں دریا و نہریں جاری ہیں حیوۃ سے اور وہاں حیوان آبی ہیں اور وہاں ہوا اور حیوان ہوائیہ ہیں

تکون حیۃ وہی فی عالم الحیوۃ المحض لا یشوبہا الموت البتۃ وقال فی المیمر العاشر ان کل صورۃ طبیعیۃ فی

اور جو چیز وہاں ہے سب زندہ ہے کیونکہ وہ عالم حیوۃ صرف کا ہے وہاں موت بالکل نہیں اور میمر دہم میں کہا ہے جو صورت طبیعیہ

ہذا العالم ہی فی ذلک العالم الا انہا ہناک بنوع افضل واعلی وذلک انہا ہہنا متعلقۃ بالہیولی وہی

اس عالم حسیہ میں ہے وہ اوس عالم میں بھی ہے مگر وہاں اعلی وافضل اس سے کیونکہ عالم حسیہ میں صورت متعلق بہ ہیولی ہے

ہناک بلا ہیولی وکل صورۃ طبیعیۃ فہی صنم للصورۃ التی ہناک الشبیہۃ بہا فہناک سماء وارض وحیوان و

اور وہاں بلا ہیولی ہے اور جو صورۃ طبیعیۃ ہے یہہ تصویر وہاں کی صورت کی ہے مشابہہ اوسکے پس وہاں اسمان و زمین

ہواء وماء ونار فان ہناک ہذہ الصور فلا محالۃ ان ہناک نباتا ایضا انتہی کلامہ ملخصا وقال شارح المقاصد

اور حیوان و ہوا و پانی اور اگ ہے وہاں یہہ سب صورتیں ہیں پس وہاں اشجار بھی ہیں تمام ہوا کلام ارسطو کا ملخصا اور علامہ

ذہب المتألہون من الحکماء القدماء الی ان بین عالمی المحسوس والمعقول واسطۃ یسمی عالم المثال وفیہ

تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا حکماء قدماء متألہین کا مذہب یہہ ہے کہ درمیان عالم محسوس و مجرد کے ایک عالم مثال ہے

لکل موجود من المجردات والاجسام والاعراض حتی الحرکات والسکنات والاوضاع مثال قائم بذاتہ معلق

اور جملہ موجودات کی خواہ مجرد ہو خواہ مادی خواہ جسم یا عرض حتی کہ حرکۃ و سکون کی بھی اوسمیں صورت قائم بذاتہ ہے

لا فی مادة و تحن القطہر بمعونة مظہر کالمرأة والخیال اذ الماء والہواء و نحو ذلک ثم ینتقل من مظہر الی مظہر و

سی محل و مادہ میں قائم نہیں ہیہ صورت عالم مثالی کی بمدد مظہر کے جیسا کہ آئینہ و خیال سے ظاہر ہوتی ہے اور ایسا ہی آب و ہوا وغیرہ میں اور کبھی

قد یبطل کما اذا فسدت المرأة والخیال او زالت المقابلة او التخیل و بالجملة ہو عالم عظیم الفسحة غیر

ایک مظہر سے دوسری مظہر میں چلی جاتی ہے اور کبھی بفساد مظہر کے فاسد ہو جاتی ہے بہہ عالم مثالی نہایت وسیع عالم ہے اسکے عجائب

متناہیة لا تتناہی عجائبہ ولا تحصی مدنہ ومن جملة تلک المدن جابلقا و جابرصا وہما مدینتان

و بلاد بیشمار منجملہ اوسکے بلاد سے جابلقا و جابرصا ہیں ہر ایک کے ہزار ہزار دروازہ اوئمیں خلائق بیشمار ہیں اسی عالم مثال سے

عظیمتان لکل منہما الف باب لا یحصی ما فیہا من الخلائق و بہ یتظہر المجردات فی صور مختلفة

مجردات صورت بنا کے بصور مختلفہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر ہوتے ہیں یہہ حکما و قدما

بالحسن والقبح واللطافة والکثافة وغیر ذلک بحسب استعداد القابل و الفاعل و علیہ بنوا امر المعاد

معاد جسمانی اسیے عالم مثال سے ثابت کرتے ہیں حکم بدن مثالی کا مانند حکم بدن

الجسمانی فان البدن المثالی الذی یتصرف فیہ النفس حکمہ حکم البدن الحسی فجمیع ما یری فی المنام او

حسی کی ہے پس جو صور مقداریہ خواب میں یا بیداری میں یا مرض و غلبہ خوف

یتخیل فی الیقظة بل یشاہد فی الامراض و عند غلبة الخوف من الصور المقداریة التی لا تحقق لہا

میں نظر آتی ہیں وہ سب صور عالم مثال کی ہیں اور جو اولیاء اللہ سے غرائب و خوارق عادات ظاہر

فی عالم الحس کلہا من عالم المثال و کذا کثیر من الغرائب و خوارق العادات کما یحکی عن بعض الاولیاء

ہوتے ہیں وہ بیدان مثالی سے ہوتے ہیں جیسا کہ بعض ولی کی حکایت مشہور ہے کہ وہ ایام حج میں اپنے شہر

انہ مع اقامتہ ببلدتہ کان من حاضری المسجد الحرام فی ایام الحج و انہ ظہر من بعض جدران البیت

میں اور مکہ میں بھی تہا اور یا کوئی سلامت دیوار سے نکل گیا دروازہ گہر کا بند رہا یا کسی نے

او خرج من بیت مسدود الابواب و انہ احضر بعض الاشخاص او الثمار و غیر ذلک من مسافة

ہزاروں کوس سے ایک ساعت میں کوئی چیز حاضر کردی اور جو اس عالم مثال کے قائل ہیں

بعیدة فی زمان قریب الی غیر ذلک و القائلون بہذا العالم منہم من یدعی ثبوتہ بالمکاشفة و التجارب

وہ کہتے ہیں کہ ہمکو مکاشفہ سے یہہ عالم معلوم ہوا اور بعض اثبات اس عالم پر

الصحیحة و منہم من یحتج بان الیشاہد من [illegible]

یہہ دلیل لاتے ہیں کہ جو یہہ صور مشاہدہ ہوتی [illegible]

[illegible]

وهو ظاهر ولا من العالم العقلي لكونها ذوات بمقدار ولا مرتسمة في الاجزاء الدماغية لامتناع انطباع

ہیں اور نہ مجردات سے کیونکہ اس صور میں مقدار ہے مجرد بلا مقدار ہے اور یہ بھی جلوہ مرتسمہ میں اجزاء دماغیہ میں

الكبير في الصغير ولما كانت الدعوى عالية والشبهة واهية لم يلتفت اليها المحققون من الحكماء

کبیر کا صغیر میں ممتنع ہے مسئلہ عالی ہے شبہات اسپر واہیات ہیں ان شبہات پر اکابر حکماء و متکلمین نے

والمتكلمين انتهى كلامه مع حذف بعض كلماته وقال غياث الحكماء في شرح الهياكل قال الاقدمون

التفات نہیں کیا تمام ہوا کلام اوسکا مع بعض حذف عبارت کے اور غیاث الحکماء نے شرح میں کہا حکماء قدماء کہتے

في الوجود عالما مقداريا غير العالم الحسي يحذو حذو العالم الحسي من الافلاك والعناصر بجميع ما فيهما

ہیں کہ عالم وجود میں ایک عالم مثالی ہے غیر عالم حسی کا اوسمیں ہر ہے سمیں افلاک و کواکب و عناصر و مرکبات

من الكواكب والمركبات من المعادن والنبات والحيوان والانسان وهذا العالم على طبقات في كل

و معادن و نباتات و حیوان و انسان سب ہیں اور اس عالم میں چند طبقہ ہیں اور ہر طبقہ میں

طبقة منها انواع مما في عالمنا لكنها لا تتناهى ولكل من المعقول اشباح كثيرة على صور مختلفة تليق

بہت نوع ہیں جیسا کہ اس عالم میں مگر اوس عالم میں انواع و اشیاء غیر متناہی ہیں اور کل مجردات کی اوس

لظهوره فيه وقد يكون للاشباح الربانية مظاهر في هذا العالم اذا ظهرت فيها امكن ادراكها بالبصر كما

عالم میں اشباح بصور مختلفہ ہے حسب قابلیت کے ظہور ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا بھی اشباح و صورت ہے اس عالم

ادرك موسى بن عمران عليه السلام الباري عز وجل لما ظهر في الطور وغيره على ما هو مذكور في التوراة

میں اور اوسکے مظاہر ہیں جب وہ اس مظاہر مثالی میں ظاہر ہوتا ہے ادراک اوسکا بچشم حسی ممکن ہے

وكما ادرك سيدنا ونبينا صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه رضي الله عنهم جبرئيل عليه السلام في صورة

جیسا کہ دیکھا خدا تعالیٰ کو پیغمبر مثالی طور پر ظاہر ہوا موسیٰ سے پر اور جیسا کہ دیکھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اوسکے اصحاب

دحية الكلبي رضي الله عنه ويجوز ان يكون جميع عالم المثال مظاهر لنور الانوار ولغيره من الانوار

نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت دحیہ کلبی کے رضی اللہ عنہ اور جائز ہے کہ جملہ عالم مثال مظاہر ہووے خدا تعالیٰ کا

المجردة فيظهر على كل منها في صورة معينة في زمان معين بحسب استعداد القابل والفاعل فنور الانوار

اور عقول مجردہ کا ایک ان مجردات سے بوقت معین و بصورت مخصوصہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر

والعقول والنفوس الفلكية والانسانية المفارقة الكاملة ربما ظهر في صور مختلفة بالحسن والقبح واللطافة

ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ اور عقول مجردہ و نفوس فلکیہ و نفوس انسانیہ کاملہ مفارقہ بصورت مثالیہ مختلفہ

والكثافة الى غير ذلك من الصفات على حسب استعداد [illegible] التفسير

حسب استعداد قابل وفاعل کے گاہ گاہ ظاہر ہوتے [illegible]

المظہری من علماء الہند ثناء اللہ فی تفسیر قولہ تعالیٰ [illegible]

علماء سے مولوی ثناء اللہ رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں سورہ یوسف کی تفسیر میں کہتے ہیں عالم مثال میں سب چیزوں کی صورتیں ہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ

الكامل [illegible] الواجب [illegible] الكائنات [illegible] المجردات [illegible] الصور [illegible]

[illegible]

والحيوانات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النائم عما يسير الى ازالة اوهام الظاهرية [illegible]

منکشف ہو جاویگا پس کہتا ہوں [illegible]

والبليد الى السمع الى القلب رشيد المهتدى الى صراط مستقيم ان قول المولوى اسمعيل الجاحد عن سواء

و میری [illegible] کان [illegible] کہ [illegible] مولوی اسمعیل [illegible]

السبيل جبريل و محمد سے پیدا کر ڈالے شعر على ان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل محمد صلى الله عليه

ہے کہ جبرائیل اور محمد سے پیدا کر ڈالے یہ کلمہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ خدا کو قدرت ہے جب چاہے نظیر محمد صلے اللہ علیہ وسلم

وسلم متى شاء [illegible] ان [illegible]

[illegible]

[illegible] النبيين وخاتم [illegible]

محمد کسیکا باپ نہیں ہے مگر وہ پیغمبر خدا کا ہے [illegible]

تعالیٰ وكان الله بكل شئ عليما بعد قوله وخاتم النبيين ان الله عليم بالعلم الفعلى ان خاتم النبيين

اوسکا کہ خدا نے ہر شئے کو جانتا ہے بعد اوسکے قول کے کہ محمد خاتم الانبیاء ہے اسکا فائدہ یہہ ہے کہ خدا نے بعلم فعلی جانا ہے

هو محمد بن عبد الله فقط لا غير كما قال ارباب التفاسير من العلماء النحارير قال الامام الرازى

کہ خاتم الانبیاء فقط محمد بن عبد اللہ ہے جیسا کہ ارباب تفاسیر نے کہا ...... امام رازی نے اس آیت کے

في تفسير هذه الآية الشريفة قوله وكان الله بكل شيء عليما يعني ان علمه بكل شيء ومن جملة فيه انه خاتم النبيين

بعض بزرگ کہا قول اوسکا اور سے ہر شے کو جاننا اسکا یہ معنی ہے کہ علم اوسکو ہر شے کا ہے اس میں یہ بھی داخل ہے

ولا نبي بعده اصلا وهكذا قال صاحب التفسير المظهري رحمة الله عليه وانا اقول في تفسير هذا الكلام

کہ محمد خاتم الانبیا ہے اوسکے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں آوے گا اور یہی ... بھی کہا اور میں کہتا ہوں اس آیہ شریف کی تفسیر میں

ان كلمة كل ههنا للاستغراق والاحصاء والمضاف الى الشيء الذي هو المتصادق الموجود ويشمل

یہ کہتا ہوں کہ لفظ کل کا یہاں واسطے استغراق کے ہے اور مضاف ہے طرف شے کی کہ جو شامل ہے موجود وثابت کو پس معنی اس

الثابت فكان معنى هذا الكلام ان الله تعالى عالم بكل شيء من العالم العلوي والسفلي فما تحقق في

کلام کا یہ ہوا کہ خدا کل عالم علوی وسفلی میں ہر شے کو جانتا ہے اور ختم نبوة اور سیادت رسالة کا جملہ ممکنات سے سوائی محمد بن عبد الله

علمه الفعلي مادة احد من الموجودات ولا ذات من الممكنات ان يستحق ختم النبوة ويستعد سيادة

نہ سنی ہے کوئی نظیر اوسکے علم فعلی میں ثابت ہوا وہ خدا دانا ہے جسکو لائق جانتا ہے اوسیکو

الرسالة الا محمد بن عبد الله الهاشمي الله اعلم حيث يجعل رسالته فورد عليه ان نظير محمد صلعم لا

رتبہ بلند دیتا ہے ... مولوی اسمعیل کے قول پر یہہ اعتراض وارد ہوا کہ نظیر محمد صلی الله علیه وسلم

يتصور الا ان يكون متشابها تاما له في الملكات الروحانية والاوصاف العقلانية ومن جملة

متصور نہیں ہوسکتا اسواسطے نظیر اوسکا چاہیے کہ جملہ صفات روحانیہ میں اوسکے مشابہ ہووے ومنجملہ صفات

الملكات الروحانية كونه خاتم النبيين فلو وجد نظير نبينا لكان هو خاتم النبيين وكلما كان هو خاتم النبيين

روحانیہ محمد سے ختم نبوة بھی ہے اگر نظیر اوسکا موجود ہوگا تو خاتم الانبیا ہوگا اور جب نظیر اوسکا خاتم الانبیا

... رسول الله وخاتم النبيين كاذبا فينتج ان نظير نبينا

اور یہ گذر چکا ہے کہ صدور کذب کا خدا سے محال ہے اور

لو وجد لكان قوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين كاذبا وقد علمت ان الله سبحانه يمتنع

یہ محال وجود نظیر ہی سے لازم آیا اور جو چیز مستلزم محال ہو تو وہ محال ہے

ان يصدر عنه الكذب وهذا المحال انما نشأ من وجود نظير نبينا والمستلزم للمحال محال فوجود نظير

پس وجود نظیر خاتم الانبیاء کا محال ہے

نبينا محال قطعا وهذا الرجل يشعر ولفقهه بهذا فقوله ان نظير محمد صلعم داخل تحت القدرة الالهية

اور یہہ مولوی اسمعیل اس اعتراض سے آگاہ ہوا اوسنے دفع میں کہا اوسنے کہ نظیر محمد صلعم تحت قدرة خدا کے ہے

[illegible]

لا تحت صفة التكوين ليلزم وقوعه ووجوده الخارجي اقول فيه امّا اولاً فلانا قد علمناك بالبيان

تحت صفة تکوین کے داخل نہین تاکہ وقوع و وجود خارجی اوسکا لازم اوے مین اسپر اولا یہ اعتراض کرتا ہوں کہ ہم

الحكمي ونفثنا في اذنك الروعي ان صفاته تعالى عين ذاته كما اجمع عليه الحكماء والعرفاء والعلماء

اول شرح وبسط باقوال حکماء وعلماء بیان کر چکے ہین کہ صفات خداتعالی کے عین اوسکے ذات کے ہین زائد

المحققون الكملاء لا زائدة على ذاته تعالى فبناء على هذه الحجة القويمة والمحجة المستقيمة لا يعقل ان

اوسکی ذات پر نہین ہین پس جب صفات اوسکے عین ذات کی ہوئین اب صفة قدرت اوسکی صفة

سبحانه ان قدرته مغايرة عن تكوينه وتكوينه مباين عن قدرته واما ثانياً فلان العلماء الراسخين

تکوین سے ہرگز جدا نہین ہر دو صفة اوسکے عین ذات کی ہین دوم یہہ کہ ہم علما کملاء کی کلام سے

والفضلاء الراشدين من الرهط الذين قالوا بزيادة الصفات انكروا بكون التكوين مغايراً

ثابت کر چکے ہین کہ جو صفات زائد کے قائل ہین وہ تکوین کو ارادہ اور قدرۃ سے جدا نہین جانتے جو جدا

عن القدرة والارادة كما حققنا تحقيق سمعك في المقدمة الثانية فلا يصح هذا القول من هذا الرجل

جانتے ہین اونپر یہہ کملاء طعن کرتے ہین جیساکہ مشرحا بیان ہو چکا

العالم على مسلك العلماء الراسخين ومنهج الفضلاء المقتصدين واما ثالثاً فلانك قد علمت ان

سوم یہہ کہ تجھکو ہماری بیان سے واضح ہوگیا

خاتم النبيين في علم الله سبحانه ليس ما عدا محمد بن عبد الله الهاشمي وقد علمت ايضاً بما على

کہ علم فعلی والفعالی خداتعالے مین سوی محمد بن عبد اللہ ہاشمی کی کوئی غیر خاتم الانبیاء نہین ہے و نیز واضح ہوگیا

مسلك الحكماء والعرفاء والعلماء الكملاء ان قدرته تعالى هو عين علمه سبحانه قال الشيخ الرئيس

ہے تجھکو کہ علم خدا کا عین قدرت خدا کی ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات مین

في التعليقات والقدرة فيه تعالى علمه فلما لم يكن خاتم النبيين في علم الله سبحانه سوى محمد

کہا قدرۃ خداتعالی کی علم خداتعالی کا ہے پس ہرگاہ علم خدا مین خاتم الانبیاء سوی محمد بن عبد اللہ کے

بن عبد الله لم يكن في قدرته ايضاً خاتم النبيين سوى محمد بن عبد الله ونظيره لابد ان يكون

کوئی اور نہوا تو اوسکے قدرۃ مین خاتم الانبیاء سوای اوسکے اور نہوگا اور نظیر اوسکا ضرور ہے

خاتم النبيين والا لم يكن نظيره فلما لم يكن في علمه خاتم النبيين سوى محمد بن عبد الله صلى الله

کہ خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور جب نظیر اوسکے قدرت خداتعالی مین ہوا ممکن یہہ نظیر ہرگز نہوگا

تعالی او لا وکلاہما باطلان اما الاول فلانہ سبحانہ قد اخبر بقولہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ
یا مجہول ہر دو شق باطل ہین شق اول یون باطل ہے کہ خدا نے فرمایا کہ مردون سے کسیکا باپ نہین لاکن پیغمبر خدا کا اور خاتم الانبیا ہے
وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیما انہ لیس فی علمہ خاتم النبوۃ سوی محمد صلعم ونظیرہ انکان لکان
اور خدا ہر شی کو جانتا ہے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اوسکے علم مین سوی محمد کے کوئی اور خاتم النبوۃ نہین اور جو
ہو خاتم النبوۃ ایضا واما الثانی فلانہ یستلزم نقص علمہ تعالی مع انہ قد احاط بکل شیٔ علما نعم ان المستحیلات لیست
اور جو اوسکا نظیر ہو اوسکو خاتم الانبیا ہونا ضرور ہے ورنہ نظیر نہوگا شق دوم یون باطل ہے کہ اوس سے نقص علم خدا کا لازم آتا ہے اور خدا کو ہر شی کا
معلومۃ لہ سبحانہ بالاصالۃ وانکانت معلولۃ لہ سبحانہ لعلمہ بالاذہان السافلۃ التی فیہا المستحیلات بتصرف
علم ہے البتہ جو چیز محال ہے اوسکا علم خدا کو باصالۃ نہین ان مستحیلات کا اسطور پر علم ہے کہ یہ مستحیلات اذہان سافلہ مین مرتسم ہین تصرف لوہم سے اور
الوہم فانکان نظیر نبینا من ہذا القبیل فہو المدعی وعین المطلوب قال الفاضل المیبذی فی الفواتح
یہ اذہان خدا کو معلوم ہین اگر نظیر خاتم کو نبیا اسی قبیل ان محالات سے ہے ہمارا مدعی ہے فاضل میبذی نے فواتح مین کہا ہے شریک باری
ممتنعات مثل شریک باری واجتماع نقیضین صور ایشان در علم حق نیست واحاطہ علم حق بایشان باعتبار
واجتماع نقیضین جو ممتنعات ہین انکی صورت علم خدا مین نہین اوسکو انکا علم اسوجہ سے کہ یہ ممتنعات وہم مین
علم اوست بوہم وعقل کہ بجز توہم وفرض وجود ندارد قال الشیخ فی الشفاء المستحیل لا یحصل لہ صورۃ فی العقل
ہین اور وہ خدا وہم کو جانتا ہے انکا وجود وہمی وفرضی ہے شیخ رئیس نے شفا مین کہا امر محال کی صورت عقل مین نہین اور اجتماع
ولا یمکن ان یتصور شیٔ ہو اجتماع النقیضین بل تصور المستحیل انما یکون علی سبیل التشبیہ بان العقل بین
نقیضین متصور نہین ہو سکتا تصور مستحیل کا بر سبیل تشبیہ ہوتا ہے باینطور کہ درمیان سواد وحلاوت کے ایک
السواد والحلاوت امر ہو الاجتماع ثم یقول مثل ہذا الامر لا یمکن حصولہ بین السواد والبیاض انتہی وقال صاحب
امر متصور ہووے کہ وہ اجتماع ہے پھر کہا جاوے کہ حصول اسکا درمیان بیاض وسواد کے محال ہے تمام ہوا کلام اوسکا صاحب
السلم المحال من حیث ہو محال لیس لہ صورۃ فی العقل فہو معدوم ذہنا وخارجا واما سادسا فلان مثل نبینا الذی
سلم نے کہا محال کو بحیثیۃ محال کے صورۃ عقل مین نہین پس محال معدوم ہے ذہن وخارج مین اور ششم یہ کہ نظیر خاتم الانبیا کا جو قدرت
تحت قدرتہ تعالی فی زعمہ بل لہ خلاق من نحو الوجود او ہو لا موجود اصلا علی الثانی ثبت المدعی
خدا مین ہے آیا اوسکو کسی نحو کا وجود ہے یا لا موجود مطلق ہے بر تقدیر ثانی ہمارا مدعا ثابت ہے اور بر تقدیر اول یہ ہے کہ جملہ
وعلی الاول ان المحققین من الحکماء والعلماء حصروا الوجود فی العینی والذہنی العلمی وانتفاء الثانی ظاہر
اہل تحقیق نے وجود کو خارجی اور علمی وذہنی مین منحصر کیا ہے وجود علمی اوسکو نہین کیونکہ خدا تعالی نے خبر دی ہے

لانه تعالى اخبر بان خاتم النبيين محمد بن عبد الله فقط والاخبار عن الشيء فرع العلم بالشيء فلما وقع في علمه

کہ خاتم الانبیاء فقط محمد بن عبد اللہ ہے اور خبر ایک شے فرع علم کی ہے جب علم خدا میں یہ واقع ہوا کہ خاتم الانبیاء سوی

ان محمدا فقط خاتم النبيين اخبر حسب علمه بانه خاتم النبيين فقط فليس وجود مثله في علمه تعالى والوجود العيني

محمد صلعم کے کوئی نہیں اطلاع دی کہ وہ فقط خاتم الانبیاء ہے پس نظیر خاتم الانبیاء کا وجود علم خدا میں نہیں - اور وجود خارجی

لم يستلزم القرآن الوقوع فيلزم الاقرار بجميع القرآن وتوجبت الاشكالات الصعاب العسار واما سابعا فلانا

مستلزم وقوع کو ... ہم یہ کہ ہم اوسکے عدم

نستدل على عدم كونه ممكنا بان نظير نبينا لو كان ممكن الكان هو خاتم النبوة وكلما كان هو خاتم النبوة

امکان پر یوں دلیل لاتے ہیں کہ نظیر اوسکا اگر ممکن ہو تو خاتم النبوۃ ہوگا اور جب نظیر اوسکا خاتم النبوۃ ہوا قول خدا تعالی کا

لكان قول الله عز وجل ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين كذبا فينتج ان نظير نبينا لو كان

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہے ... کاذب ہوا اس شکل اول کا یہ نتیجہ ہے کہ نظیر خاتم کا اگر ممکن ہووے

ممكنا لكان قوله سبحانه ولكن رسول الله وخاتم النبيين كذبا والكذب محال عليه تعالى فهذا المحال انما لزم من

کلام خدا تعالی کا کہ محمد پیغمبر اور خاتم انبیاء ہے کاذب ہے اور کذب محال ہے خدا تعالی پر اور یہ محال فرض نظیر خاتم سے لازم

كون نظير نبينا ممكنا فالمستلزم للمحال محال فامكان نظير نبينا محال فان قلت ان الصغرى هكذا لو كان نظير

آیا ہے اور مستلزم محال کو محال پس نظیر خاتم الانبیاء کا محال ہے اگر کوئی کہے کہ صغری اس قیاس کا یہ ہے اگر نظیر خاتم الانبیاء

نبينا ممكنا لكان هو خاتم النبوة بالامكان لا بالفعل حتى يلزم المحال قلت بينا ان الصغرى هكذا فنقول لو كان

ممکن ہو تو وہ خاتم نبوۃ بالامکان ہوگا نہ بالفعل تا کہ محال لازم آوے جواب اسکا یہ ہے ہمنے مانا کہ صغری وہ ہے جو تونے کہا

لكان قوله سبحانه ولكن رسول الله وخاتم النبيين كاذبا بالامكان وقد علمت ان اتصافه تعالى بالكذب

بالامکان اور تحقیق معلوم ہو گیا کہ اتصاف خدا کا کذب بالامکان ممتنع جب اتصاف اوسکا کذب ممتنع ہوا امکان نہیں کہ وہ متصف کذب

٩١٥

از دخول شی تحت قدرت صحت تعلق قدرت ہست نہ بالفعل التعلق قدرت بآن و مقتضای اول امکان [illegible]

تعلق قدرت کا ہے نہ بالفعل قدرت کا ساتھ اوسکے اور مقتضا اوس کا امکان صدور شے کا ہے نہ اور مقتضا

شی ہست نہ فعلیت آن و مقتضای ثانی فعلیت است اقول فیہ بحث اما اولا فلانک ان سلمت ان القدرة

ثانی کا فعلیت ہے اسپر بھی میری چند اعتراض ہیں اول یہہ کہ تجھکو معلوم ہو گیا کہ قدرت خدا کی علم خدا کا ہے جو چیز اوسکے

ہی بعینہ العلم عند الحکماء فما لا یکون داخلا تحت علمہ لا یکون داخلا تحت قدرتہ اصلا و نظیر سیدنا المرسلین [illegible]

جو چیز اوسکے علم میں نہیں ہے وہ اوسکی قدرت میں بھی نہیں اور نظیر خاتم انبیاء کا علم خدا میں نہیں جیسا کہ اوسنے ہمکو خبر دی ہے پس نظیر اوسکا

فی علمہ کما اخبرنا فلا یکون داخلا تحت قدرتہ واما ثانیا فلان ہذا القول اشبہ بالمصادرة علی المطلوب

قدرت خدا میں بھی نہو گا دوم یہہ کہ یہہ قول اوسکا مانند مصادرہ کی مطلب پر ہے کیونکہ داخل

لان الدخول تحت القدرة من عرکة الجواز و مناط الامکان الواجب بالذات والممتنع لا یدخلان

تحت قدرت وہ ہووے کہ جو ممکن ہووے واجب بالذات و ممتنع بالذات قدرت خدا میں داخل نہیں

تحت القدرة الباری فمن قال بامتناع نظیر خاتم الانبیاء کیف یسلم دخولہ تحت قدرتہ تعالی فعلیہ

ہیں جو شخص نظیر خاتم کو ممتنع بالذات کہتا ہے وہ کیونکر دخول اوسکا قدرت خدا میں تسلیم کریگا اول نظیر خاتم کا

ان یثبت امکانہ اولا ثم یبین دخولہ تحت القدرة والا فقال المتکلمون ان قدرتہ تعالی تعم

امکان ثابت کرنا چاہیے پھر دخول اوسکا تحت قدرة خدا کے ورنہ یہہ بیان درست نہیں علاوہ اہل کلام نے کہا کہ خدا کی قدرت

سائر الممکنات لان المقتضی للقدرة ہو الذات والمصحح للمقدوریة ہو الامکان لان الواجب والامتناع

شامل ہے جملہ ممکنات کو مقتضی قدرت کی ذات ہے اور داخل قدرت ممکن ہے وجوب و امتناع قدرت میں داخل نہیں ہیں

الذاتیین یحیلان المقدوریة و نسبة الذات الی جمیع الممکنات علی السواء فاذا ثبت قدرتہ علی بعضہا

اور نسبت ذات کی حضرت جملہ ممکنات کی برابر ہے جب بعض ممکنات پر قدرت ثابت ہو گئی پھر

ثبت علی کلہا و اما ثالثا فلانا سلمنا انہ ممکن لکن لا نسلم ان کل ممکن یصح ان یتعلق بہ القدرة لان

ثابت ہو گئی [illegible] سوم یہہ کہ تسلیم کیا کہ وہ ممکن ہے لاکن ہم نہیں مانتے صحت تعلق قدرت کا ساتھ اوسکے کیونکہ دلیل

الدلیل الذی ذکرہ من المتکلمین انما یصح اذا ثبت ان المعدوم لیس بشیء وانما ہو نفی محض لا امتیاز فیہ اصلا

[illegible] صحیح ہووے کہ جب معدوم کا لاشے محض ہونا ثابت ہوا اور اوسکا نفی محض ہونا بدون امتیاز

[illegible] ان المعدوم لا مادة لہ ولا صورة واما اذا ثبت ان المعدوم قبل الوجود شیء [illegible]

[illegible] کہ معدوم قبل وجود کے شے ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

ولیس ہو معدوما محضا کما ذہب الیہ العرفاء والمعتزلۃ وان المعدوم لہ مادۃ وصورۃ کما ذہب الیہ الحکماء فلا یتم

وہ معدوم محض نہیں جیسا کہ عرفاء و معتزلہ کہتے ہیں اور اوسکو مادہ اور صورت ہے جیسا کہ حکماء نے کہا ہے

ہذا الاستدلال لانہ جاز ان یکون خصوصیۃ لبعض المعدومات الثابتۃ المتمیزۃ الممکنۃ مانعۃ من تعلق القدرۃ بہ

ودلیل تمام نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ خصوصیت بعض معدومات ثابتہ ممکنہ متمیزہ کے مانع ہووے تعلق قدرت سے اور جائز ہے

وجاز ان یستعد المادۃ لتعلق قدرۃ الممکن خاص دون آخر فلا یکون نسبۃ الذات الی جمیع الممکنات علی السواء

کہ مستعد ہو مادہ واسطے تعلق قدرۃ ممکن خاص کے نہ غیر کے پس نسبت ذات کی طرف جملہ ممکنات کی برابر نہو کی شرح مواقف

ہکذا فی اکثر الکتب الکلامیۃ کالمواقف وشرح المقاصد وغیرہما واما رابعا فلان ما لا وجود واقعی لہ اصلا

و شرح مقاصد وغیرہ کتب کلامیہ میں ایسا ہی مذکور ہے چہارم یہ کہ جسکو وجود واقعی نہ ہووے نہ ذہنی و نہ خارجی

سواء کان ذہنیا او عینیا فہو ممتنع بالذات وما ہو الممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرۃ الباری ونظیر

وہ ممتنع بالذات ہے اور ممتنع بالذات داخل قدرت خدا میں نہیں اور نظیر خاتم انبیا کو وجود واقعی نہیں

نبینا لیس لہ وجود واقعی اصلا اما وجودہ العینی فانتفاؤہ ظاہر واعترف بہ ہذا الرجل المخاصم المکابر الفقیر

انتفاء اوسکے وجود عینی کا ظاہر ہے یہہ مولوی اسماعیل بھی اسکا قائل ہے اور انتفاء اوسکے

واما الوجود الذہنی الواقعی فوجہ انتفاءہ فلان اللہ تعالی اخبرنا بانہ لیس فی علمہ خاتم النبیین سوی محمد صلعم

وجود ذہنی واقعی کی یہہ دلیل کہ خدا نے خبر دی ہے میری علم میں خاتم النبیین سوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کے اور کوئی نہیں

فوجود خاتم النبوۃ عن من سوی محمد منتف فی علمہ تعالی ونظیر محمد لا بد ان یکون خاتم النبیین وہو

پس وجود خاتم محمد کا غیر محمد سے منتفی ہے علم خدا میں اور نظیر محمد کا ضرور چاہیے کہ خاتم نبوۃ ہووے اور وہ

منتف عن علمہ سبحانہ وعلمہ سبحانہ ہو عین الواقع ونفس الامر فاذا لم یکن نظیر نبینا موجودا واقعیا لا

منتفی ہے علم خدا تعالی سے اور علم خدا کا عین واقع و نفس الامر کا ہے پس جب نظیر خاتم کا موجود واقعی نہوا نہ ذہن میں

فی الخارج ولا فی الذہن یکون ممتنعا بالذات والممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرۃ الباری فنظیر

و نہ خارج میں ممتنع بالذات ہوگا اور ممتنع بالذات قدرت خدا میں داخل نہیں پس نظیر خاتم انبیاء کا

نبینا لا یدخل تحت قدرتہ سبحانہ ولقد صرح صاحب الافق المبین حیث قال ان ما لیس لہ ماہیۃ متقررۃ فی الاعیان

قدرت خدا تعالی میں ہرگز داخل نہیں ہے خدا برکت دیوے صاحب افق المبین کو کہ اوسنے کہا ہے کہ جسکو تقرر نہ خارج میں ہے

اوفی ذہن ما من الاذہان السافلۃ والعالیۃ فلیس من عالم الامکان بل من ممتنعات بالذات فان سلب تقرر

اور نہ اذہان سافلہ میں نہ عالیہ میں وہ ہرگز ممکن نہیں بلکہ وہ ممتنعات سے ہے جیسے نقیض ذات ممکن کے

[illegible]

الماهية على الاطلاق وان امكن بالنظر الى نفس الماهية دائما ولو حين ما هي متقررة الا ان الجاعل يطردها عن

اگرچہ سلب تقرر کا مطلق ہمیشہ جائز ہے مگر جاعل کسرہ اس سلب مطلق دائمی کو ماہیہ سے دور کر دیتا ہے بایں وجہ کہ وہ موجود کرتا ہے اس ماہیۃ کو

الماهية بان يفعلها ويفيض تقررها وقوامها في الاعيان او في ذهن ما ويستتبع مطلق التقرر مطلق

خواہ خارج میں یا کسی ذہن میں اور تقرر دیتا ہے اسکو اور مطلق تقرر کو مطلق وجود لازم ہے اسیواسطے

الوجود ولذلك لم يكن شيء ما من الممكنات معدوما مطلقا الا بالامكان بالنظر الى ذاته لا بالفعل بسبب

ممکنات سے کوئی شے معدوم مطلق نہیں ہوتی ہے مگر بنظر امکان ذاتی کے نہ یہ کہ بالفعل معدوم ہوتی ہے کیونکہ

افاضة المبدأ الاول عز مجده وخصوص التقرر في الاعيان او في ذهن بخصوصه انما يكون بجعل الله

بالفعل افاضہ خدا کا ہے کیونکر معدوم مطلق ہوسکے اور خصوص تقرر خارج میں یا ذہن میں بسبب پیدا کرنے ماہیۃ کے ہوتا ہے

هناك وقال في الحاشية على قوله او في ذهن ما من الاذهان السافلة اعني بالتقرر في الاذهان السافلة

اور کہا اس فاضل نے حاشیہ میں کہ قول اوسکا یا کسی ذہن میں اذہان سافلہ سے اوس سے مراد میرہ ہے کہ تقرر ماہیۃ کا

تقرر الماهيات فيها بلا تسلط الوهم المخترع للاباطيل كاجتماع النقيضين وشريك الباري وزوجية

اذہان سافلہ میں بلا تسلط وہم کے ہووے کہ وہ پیدا کنندہ باطلات کا ہے مانند اجتماع نقیضین و شریک باری و زوجیۃ خمسہ کی

الخمسة ونحوها وان كانت هي مرتسمة في الاذهان المؤفة البشرية والقرائح العليلة الانسانية بتصرف

اگرچہ یہ باطلات اذہان بشریہ میں بتصرف اوہام فاسدہ کے مرتسم ہیں مگر بایں طور مرتسم نہیں ہیں کہ مطابق ہوں

الاوهام الفاسدة لكنها ليست مرتسمة فيها بحيث ان تطابق وتحاذي ما في لوح النفس الامري

اوسکے کہ جو لوح نفس الامر میں ہے کہ وہ علم عقل مجرد کا ہے

الذي هو علم العقل الفارق القادس بل علم الباري القدوس عند النظر السابغ والفكر البالغ وذوات

بلکہ علم خدا تعالی کا ہے نزدیک فکر کامل کے اور عقول

العقول النورية وهويات الانوار الامرية مطهرة بطهارة فطرية عن ان ينتقش فيها النقش

مجردہ میں ذات پاک ہے اس سے کہ اونمیں کذب مرتسم ہووے پس جس چیز کو وجود اختراعی

الكذب الاختراعي فما لا قسط له من الوجود الواقعي اصلا عينيا كان او ذهنيا واكان اختراعيا

صرف ہووے اور وجود واقعی نہ ہو نہ ذہنی و نہ خارجی اوسکو عقل ممکنات سے نکالکے ممتنعات

يولجه العقل الصحيح في بيت الامتناع ويطرده عن تخوم الامكان لا بمجرد الحسبان بل بحسب قضاء

میں بحکم دلیل کے شمار کرتے ہے تمام ہوا کلام اوسکا خدا اوسکا درجہ بلند کرے

انتهى كلامه رفع الله مقامه ولما خاص فلان خلاف ما علم الله وخلاف ما اخبر عنه لا يتعلق به قدرته

یہ کلام اوسکا بہت درست لکھا ہے اور سمجھ یہ کہ جو خلاف علم و خبر خدا کا ہے اوسکے ساتھ قدرة متعلق نہیں ہوتی

كما صرح به المهرة البرعة من اصحاب اهل السنة قال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى كذلك

اکابر اہل سنت نے ایسا کہا ہے خدا تعالی نے قران میں کہا ہے کلمہ تیری خدا کا ثابت ہے کہ جو کافر ابدی ہیں وہ ایمان نہ لاوینگے

حقت كلمة ربك على الذين فسقوا انهم لا يؤمنون احتج اصحابنا بهذه الاية على ان الكفر بقضاء

اسکے تفسیر میں امام رازی نے کہا کہ ہم سنت جماعة اس ایة سے دلیل لاتے ہیں اسپر کہ کفر کافر بقضا و ارادہ

الله وارادته لانه تعالى اخبر عنهم قطعا انهم لا يؤمنون فلو امنوا لكان اما ان يبقى ذلك الخبر صدقا

الہی کے ہے کیونکہ خدا نے خبر دی کہ وے ایمان نہ لاوینگے اگر وے ایمان لاوین یہہ خبر یا صادق رہیگی یا نہیں اور

او لا يبقى والاول باطل لان الخبر بانهم لا يؤمنون يمتنع ان يبقى صدقا حال ما يوجد الايمان منه والثاني

اول باطل ہے کیونکہ جب وے ایمان لاوینگے یہہ خبر صادق نہ رہیگی اور ثانی بھی باطل ہے کہ وہ مستلزم کذب کو ہے اور

يستلزم الكذب منه تعالى وهو محال فالمحال لا يكون مرادا له تعالى فثبت انه تعالى ما اراد الايمان

کذب خدا سے محال اور محال اوسکے ارادہ میں داخل نہیں پس ثابت ہوا کہ خدا کافر ابدی سے ہرگز ارادہ ایمان کا نہیں کرتا اور

من الكافر الذي اراد منه الكفر ابدا والمراد من كلمة الله اما اخباره عن ذلك وخبره صدق ولا يقبل التغير و

مراد کلمہ سے اس ایہ شریف میں یا خبر خدا کی ہے یا علم اوسکا اور یہہ ہر دو قابل تغیر و زوال کے نہیں ہیں

الزوال او علمه بذلك هو حق لا يقبل التغير والجهل وقال بعض المحققين علم الله تعالى تعلق بانه لا يؤمن

اور بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ اول علم خدا کا متعلق اوسکے عدم ایمان پر ہوا پھر خبر دی اوسنے

فاخبر تعالى بانه لا يؤمن فقدرته تعالى لم يتعلق بخلق الايمان فيه بل بخلق الكفر فيه وارادته تعالى

کہ وہ ایمان نہ لاویگا پس قدرة اوسکی متعلق بخلق ایمان اوسمیں نہیں ہوئی بلکہ اوسمیں کفر پیدا کیا اور نہ

لم يتعلق بخلق الايمان فيه بل بخلق الكفر فيه واثبت ذلك في اللوح المحفوظ واشهد عليه الملائكة

اوسنے ارادہ کیا اسمیں پیدا کرنے کا بلکہ ارادہ کفر کا اوسمیں کیا اور کفر کو لوح محفوظ میں ثابت کرکے اوسپر ملائکہ کو

وانزله على انبيائه واشهدهم عليه فلو حصل الايمان لهذا الكافر لبطلت هذه الاشياء فينقلب علمه

گواہ کیے اپنی انبیا پر نازل کیا اور اونکو اسکے کفر ابدی پر گواہ کیا اب اگر اس کافر کو ایمان ہووے یہہ سب چیزیں باطل

جهلا وخبره الصدق كذبا وقدرته عجزا وارادته نهيا واشهاده باطلا وكذا اخبار الانبياء والملائكة

ہووین علم خدا کا جہل ہو اور خبر اوسکے کاذب اور قدرت اوسکی عجز اور ارادہ اوسکا نہی اور ایسا ہی اخبار ملائک

ویحکم ذلک محال قطعا انتہی بیانہ رفع اللہ شانہ اقول ویکذا ہہنا ان اللہ تعالی علم اولا ان محمد بن عبد اللہ

وانبیاء کی اور یہ سب محال ہیں تمام ہوا کلام امام کا کہتا ہوں میں خدا نے اول جانا کہ محمد خاتم الانبیاء ہے پھر خبر دی اوسنے

الہاشمی خاتم الانبیاء فاخبر عنہ بانہ خاتم الانبیاء فقدرتہ لم تتعلق بخلق نظیرہ لانہ لو کان لہ نظیر لکان خاتم

کہ وہ خاتم ہے اب تخلیق نظیر خاتم قدرت خدا کے متعلق نہیں ہوتی کیونکہ اگر اوسکا نظیر ہو تو خاتم الانبیاء کا

الانبیاء بل تعلقت بعدم خلقہ وکذا ارادتہ لم تتعلق بخلق نظیرہ بل تعلقت بعدم خلقہ فلو تعلقت

بلکہ قدرت وارادہ اوسکا متعلق ہوتا ہے بعدم خلق نظیر خاتم الانبیاء کے اگر قدرت وارادہ اوسکا متعلق بہ نظیر خاتم

قدرتہ وارادتہ تعالی بخلق نظیر خاتم الانبیاء لانقلب علمہ جہلا وخبرہ الصدق کذبا وقدرتہ عجزا وکل ذلک

ہووے علم خدا کا جہل ہووے اور خبر اوسکی کاذب اور قدرت اوسکی عجز اور یہ سب محال ہے

محال ومن المتقرر فی مدارک الحکماء الراسخین ومشاعر العلماء الاسلامیین ان المحال لیس تحت قدرۃ

اور جملہ حکما وعلما اسکے قائل ہیں کہ محال تحت قدرۃ خدا کے ہرگز داخل نہیں بحر العلوم نے

الباری تعالی قال بحر العلوم فی حاشیۃ شرحہ للسلم ان المستحیل لیس فی قدرۃ اللہ تعالی وبالجملۃ

اپنی شرح سلم کے حاشیہ میں کہا کہ محال قدرۃ خدا میں داخل نہیں ہے حاصل کلام کا یہ ہے

ان خلاف ما علم اللہ وخلاف ما اخبر عنہ محال قطعا لا یتعلق بہ قدرتہ ومشیتہ امن بہ جنود

کہ خلاف اوسکے علم وخبر کا محال ہے قدرۃ ومشیۃ اوسکی ہرگز متعلق اوسکے نہیں ہوتی ہے جم غفیر وجماعت

من العلماء الراسخین القائمین بالقسط واتوا بہ فی صحفہم بالاطناب والبسط کما قد علمت من

کثیر علماء سے اسکے قائل ہیں جیساکہ امام رازی کی کلام سے ظاہر ہوا اور تفسیر کبیر میں چند مقام پر

کلام الامام الہمام فخر الملۃ والدین الرازی انفا وکذا فی کثیر من المواضع فی تفسیرہ قال فی

اوسنے ایسا ہی کہا ہے کہا خدا تعالی نے جو لوگ کافر ابدی ہیں وہ ایمان نہ لاوینگے ای محمد

تفسیر قولہ تعالی ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون احتج اہل السنۃ

تیرا ڈرانا اور نہ ڈرانا اونکو برابر ہے اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہم اہل سنت وجماعت اس

بہذہ الایۃ وما اشبہہا انہ تعالی اخبر عن شخص معین انہ لا یؤمن قط فلو صدر منہ الایمان لزم انقلاب

ایت سے حجت لاتے ہیں کہ جب خدا نے کسی شخص سے خبر دی کہ وہ ایمان نہ لاویگا اب اگر وہ ایمان لادے خبر صادق خدا کی

خبر اللہ الصدق کذبا والکذب قبیح وفعل القبیح اما یستلزم الجہل او الحاجۃ وہما محالان علی اللہ

کاذب ہوجاوے اور کذب قبیح ہے اور فعل قبیح مستلزم جہل کو یا حاجۃ کو ہے اور یہ ہردو خدا پر محال ہیں

والمفضي الى المحال محال فصدور الايمان منه محال وقد يذكر هذا في صورة العلم وهو انه تعالى علم منه انه

اور مستلزم محال کو محال پس صدور ایمان کا اوس شخص معین سے محال ہے اور کبھی یہہ تقریر علم کیجاتی ہے

لا يؤمن فكان صدور الايمان منه يستلزم انقلاب علم الله جهلا وذلك محال والمستلزم للمحال محال وقال

باینطور کہ اوسنے جانا کہ یہہ ایمان نہ لاویگا اب اگر وہ ایمان لاوی علم خدا جہل ہوجاوی اور یہہ محال اور مستلزم محال کو محال

في تفسير قوله تعالى ومنهم من يستمعون اليك افانت تسمع الصم ولو كانوا لا يعقلون ومنهم من ينظر اليك افانت

اور کہا خدا تعالی نے بعض کفار تیری کلام سنتے ہیں جو بہرا دلی عقل ہے اوسکو تو نہیں سنا سکتا اور بعض دیکھا دیکھتا

تهدي العمي ولو كانوا لا يبصرون احتج اصحابنا بهذه الاية على ان افعال العباد مخلوقة من الله تعالى لان

تجھکو اور جو اندہا قابل بصر نہیں اوسکو تو ہدایت نہیں کرسکتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہم اہل سنت اس ایۃ سے کہتی ہیں

قلوب هولاء بالنسبة الى الايمان كالاصم بالنسبة الى استماع الكلام والاعمى بالنسبة الى ابصار الاشياء

کہ افعال عباد کا خالق خدا ہے کیونکہ قلوب کفار ابدی نسبت ایمان کے مانند بہری کی ہیں بہ نسبت سماعت کے اور مانند اندہی کی بہ نسبت

فكما ان هذا ممتنع فكذلك ما نحن فيه ولما حكم الله تعالى حكما جازما بعدم ايمانهم فمن حصول ايمانهم منقلب علمه جهلا

دیکھنے اشیاء کی پس جیسا کہ یہہ ممتنع ہے ویساہی ایمان کفار ابدی سے محال ہے اور خدا حکم کر دیا اونکے عدم ایمان کا اگر وی

[illegible] سير قوله تعالى واوحي الى نوح انه لن يؤمن من قومك الا

ایمان لاویں ہم سے تا جس بہودی اور یہہ صادق اوسکی کاذب ہو اور یہہ محال ہے اور کہا خدا نے ای نوح تیری قوم سے ایمان

من قد امن فلا تبتئس بما كانوا يعملون احتج اصحابنا بهذه الاية على صحة قولهم في القضاء والقدر وقالوا

ایمان لاوینگے تو اعمال کفار سے رنجیدہ نہ ہو امام رازی نے اسکی تفسیر میں کہا ہم اہل سنت اس آیۃ سے قضا و قدر کے صحت پر

انه تعالى اخبر عن قومه انهم لا يؤمنون فلو امنوا لعند ذلك لكان اما مع بقاء هذا الخبر صدقا ومع بقاء هذا العلم علما

دلیل لاتے ہیں کیونکہ خدا نے خبر دی کہ کفار ابدی ایمان نہ لاوینگے اب اگر وی ایمان لاویں تو یہہ خبر یا صادق رہیگا یا یہہ

او مع انقلاب هذا الخبر كذبا ومع انقلاب هذا العلم جهلا والاول ظاهر البطلان لان وجود الايمان منهم يستلزم

علم علم رہیگا یا یہہ خبر کاذب ہوجاویگی اور علم جہل ہوجاویگا اول باطل ہے کیونکہ وجود ایمان کا اونسے مستلزم اجتماع نقیضین

الجمع بين النقيضين والثاني ايضا باطل لان انقلاب خبر الله كذبا وعلمه جهلا محال البتة والمفضي

کو ہے اور دوم بہی باطل ہے کیونکہ خبر خدا کا کاذب ہونا اور اوسکے علم کا جہل ہونا محال اور مستلزم محال کو محال ہے

الى المحال محال فصدور الايمان منهم محال وقال في تفسير قوله تعالى فمنهم شقي وسعيد اعلم انه تعالى حكم الان

پس کفار ابدی سے صدور ایمان کا محال اور کہا خدا نے کہ بعض انسان شقی ہے اور بعض سعید ہے امام رازی نے کہا اسکے

[illegible]

في [illegible] الى القيامة بانه سعيد وخلق [illegible] كونه

تفسیر میں کہا کہ خدا نے ابلیس کو شقی کہا اور [illegible] سعید [illegible]

محال والا لزم ان تصير خبر الله تعالى كذبا وعلمه جهلا وذلك محال فثبت ان السعيد لا ينقلب شقيا

ورنہ لازم آوے کہ خبر خدا کی کاذب ہو اور علم [illegible] جہل اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ سعید ابدی شقی نہیں ہوتا

والشقي لا ينقلب سعيدا وقال في تفسير قوله تعالى ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا يزالون

اور شقی ابدی سعید نہیں ہوتا اور کہا [illegible] اگر چاہتا [illegible] ان لوگوں کو ایک [illegible] بعض لوگ مختلف ہیں

مختلفين الا من رحم ربك ولذلك خلقهم ان الله تعالى اذا حكم على البعض بكونهم مختلفين وعلى الاخرين

اور بعض اہل رحمت ہیں امام رازی نے [illegible] تفسیر میں [illegible] کہ بعض اہل رحمت ہیں اور بعض مختلف ہیں اور [illegible]

بانهم من اهل الرحمة وعلم ذلك امتنع انقلاب ذلك والا لزم انقلاب علمه جهلا وهو محال وقال في تفسير

[illegible] اسکا محال ہے [illegible] علم اوسکا جہل ہووے اور یہ محال ہے اور کہا [illegible] بعض [illegible]

[illegible] تعالى [illegible]

[illegible]

[illegible]

كذبا وعلمه جهلا وهذا محال والمستلزم للمحال محال فكان عدم الضلالة منه محالا ووجود الضلالة واجب

اور علم اوسکا جہل ہو اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے پس عدم ضلالت کا اوس سے [illegible] اور وجود ضلالت کا اوس سے [illegible]

[illegible]

ہے یہ دلیل ہمارے صحت مذہب کی ہے کہا خدا نے ہم نے [illegible] کتاب میں بنی اسرائیل پر حکم کر چکے ہیں کہ [illegible] زمین میں

في الارض مرتين ولتعلن علوا كبيرا فاذا جاء وعد اوليهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولي باس شديد

دو مرتبہ فساد کرینگے اور بڑا تکبر کرینگے پس جب آیا وعدہ اول [illegible] کا بھیجی ہم نے اوپر [illegible] اپنے بندے زور آور

[illegible]

[illegible]

والقدر بانه تعالى قال وقضينا وهذا القضاء اقل احتماله الحكم الجزم والخبر الحتم فثبت ان الله تعالى

[illegible] دلیل لاتے ہیں کیونکہ خدا تعالی نے کہا کہ ہم حکم کر چکے ہیں اور یہ حکم محکم ہے اور خبر محکم ہے پس خدا تعالی نے خبر دی [illegible]

اخبر عنهم انهم يستقدمون على الفساد والمعاصي جزما حتما ولا يقبل الفسخ لان القضاء معناه الحكم الجزم

خبر دی کہ وہ فساد و معاصی پر بیشک تقدمی کرینگے اور یہ جزم حکم قابل فسخ کی نہیں ہے یعنے قضاء کا حکم قطعی

ثم اكد ذلك القضاء بقوله وكان وعد الله مفعولا اذا ثبت هذا فنقول عدم وقوع ذلك الفساد منهم

پھر اس قضاء کی تاکید کی اپنی قول سے کہ ہوا وعدہ خدا تعالی کا پورا جب یہ ثابت ہوا اب ہم کہتے ہیں اگر یہ فساد او نسے

يستلزم انقلاب خبر الله الصدق كذبا وانقلاب حكمه الجازم باطلا وانقلاب علمه الحق جهلا وكل ذلك

واقع ہونے خبر خدا کی کاذب ہو اور حکم جازم باطل اور علم اوسکا جہل ہو اور یہ سب محال ہے پس عدم

محال فكان عدم اقدامهم على ذلك الفساد محالا وكان اقدامهم عليه واجبا ضروريا لا يقبل الفسخ والرفع

صدور فساد کا او نسے محال ہے اور صدور فساد کا او نسے واجب ہے اسی حکم میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ہے اور

وقال في تفسير قوله تعالى افمن حق عليه كلمة العذاب افانت تنقذ من في النار احتج اصحابنا بهذه

کہا خدا تعالی نے ای محمد جسپر ہم عذاب واجب کر چکے ہیں تو اوسکو عذاب سے نجات نہیں دے سکتا ہم اہل سنت اس

الآية على ان الهدى والضلال من الله وذلك لان الله قال افمن حق عليه كلمة العذاب فاذا حقت

آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ ہدایت و ضلالت ہر دو خدا کی طرف سے ہیں کیونکہ خدا نے کہا ہم جسپر عذاب واجب کر چکے

كلمة العذاب عليه امتنع منه فعل الايمان والطاعة والا لزم انقلاب خبر الله كذبا وانقلاب علمه جهلا

پس جسپر عذاب واجب ہوا صدور ایمان کا اور طاعت کا اوس سے ممتنع ہوا ورنہ خبر خدا کی کاذب ہو وے اور علم اوسکا

وهو محال قال ايضا انه تعالى لما حكم بان حقية كلمة العذاب عليه توجب استنكار التام من صدور الايمان

جہل ہو اور یہ محال ہے ... صدور ایمان ... و طاعت ... کا

والطاعة عنه فلو كان ذلك ممكنا فلم تكن حقية كلمة العذاب مانعة منه فلم يبق لهذا الاستنكار

اوس سے ... غیر ... ہے

والاستبعاد معنى وكذا في مواضع كثيرة وقال العلامة النيشاپوري في تفسير قوله تعالى ولو علم

اور کہا خدا تعالی نے کہ اگر خدا ان میں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا

الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا استدلت الاشاعرة بهذه الاية على ان صدور الايمان

اور وہ سماعت دینی سے بھی ایمان سے منہ پھیر لے علامہ نیشاپوری نے اسکی تفسیر میں کہا اشاعرہ

من الكافر الابدي محال لان الله الصادق قد اخبر انهم على تقدير الاسماع معرضون ومخالف

اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ صدور ایمان کا فر ابدی سے محال ہے کیونکہ خدا نے خبر دی کہ بر تقدیر سماعت دینے کی بھی

المستحیل فافہم واجاب بعض الناظرین کلامہ ان مراد ہم انہ علی التقدیر انتفاء الغیر یرتفع الامکان ویتبدل بہ

[illegible]

[illegible]

اصلی ہیں اور سید صدر العلماء نے شرح ہدیہ سعیدیہ کے حاشیہ قدیمہ میں کہا ہے واجب بالذات وہ ہے

کما ان الواجب بالذات اذا اعتبر مقیسا بذاتہ من غیر التفات الی شیٔ آخر بان نسبۃ الوجود الیہ بالوجوب

کہ جب قیاس اوسکا اوسکے ذات کے طرف کیا جاوے بلا التفات طرف شے دوسری کی نسبۃ وجود کی طرف اوسکے

والواجب بالغیر اذا اعتبر مقیسا الی غیرہ کان کذلک واذا قطع النظر عن الغیر نسبۃ الوجود الیہ وحدہ وارتفع

بوجوب ہوگی اور واجب بالغیر کو جب قیاس غیر کی طرف کرو تب ایسا ہو اور جب قطع نظر غیر سے ہو وجوب منتفی ہوگا فقط وجود ثابت ہوگا

الوجوب وکان بنسبۃ الامکان کذلک الممکن بالذات اذا اعتبر بذاتہ من غیر التفات الی شیٔ آخر کان نسبۃ

نسبۃ امکان کی ہوگی ایسا ہی ممکن بالذات وہ ہے جب اعتبار بذاتہ کیا جاوے بلا التفات طرف شے دوسری کی نسبۃ وجود کی

الوجود الیہ بالامکان والممکن بالغیر اذا اعتبر مقیسا الی غیرہ کان کذلک واذا قطع النظر عن ذلک الغیر عنہ

اوسکو بالامکان ہوگی اور ممکن بالغیر وہ ہے کہ باعتبار غیر کے ایسا ہو اور جب غیر سے قطع نظر کیجاوے وقت نسبۃ وجود کے

نسبۃ الوجود الیہ بنفسہ لا مقیسا الی غیرہ ارتفع الامکان اذ الثابت مقیسا الی الغیر لا یثبت مع ترک المقایسۃ

طرف اوسکی ذات کی بعد امکان زائل ہوگی کیونکہ جو چیز کہ ثابت بقیاس طرف غیر کی ہوتی ہے وقت ترک اس قیاس کے

لکن الامکان ثابت للممکن اذا اعتبر بذاتہ والا یلزم الانقلاب وعلی ہذا اسقط النزاع کما لا یخفی وفیہ تحقیق

نہیں ثابت ہوتی ہے لیکن ممکن کو بذاتہ خود امکان ثابت ہے ورنہ انقلاب لازم آوے پس اعتراض علامہ قوشجی کا دفع ہوا اسکو

الزوال بانہ لا یلزم من قطع النظر عن الغیر ارتفاع ما بالقیاس الیہ فی الواقع مثلا لا یلزم من قطع النظر

رد کیا محقق دوانی نے کہ قطع نظر کرنے سے غیر سے نہیں لازم آتا ہے واقع میں زوال اوسکا کہ بقیاس غیر کے تھا مثلا جب

عن ابن زید ارتفاع الابوۃ عن زید فی الواقع اذ الثابت بالقیاس الی الغیر فی نفس الامر لا یرتفع

ابن زید سے قطع نظر کی اسی سے انتفاء ابوت کا واقع میں زید سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ جو چیز واقع میں ثابت بقیاس

مع ترک المقایسۃ وہو ظاہر نعم انما یلزم ارتفاعہ علی فرض انتفاء ذلک الغیر لا بمجرد قطع النظر عنہ والحق

غیر کے وہ بترک مقایسۃ زائل نہیں ہوتی البتہ انتفاء غیر کے اوسکا انتفاء ہوتا ہے فقط قطع نظر سے اوسکا انتفاء

اذ المعدوم الذی ہو الغیر لا یکون بالقیاس الیہ بحسب ملاحظۃ العقل غیر ترفع الامکان مع قطع النظر

نہیں ہوتا ہے ... نظر غیر سے ... وہ چیز بقیاس غیر کے اس ملاحظہ عقل میں نہ ہوگی پس اس ملاحظہ عقل میں زائل ہوگا مع قطع نظر کے

وهذا الكلام ان الماهية من حيث هي هي لا تكون موجودة ولا معدومة ولا واحدة ولا كثيرة مع انها في نفس الامر لا تخلو

دواحد وکثیر ہوسکتی نہیں ہوسکتی ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں اُنسے خالی نہیں ہے اور تقریر

عنها مع ان ما ذكره انما يمشي في صورة اذا اريد بالامكان بالغير الامكان بالقياس الى الغير اما اذا اريد به ان

صدر العلماء کی نہیں چلتی ہے مگر جب مراد امکان بالغیر سے امکان بالقیاس غیر کے ہو وے لیکن جب مراد امکان بالغیر سے یہ ہو

يقتضي الغير تساوي نسبة المهية الى الوجود والعدم فلا مجال للتوهم وهو ظاهر انتهى كلامه وقد يستدل على ابطال

کہ غیر مقتضی ہے نسبت ماہیت کو طرف وجود عدم کے یہ اعتراض ظاہر نہیں تمام ہوا کلام محقق دوانی کا اور کبھی امکان بالغیر کے

المطلب ان ما ثبت للشيء نظرا الى ذاته لا يثبت له بالنظر الى غيره فاستواء الوجود والعدم بالقياس

نفی پر لوگ دلیل لاتے ہیں جو چیز ایک شے کو بنظر ذات خود ثابت وہ بنظر غیر کے ثابت نہیں ہوتی پس تساوی وجود و عدم

الى ذاته لما كان ثابتا له لذاته لم يتصور ثبوته له بواسطة الغير والا لزم ان يتوارد علتان مستقلتان على

جب اوسکو بنظر ذات خود ثابت ہوئی اب بنظر غیر کے ثابت نہیں ہوسکتی ورنہ توارد دو علت مستقلہ کا معلول واحد

معلول واحد شخصي فلا تعدد في مفهوم ذلك الاستواء بالنظر الى شيء واحد واورد عليه المحقق الدواني في

شخصی پر لازم آوے گا کیونکہ جو مفہوم استوا کا بنظر شے واحد کے ہے اوسمیں کچھ تعدد نہیں محقق دوانی نے شرح تجرید کے

الحاشية القديمة على شرح التجريد لم لا يجوز ان يكون استقلال الذات في علية الاستواء بل العلية مشروطا

حاشیہ قدیمہ میں اسپر یہ اعتراض کیا جائز ہے کہ استقلال ذات کا یا ہو وے علت ہوسنے استوا میں مشروط با انتفا

بانتفاء الغير فاذا وجد ذلك الغير لم يكن علة مستقلة بل لم يكن علة اصلا فلا يلزم توارد العلتين المستقلتين كما

غیر کے پس وقت وجود غیر کے ذات علت مستقلہ بلکہ علت مطلقہ نہو گی پس توارد دو علت مستقلہ کا لازم نہ آیا جیسا

في اعدام اجزاء المركب فان كلا منها علة مستقلة عند الانفراد واذا اجتمع عدة منها لم يبق

عدمات اجزاء مرکب ہیں کہ ہر ایک ان سے عند الانفراد علت مستقلہ عدم مرکب کے ہے اور وقت اجتماع کے استقلال

استقلال الآحاد فان قيل حينئذ لا يكون ممكنا ذاتيا لان امكانه مستند تارة الى الذات بشرط انتفاء

احاد کا نہیں اگر کوئی کہے کہ اب ممکن ممکن ذاتی نہو گا کیونکہ امکان اوسکا کبھی مستند ہے طرف ذات کی بشرط انتفاء

[illegible]

او تغیر او انتهی الی الغیر وجوده فقد انتهی الی الغیر فدخل فی امکانه واذا لم یکن ممکنا ذاتیا کان اما واجبا بالذات

غیر سے اور کبھی فنا ! طرف غیر کی لیس ہمیشہ غیر کو دخل ہے اوسکے امکان میں اور جب وہ ممکن ذاتی نہ ہوا یا واجب بالذات ہو گا

او ممتنعا بالذات وقد تبین بطلانهما وانما الکلام فی الممکن الذاتی قلت ان ارید بالممکن

ممتنع بالذات ۔ اور ہر دو باطل ہیں اور کلام ہماری ممکن ذاتی میں ہے اوسکا جواب یہ ہے اگر مراد ممکن ذاتی سے

الذاتی ما لیس ضروری الوجود لذاته ولا ضروری العدم لذاته فهو اعم من ان یکون لذاته او لغیره فیلزم

یہ ہے کہ وہ بذاتہ ضروری الوجود اور ضروری العدم نہیں لیس یہ عام ہے خواہ انتفاء ضرورة ذاتیہ معلول ذات کا ہو یا مثلا غیر کا

تجویز ان یکون الغیر ولا یلزم الانقلاب لانه لیس داخلا فی الواجب لذاته والممتنع لذاته وانما

تو اب غیر کا ہونا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ یہ داخل واجب بالذات وممتنع بالذات میں نہیں اور یہ لازم آوے

یلزم لو ثبت ان الشیء لا بد ان یکون احد طرفی النسبة ضروریا له بحسب ذاته او یکون ذاته علة لسلب

گا اگر ثابت ہو دے کہ شی کی ایک ہر دو طرف کی نسبۃ ضروری ہوتی ہے بحسب اپنی ذات کے یا ذات علۃ ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ

الضرورة الذاتیة وهو ممنوع لجواز ان یکون انتفاء الضرورة الذاتیة معلولا للغیر وان ارید

اور یہ ممنوع ہے کیونکہ جائز ہے انتفاء ضرورۃ ذاتیہ کا معلول غیر کا ہو اگر مراد ممکن

بالممکن الذاتی ما یکون ذاته علة لسلب الضرورة الذاتیة من الطرفین اختل حصر المواد الثلث

ذاتی سے یہ ہے کہ ذات اوسکی علۃ ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ کی طرفین سے حصر مواد کا تین میں مختل ہو گا

اذ یجوز حینئذ فی الشیء اما ان یکون وجوده ضروریا بحسب ذاته او عدمه ولم یکن ذاته علة لسلب

کیونکہ اسوقت یوں کہیں گے کہ شی یا وجود اوسکا ضروری ہے بحسب ذات خود یا عدم اوسکا یا ذات اوسکی علۃ ہے سلب ہر دو

الضرورتین الذاتیتین ولا شک فی تجویز العقل ان یکون سلب الضرورتین معلولا للغیر و

ضرورۃ ذاتیہ کی اور بلا شک عقل میں جائز ہے کہ سلب ہر دو ضرورۃ کا معلول غیر کا ہو اور اسی بیان سے

من هنا یعلم انه یمکن ان یمنع ابتداء لزوم توارد العلتین اذ لم یثبت کون الذات علة بعد

معلوم ہوا کہ ممکن ہے منع کرنا ابتداء لزوم توارد دو علۃ کا کیونکہ ذات کا علۃ ہونا ہنوز ثابت نہیں ہوا

حتی یمکن اثباته بانه لو کان معلولا للغیره لکان هو بحسب ذاته جائزا ان یکون ممکنا او واجبا بالذات

ہم اس دلیل سے اسکو ثابت کرتے ہیں کہ ایک شے جب معلول غیر کا ہوئی جائز ہے کہ وہ بحسب ذات خود یا ممکن ہو یا واجب

او ممتنعا بالذات وهو محال لان الامکان یکون واجبا بالذات او ممتنعا بالذات مشتمل علی التناقض والحق ان یکون

بالذات یا ممتنع بالذات اور یہ محال ہے کیونکہ امکان اوسکے ذات پر وجوبا ذاتی اور امتناع ذاتی کا مشتمل ہے تناقض کو ۔ ۔ ۔

على تقدير عدم تاثير الغير فيه واجبا بذاته او ممتنعا بذاته وكلاهما مستحيلان لان سلب تاثير الغير فيه مغ

عدم تاثیر غیر کے اوسمیں وہ واجب بالذات یا ممتنع بالذات ہوگا اور یہ ہر دو محال ہیں کیونکہ سلب تاثیر غیر کا اوسمیں مغایر

مغاير لذاته اولا معنى لكون الشيء بسبب الغير واجبا بذاته او ممتنعا بذاته هذا انتهى كلامه قال الفاضل مرزا

اوسکی ذات کے ہے اور اوسکے کوئی معنے نہیں کہ ایک شے بسبب غیر کے واجب یا ممتنع بالذات ہو تمام ہوا کلام اوسکا فاضل مرزا

جان في حاشيته على الحاشية القديمة الدوانية قوله وايضا يكون على تقدير عدم تاثير الغير فيه حاصله

جان نے حاشیہ قدیمہ پر حاشیہ میں اوسمیں کہا اوسنے کہ قول اوسکا و نیز ہوگا بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے اوسمیں او حاصل اسکا

انه لما كان امكانه بتاثير الغير فيه فعلى تقدير عدم تاثير الغير فيه يكون اما واجبا لذاته او ممتنعا لذاته فعدم

یہ ہے کہ جب امکان اوسکا بتاثیر غیر کے اوسمیں ہوا پس بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے اوسمیں وہ واجب بالذات یا ممتنع بالذات

تاثيره لكون الشيء واجبا

نہیں ہو سکتا اگر ہو تو یہ

لذاته وامكان كان هذا المفهوم مستحيلا وفيه نظر اذ على تقدير عدم تاثير الغير لم لا يجوز ان يكون ممكنا

مفہوم محال ہوگا اور اسمیں نظر اعتراض ہے کہ بر تقدیر عدم تاثیر غیر کے جائز ہے کہ وہ ممکن ذاتی ہو اور امکان

ذاتيا ويكون امكانه مستندا الى الذات بناء على ان الامكان مستند الى الذات بشرط انتفاء الغير او

اوسکا مستند طرف ذات کی ہو کیونکہ وہ مستند ہے طرف ذات کی بشرط انتفاء غیر کے یا طرف غیر کی بشرط وجود

الى الغير بشرط وجوده فاذا انتفى الغير استند الى الذات ولم يزل والجواب ان للغير مدخلا على

غیر کے جب غیر منتفی ہوا وہ ہمیشہ مستند طرف ذات کی ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ غیر کو اوسوقت مدخل ہے خواہ

اي حال كان اما وجودا او عدما فعلى تقدير عدم تاثير الغير ومدخلية فيه اصلا لا وجودا ولا عدما يلزم زوال

بوجود خواہ بعدم پس بر تقدیر عدم تاثیر و مدخلیت کے اوسمیں نہ بوجود و نہ بعدم تو زوال امکان کا لازم

يلزم محالا

مستلزم محال

آخر وهو بقاء الامكان مع زوال علته مطلقا ولو سلم زوال الامكان فيصير ذاته واجبا لذاته او ممتنعا

کہ وہ بقاء امکان کا مع زوال علت کے ہے و اگر زوال امکان کا تسلیم کیا جاوے پس وجوب ذاتی یا امتناع ذاتی اوسکا مسلم نہیں کیونکہ عدم

لذاته غير مسلم اذ عدم تاثير الغير لما كان محالا جاز ان يستلزم خلو المفهوم عن الثلث وامتناع خلو كل

تاثیر غیر کا جب محال ہوا جائز ہے کہ وہ مستلزم ہو خالی ہونے مفہوم کا ہر سہ مواد سے اور خلو ہر مفہوم کا ہر سہ

مفهوم من الثلث نظرا الى ذاته انما يثبت بعد اثبات كون الامكان مقتضى الذات والمقتضية

بل نرخلو عن الثلث بمعنى ان ذات الممكن لا يابى عنه وان كان الخلو عنها محالا نظرا الى ذوات

تینوں سے باینمعنی کہ ذات ممکن کی مانع نہیں اس سے اگرچہ خلو ان سے بنظر ذات ان مفہومات سے محال ہو اور یہہ

تلك المفهومات وذلك لما ذكرنا ان هذه الذات لا تقتضي شيئا على ما فرضنا وقد صرح في الدليل

دسواسطے ہے کہ ہمنے ذکر کیا ہے کہ یہہ ذات بر سبیل فرض کے کسی شے کو مقتضی نہیں ہے اور اس محقق کی کلام سے بھی ثابت

الذي ذكره هذا المحقق بما يدل على ان كل امر لا يقتضي شيئا يجوز خلوه عنه نظرا الى ذاته ولو سلم فاللازم مما

ہوتا ہے کہ جو چیز کسی شے کو مقتضی نہو بنظر ذات خود اوسکا خلو تینوں سے جائز ہے اور جو تسلیم کیا جاوے پس اوسکے بیان سے

ذكر ان يكون الواجبة مثلا لازمة لعدم تاثير الغير فيه ولا يلزم من كون الشيء لازما لامر ان يكون هذا

یہہ لازم آیا کہ وجوب مثلا لازم ہے بہ سبب عدم تاثیر غیر کے اوسمیں اور ایک شے کے جب لازم کسی چیز کو ہوئی اوس سے یہہ لازم

الامر علة لذلك الشيء انتهى كلامه فتامل وتفكر ثم قال المحقق الدواني فان قلت اذا اعتبر الواجب

نہیں کہ یہہ چیز علة اس شے کو ہو تمام ہوا کلام اوسکا پھر محقق دوانی نے کہا اگر کوئی کہے جب سمجھے واجب کی کسی ممکن کی طرف

من حيث الاضافة الى ممكن ككونه مبدأ لزيد مثلا كان هو بهذا الاعتبار ممكنا مع انه واجب بذاته

اضافة کی جیساکہ مثلا وہ مبدا زید کا ہے پس وہ باین اعتبار ممکن ہو گا حالانکہ واجب بالذات ہے پس واجب بالذات

فقد تحقق الامكان بالغير في الواجب بالذات على منوال تحقق الوجوب بالغير والامتناع بالغير في الممكن

میں امکان بالغیر ثابت ہوا جیساکہ ممکن میں وجوب وامتناع بالغیر ہوتی ہیں جواب اسکا یہہ ہے کہ واجب

بالذات قلت الواجب بالذات فهو وجود ذاته ومع هذا الاعتبار وجود ذاته باق على وجوبه الذاتي

بالذات کا وجود بذات خود ہے اور مع اس اعتبار کے وجود بذاتہ اوسکا اپنی وجوب پر باقی ہے اور واجب

وان الواجب من هذه الحيثية يجب وجوده بذاته نعم لا يجب وجوب ذاته المقيدة بالحيثية وهو غير

اس حیثیت وجوب وجود بذاتہ ہے البتہ جب وجوب ذاتی اوسکا مقید بحیثیت ہو جب واجب ہو یہہ بغیر وجوب ذاتی کا

وهو ان الثبات لا يحتاج في اتصافه بما هو ذاتي له الى علة مغايرة لذاته فان السواد لون لذاته لا لشيء آخر يجعله لونا فان جاعله سوادا جعله سوادا ولا لونا فالثبات الذاتي

واجب بذاته فما هو واجب بذاته لم يصر ممكنا بالغير بخلاف الممكن اذا صار واجبا او ممتنعا بالغير فان الممكن

جو واجب بذاتہ تہا وہ ممکن بالغیر نہ ہوا بخلاف ممکن کے کہ جب واجب یا ممتنع بالغیر ہووے ممکن ماخوذ مع وجود علۃ

الماخوذ مع وجود العلة مثلا يجب وجود ذاته وهو ممكن بالنظر الى ذاته فقد صار نفس ما هو ممكن بذاته واجبا

واجب ہوتا ہے حالانکہ وہ بنظر ذات خود ممکن ہے پس نفس ممکن بالذات کا واجب بالغیر ہو گیا تمام ہوا کلام اوسکا

لغيره انتهى كلامه قال الفاضل مرزاجان قوله فان الممكن الماخوذ آه فيه بحث لانه اذا كان الممكن الماخوذ

اسپر اوسکے شاگرد فاضل مرزاجان نے اعتراض کیا کہ ممکن ماخوذ مع وجود علۃ کے جب واجب ہوا پس معروض

مع وجود العلة واجبا فمعروض الوجوب الغيري هو الذات مع وجود العلة اذا كان القيد داخلا او الذات

وجوب غیری کا ذات مع وجود علۃ کے ہے اگر قید داخل ہووے یا ذات مع اضافۃ کے ہے اگر قید داخل

مع الاضافة اذا لم يكن القيد داخلا فعلى التقديرين تختلف معروض الامكان الذاتي والوجوب الغيري

نہووی و بر ہر دو تقدیر معروض امکان ذاتی کا مختلف ہے معروض وجوب غیری سے اور اسیواسطے فرق

ولهذا قيل في الفرق بين المشروطتين ان في المشروطة بشرط الوصف يكون معروض الضرورة بالقياس

کرتے ہیں ہر دو مشروطہ میں اور کہتے ہیں کہ مشروطہ بشرط وصف سے ہوتا ہے معروض ضرورۃ کا بالقیاس

الى مجموع الذات مع الوصف والجواب ان الواجب بالغير ما كان موجودا عينيا وظاهر ان مجموع

طرف مجموع ذات کے مع وصف کے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ واجب بالغیر موجود خارجی ہوتا ہے اور مجموع ذات کا مع

الذات مع وجود العلة او مع النسبة ليست موجودة عينية بل التحقيق ان معروض الوجوب الذات

وجود علۃ کے یا مع نسبۃ کے موجود خارجی نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ معروض وجوب کا ذات ہے من حیث

من حيث هي ووجود العلة شرط له وكذا في المشروطة بشرط الوصف يكون المحمول كتحرك الاصابع ضروريا

ہی ہی اور وجود علۃ کا شرط اوسکی ہے اور ایسا ہی وہ مشروطہ کہ جو بشرط وصف کے ہے اوسمیں محمول بشرط وصف کے ضروری

لذات الكاتب من حيث هي لكن وصف الكتابة شرط لضرورة ثبوت التحرك للذات لا انه جزء

ہوتا ہے جیسا کہ تحرک انگشت کا ذات کاتب کو من حیث ہی کو ضروری بشرط وصف کتابت کے کہ اس سے تحرک ذات

للموصوف بوصف التحرك انتهى كلامه فافهم قال العلامة القوشجي في شرح التجريد والحق انه ان اريد

کو ثابت ہے نہ یہ کہ وہ جزء موصوف کا ہے ساتھ وصف متحرک کے تمام ہوا کلام فاضل مرزاجان کا اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید

بالامكان بالغير قياسا على الوجوب بالغير والامتناع بالغير ان لا يقتضي الغير وجود الماهية ولا عدمها كما

میں کہا ہے کہ اگر امکان بالغیر سے وجوب بالغیر اور امتناع بالغیر پر قیاس کر کے یہی ارادہ کیا جاوے کہ امکان بالغیر وہ ہے کہ نہ مقتضی

ان الوجوب بالغير ان يقتضي الغير وجودها والامتناع بالغير ان يقتضي الغير عدمها فلا شك انه لا ينافي الوجوب

جو غیر وجود و عدم ماہیت کو جیسا کہ وجوب بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر وجود ماہیت کو اور امتناع بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر اوسکے عدم کو

الذاتي والامتناع الذاتي فلا يلزم من طريان الامكان بالغير زوالهما حتى يلزم الانقلاب فان عدم

پس بلا شک یہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کا نہیں ہے پس عروض امکان بالغیر سے زوال وجوب ذاتی و امتناع ذاتی کا

اقتضاء الغير لوجود الماهية لا ينافي اقتضاء الماهية لوجود نفسها بل يلزم لان الماهية اذا اقتضت وجودها

تا کہ لازم اوے انقلاب کیونکہ عدم اقتضاء غیر کا وجود ماہیت کو اسکا منافی نہیں کہ ماہیت اپنی وجود کو آپ مقتضی ہووے بلکہ لازم ہے

يلزم ان لا يقتضيه غيرها والا لكان واجبا بالغير ايضا وقد مر ان الواجب بالذات لا يكون واجبا

اسواسطے کہ جب ماہیت اپنی وجود کو مقتضی ہووے ضرور ہے کہ غیر اوسکو مقتضی نہ ہو ورنہ وہ واجب بالغیر بھی ہوگا اور مقرر ہے

بالغير ايضا وكذا عدم اقتضاء الغير عدم الماهية لا ينافي اقتضاء الماهية عدم نفسها بل يلزمه لان

کہ واجب بالذات واجب بالغیر نہیں ہوتا اور ایسا ہی عدم اقتضاء غیر کا عدم ماہیت کو منافی اسکا نہیں کہ اپنی اپنی عدم کو آپ

الماهية ان اقتضت عدمها يلزم ان لا يقتضيه غيرها والا لكان ممتنعا بالغير ايضا وقد مر ان الممتنع

مقتضی ہووے بلکہ لازم ہے کیونکہ جب ماہیت اپنی عدم کو آپ مقتضی ہووے ضرور ہے کہ غیر مقتضی نہ ہووے ورنہ ممتنع بالغیر بھی

بالذات لا يكون ممتنعا بالغير وانما الكلام في اجتماعه مع الامكان الذاتي فنقول ان اريد بالغير

[illegible]

غیر ماہیت کا ہے مطلق نہیں ممکن ہے اجتماع امکان بالغیر کا مع امکان ذاتی کی کیونکہ ممکن بالذات اگر موجود ہے تو واجب

فيكون واجبا بالغير واما معدوم فيكون ممتنعا بالغير فلا يكون ممكنا بالغير وان اريد بالغير الغير المعين

بالغیر ہے وا اگر معدوم ہے تو ممتنع بالغیر ہے ہرگز ممکن بالغیر نہیں ہو سکتا وا اگر مراد غیر سے تو معین غیر ہے پس احتمال ہے

[illegible] ممتنعا بالغير

کہ مقتضی ہووے یہ غیر وجود اسکا ممکن کر پس یہ ممکن واجب بالغیر ہوگا یا مقتضی ہو اوسکے عدم کو پس ممتنع بالغیر ہوگا

او لا يقتضي ذلك الغير وجوده والعدم فح يكون ممكنا بالغير وان اريد بالامكان بالغير ان يقتضي الغير

ماہیت اوسکے وجود و عدم کو مقتضی نہ ہو پس ممکن بالغیر ہوگا وا اگر ارادہ کیا جاوے امکان بالغیر سے یہ کہ مقتضی ہو غیر

تساوي نسبة الماهية الى الوجود والعدم فالكلام في انه ينافي الوجوب الذاتي والامتناع الذاتي ايضا فانه ظاهر

برابر ہے نسبت ماہیت کو طرف وجود و عدم کی پس بلا شبہ یہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کے بھی ہے اسمیں کسیطرح خفا

ذات لایکون ممکنا بالغیر والممکن بالذات

ع بالذات ہی ممکن بالغیر ہو گا ورنہ لازم آویگا

ل وبذکروقال صاحب

اور صاحب افق المبین نے سید صدر العلماء کی

الشی الی الواجب والممکن والممتنع

عدم ہے ۔ پس مدعا ہے ... تقسیم شے کی طرف واجب و ممکن و ممتنع بالذات کے انفصال

بالذات انفصال حقیقی اذ کل مفہوم فہو فی ذاتہ اما ضروری الوجود واما ضروری العدم او لا

حقیقی ہے کیونکہ ہر مفہوم واحد ذات خود یا ضروری الوجود ہے یا نہیں پس یا ضروری العدم ہے یا نہیں

وہذا فی التحقیق منفصلان حقیقیان یترکب کل منہما من الشی ونقیضہ علی سنۃ کل قضیۃ منفصلۃ

یہ در حقیقت دو قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہیں ہر ایک ان سے مرکب ہے شے سے اور اوسکی نقیض سے جیسا کہ ہر قضیہ منفصلہ مرکب

تکون اکثر من جزئین فانہا تکون متعددۃ فی الحقیقۃ فالثلثۃ لا یجتمع ولا یرتفع والاثنان منہا لا

زائد دو جزء سے ہوتا ہے پس وہ حقیقت میں متعدد ہوتا ہے پس یہ تینوں نہ جمع ہوتی ہیں اور نہ مرتفع اور دو انمیں سے

یجتمعان وذلک فی ای موجود او مفہوم کان بایتہ حیثیۃ فرضت فاذن ما اسہل ان یتبین

نہ جمع ہوتے اور یہ ہر موجود و مفہوم میں جاری ہوتا ہے پس اب تجہیز آسان ہوا اسکا جاننا کہ محال ہے یہ

انہ یستحیل ان یکون غیر الشی قد اعطاہ لاضرورۃ الوجود والعدم بالنظر الی ذاتہ فانہ ان

امر کہ غیر شے کا عطا کرے اوسکو لاضرورۃ وجود و عدم کے بنظر ذات شے کے کیونکہ اگر ایسا ہو ہو گی شے درحد ذات

کان ذلک کان ہو فی ذاتہ مع عزل النظر عن ذلک الغیر لاضروری الوجود والعدم اذ لو کان

خود مع قطع اس غیر سے بلاضرورۃ وجود و عدم کے داگر ضرورۃ وجود کی یا عدم کی ہو وی

ضروری احدہما کان الغیر قد الیس فی اتاما مقابل ما لہا بنفسہا وکساہ مصادم ما استحقہ لطباعہا

اوسمین اور یہ غیر لاضرورۃ دیوی تو برخلاف اوسکے دیکا کہ جو او سکے ذات میں سے

واستوجبتہ بجوہرہا فاذن اما ان یکون لذات الشی لاضرورتان للوجود والعدم بالنظر الیہا

پس اسوقت میں یا ہوں گے ذات شے میں دو لاضرورۃ وجود و عدم کے ایک بذات خود اور دو غیر کی

احدیہما لہا بنفسہا والاخری لہا من قبل اعطاء الغیر وقد بان لک فسادہ واما ان یتکرر لہا لاضرورۃ

طرف سے اسکا فساد ظاہر ہے اور یا مکرر ہو گی اوسمیں لاضرورۃ وجود و عدم کی بعینہا

الوجود والعدم بعينهما من تلقاء جوهرها بنفسها ومن قبيل افادة الغير على ان تكون لها الاضرورة

اسی ات ست اور اراده غیر سے پاس ہو کہ اوسمیں ایک لاضرورة واحدة بعینہا سے کہ مکرر نہیں ہوتی اور ایک لاضرورة غیر سے ہے

واحدة بعينها لا تتكرر وغيرية من الجهتين اعني جهة الذات وجهة الغير من الفطريات للطباع المتعقل

حاصل ذات سے اور جانب غیر سے اور جسکی عقل نے علم کی ... اوس شی کا دورہ بنا ہو اور سیر ظاہر ہے

الملاحظ بالقياس الى العلم انه لا تتكرر طبيعة بعينها من جهة تقييد بعينها الشي بعينه وما حصل به شركا بالذات

... سبب تقیید نعت کے واسطے تعیین کے مکرر نہیں ہوتی ہے

مستنكر باباه هذه الصناعة انه يمتنع تكرر اتصاف شي بطبيعة نوعية واحدة في وقت بعينه فاذن الا

اور حکما مسالتیں سے کہا ہے تکرر اتصاف شے کا ساتھ طبیعة نوعیة واحدة کے وقت معین میں ممتنع ہے بس ا...

امكان بالغير على ان العقل او الحس المفهومات بدنو وضعها لا يحتاج فيه الى تبيان ومن ثم ما عرف

الی آں ... ہو سکتا ... اسکے سب عقلی مفہومات کا لحاظ کرنا ... محتاج طرف دلیل کی نہیں ...

اقول ان الحق ان ما يعنى عنه بالامكان هو الاضرورة للطرفين بالنظر الى الذات على ان سلب

... سے ظاہر ہوا کہ امکان لاضرورة طرفین ... منظور ذات ... بایں طور کہ سلب ہر دو طرف کا

الطرفين سلبا بسيطا اى لا اقتضاء ضرورة شي منهما لا اقتضاء الاضرورتها ولا التساوي بهما بالنظر

... نہ اقتضاء ضرورة کو ... اقتضاء لاضرورة کو ... برابری عدم و وجود کے منظر

الى الذات والاعلى ان يوخذ سلبا ... اذ يلزم ... ايجاب سلب المحمول فالامكان

... سلب ... ہو وے بس امکان ذاتی یہ ہے

الذي هو ... التي اذا اعتبر ... التفات الى شي آخر ... لنفسه كان ... حق التجويز والا

کہ ... بغیر التفات ... کے طرف غیر کی ... حق تجویز والا تجویز کا

تجويز بالقياس الى الحقيقة وحق النسبة الى ... الضرورة للعلية ... اقتضاء

اور حق نسبت وجود و عدم کا طرف اوسکے ... ضرورة کا ... سلب ... علت کے ...

منه كذلك بل لعدم اقتضائه للضرورة كما ان الوجوب بالذات هو كون الشي بحيث اذا

اقتضاء کے بلکہ یہ سلب ... ہو کہ اوسکو عدم اقتضاء ضرورة کا ہے جیسا کہ وجوب بالذات ہونا شے کا ہے

اخذ بذاته من غير التفات الى غيره كان حقه الضرورة التجويز وانه يجب له الوجود بذاته لا باقتضاء

... کہ جب اوسکے ذات پر ... لحاظ کریں بلا التفات طرف غیر کے حق اوسکا یہ ہے کہ وہ واجب الوجود بذاته ہو ...

ممتنع بالذات اور ملن عام بالقیاس الی الغیر ہیں تمام ہوا کلام او سکا ملخصا

او ممتنعا بالذات انتہی کلامہ ملخصا وقال السید فی حاشیتہ علی شرح المواقف ان الامکان بالغیر

اور شرح مواقف پر جو سید زاہد ہروی کا حاشیہ ہے اوسمین اوسنے کہا ہے کہ امکان بالغیر

یتصور علی نحوین الاول ان یکون باقتضاء الغیر ایاہ والثانی ان یکون بالقیاس الی الغیر

دو طرح پر ہے ایک یہ کہ غیر نے اوسکا اقتضاء کیا ہو اور دوم بقیاس طرف غیر کے ہو دونی اور ہر ایک دنین سے

وکل منہما علی وجہین الاول ان یکون ہذا الامکان سلب الضرورۃ الذاتیۃ والثانی ان یکون سلب

دو طرح پر ہے ایک یہ کہ یہ امکان سلب ضرورۃ ذاتیہ کا ہو اور دوم سلب ضرورۃ مطلقہ کا ہو اور نحو

الضروری المطلقۃ والنحو الاول باطل علی کلا الوجہین اما علی الوجہ الاول فلانہ ان کان فی

اول ہر دو طرح پر باطل ہے طرح اول پر یون باطل ہے اگر وہ واجب و ممتنع میں ہووے

الواجب والممتنع یلزم اجتماع النقیضین او ما فی حکمہ فان الوجوب والامتناع ضرورۃ احد

تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے کیونکہ وجوب و امتناع ضرورۃ ایک دو طرف کی ہے اور امکان

الطرفین والامکان سلب ضرورتہما وان کان فی الممکن یلزم توارد العلتین او ما فی حکمہ فان الذات

سلب ضرورۃ دو طرف کا ہے اگر وہ ممکن میں ہووی تو توارد دو علت کا لازم آتا ہے امکان سے مراد ہے کے

کافیۃ فی صدقہ واما علی الوجہ الثانی فہو منحصر فی سلب الضرورۃ الذاتیۃ وسلب الضرورۃ الغیریۃ

واسطے فقط ذات کافی ہے اور طرح دوم پر یون باطل ہے کہ وہ منحصر ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ و سلب ضرورۃ

فالامکان الاول فقد عرفت حالہ والامکان الثانی فالامکان فی الواجب والممتنع یلزم توارد العلتین

غیریہ میں اول کا حال تو نے جانا واگر دوم ہو اور ہو واجب و ممتنع میں لازم آتا ہے توارد دو علت کا۔

او ما فی حکمہ فان الذات کافیۃ فی سلب الضرورۃ الناشیۃ عن الغیر وان کان فی الممکن یلزم

اور ذات کافی ہے واسطے سلب اوس ضرورۃ کے کہ جو غیر سے ہے واگر ممکن میں ہووی

اجتماع النقيضين او ما في حكمه لان الممكن لا يخلو عن احدى الضرورتين والنحو الثاني جائز على كلا الوجهين

امتناع نقيضين لازم آوے . كيونكه دو ضرورة سے ايک ضرور ہوتی ہے اور نحو دوم ہر دو وجه پر جائز ہے

اولا استحالة في سلب ضرورة شيء بالنظر الى غيره وهذا النحو على الوجه الاول مختص بالممكن بالذات

از سلب ضرورة شيء كا بنظر طرف غير کے ہووی یہه محال نہیں اور یہه نحو بر وجه اول مختص ساتھه ممکن بالذات کے ہے

فانه بعينه الامكان الذاتي الماخوذ مع القياس الى الغير لان الامكان الذاتي سلب الضرورة الذاتية

که وہ بعینه امکان ذاتی ہے ماخوذ ساتھ قیاس طرف غیر کے کیونکه امکان ... اور ضرورة کا ہے که جو پیدا ہوتی ہے

عن الذات سلبا بسيطا وذلك لصدقه بان لا تقتضي الذات ضرورة الطرفين ولا يكون

ذات سے یہه سلب ... بایں طور که نه مقتضی ہو ذات ضرورة طرفین کو اور نه ضرورت ذات جزء ذات کے

ضرورتها بالغير ... [illegible]

او ... [illegible]

والامتناع بالقياس الى الغير ... [illegible]

غير ... [illegible]

الى ... النحو الوجه الثاني ... [illegible]

نہیں ... ہو که ضرورة ... ہے تمام ہوا ... کلام ... کا

... [illegible] ... رفع الحجب عن اعين الطلاب

... ضرورت ... یہه کلام ... طالب علم کی آنکھوں سے پردہ جہالت کا دور

ومن الله الهداية الى الصواب فاتضح لك من هذا البيان الموضح والكلام المشرح ان خلاف ما اخبر الله

ہوئے اور خدا راہ راست ہدایت کرتا پس اس بیان دراز سے تجھکو واضح ہوا که خلاف خبر و علم خدا کا ممکن

تعالى او علمه غير ممكن بالذات ولما كان غير ممكن بالذات لا يدخل تحت قدرته تعالى اذ لا بد من

بالذات نہیں اور جو غیر ممکن بالذات کا ہے وہ تحت قدرة خدا کے داخل نہیں تحت قدرة خدا کے وہ

دخول الشيء تحت القدرة كونه ممكنا فلما لم يكن ممكنا فلا يدخل تحت القدرة اصلا فنظير نبينا الذي

چیز داخل ہو که جو ممکن ہووی اور جو ممکن نہیں وہ تحت قدرة خدا کے داخل نہیں پس نظیر خاتم الانبیاء کا که

هو خلاف علمه تعالى واخباره لا يكون داخلا تحت قدرته سبحانه وتعالى فلا يكون ممكنا اصلا فيكون

جو خلاف علم و خبر خدا کے ہے داخل تحت قدرة خدا تعالے کے نہیں ہے پس ممکن نہوگا بلکه نظیر خاتم الانبیاء کا

ممتنعا بالذات ثم اعلم انه لما اورد علی ہذا العالم الخاصم لو وجد نظیر نبینا الکان ہو خاتم النبوة وکما کان

ممتنع بالذات ہوگا جب مولوی اسمٰعیل صاحب مرشد اتباع وابنا عبد الوہاب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ اگر نظیر خاتم کا موجود

ہو خاتم النبوة لکان کلام اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کاذبا

ہووے وہ بالضرور خاتم النبوة ہوگا اور جب نظیر خاتم النبوة ہوا کلام خدا کا کہ محمد مردوں سے کسیکے باپ نہیں مگر وہ پیغمبر اور خاتم

فنتیج لو وجد نظیر نبینا الکان کلام اللہ تعالیٰ کاذبا والکذب محال علیہ تعالیٰ وہذا المحال انما نشأ من احتمال

النبیاء ہے یہ کاذب ہوگا پس نتیجہ اس قیاس کا یہ ہوا اگر نظیر خاتم الانبیاء موجود ہو کلام خدا کا کاذب ہوا اور کذب خدا پر محال

نظیر نبینا والمستلزم للمحال محال لان الممکن لا یستلزم المحال کما تقرر فی الاذہان الحکماء وعقول العلماء

ہے اور یہ محال احتمال نظیر خاتم الانبیاء کی بدولت لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن محال کو مستلزم نہیں ہوتا ہے کہ جیسا حکماء وعلماء نے کہا

الذین لم یصعدوا ربوة الکمال وشنظوة التکمیل فلاح لی من ہذا الجواب الذی ذکرہ من الکتب

یہ جواب ان کتب میں مسطور ہے کہ جنکو مبتدی پڑھتے ہیں جانو اس جواب سے اوکے کہ علم وکم فہمی جو سے ظاہر ہو گئی

المتداولة فی ایدی الطلبة سعة ومیعة من العلم والفطانة واستبان عندی کثرتہ وقلتہ

اور مجکو یقین ہوا کہ علوم حکمیہ وفنون فلسفیہ سے اوکو بہت کم تحصیل تھی جہلا کی نظر میں وہ معقولی بھی تھا

من الفہم والدرایة وتیقنت انہ کان لفیف المتاع وطفیف البضاع من صحف الفلسفة

وزبر الحکمة بل الحق ان المستلزم للمحال محال قطعا والممکن لا یستلزم المحال اصلا وما نجی الوہم

بلکہ حق یہ ہے کہ مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور وہ جو وہم سے کسی کے دل میں شک کیا ہو

الجموح اللجوج فی اذن قلب الشاک ان عدم العقل الاول ممکن یستلزم المحال الذی ہو عدم الذات

کے کہا ہے کہ عدم عقل اول کا ممکن ہے مستلزم ہے عدم واجب کو کہ محال ہے اسی مسئلہ کی بنیاد ہے

تعالی انما بناؤه علی التدلیس والتلبیس ومنشاؤه التخلیط والتسویة فان الممکن لا

دھوکہ دینے اور ملمع کرنے پر ہے اس مغالطہ میں الخ ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں ہوتا ہے بلکہ محال محالی کو مستلزم ہے

یستلزم المحال اصلا بل المحال یستلزم المحال قطعا وتشریحه ان العقل الاول الذی

توضیح و تشریح اسکی یہہ ہے کہ عقل اول کے علت تامہ فقط خدا تعالی ہے اس عقل کے واسطے دو عدم متصور ہین

علته التامة الواجب تعالی فقط یتصور له عدمان الاول العدم الذاتی الذی لذات کل

اول عدم ذاتی ہے کہ جو ہر ممکن کو مرتبہ ذات میں بلا افاضہ و جعل جاعل کے ہے جیسا کہ وہی کہتے ہین

ممکن فی مرتبة ماهیته من حیث هی بلا لحاظ افاضة الجاعل الفیاض کما قالوا المعلول له

کہ معلول کو در حد ذات خود دیکھے سے نیستی اور اسکو علت کی طرف سے ہستی ہے پس یہہ عدم ذاتی عقل اول

عن ذاته لیس وله عن علته ایس فهذا العدم الذاتی له فی مرتبة ماهیته من حیث هی هی قبل

کو مرتبہ ماہیت من حیث ہی ہی میں ہے اور بعد افاضہ جاعل حق کے پہلے یہہ عدم اور اسکو مرتبہ ذات من حیث ہی

بعد تجوهره وتقرره بافاضة الباری القیوم واضافة فیض الجاعل الحق ثابت وممکن لکنه لا

ہی میں ثابت ہے اور ممکن ہے لیکن یہہ عدم ذاتی جو قبل جعل جاعل کے ہے مستلزم عدم خدا کو نہین اور

یستلزم عدم الواجب تعالی اصلا والثانی العدم الطاری له بعد تحققه فی بقعة الوجود وفناء

دوسرا عدم وہ ہے کہ جو بعد وجود اسکے ہے یہہ عدم عقل اول کو محال ہے کیونکہ وجود و عدم معلول کا مترتب وجود و عدم علت پر ہے

الکون وهذا العدم للعقل الاول محال قطعا اذ وجود المعلول وعدمه مترتب علی وجود العلة

بدون انتفاء علت تامہ کے عدم معلول کا متصور نہین جیسا کہ کہا ہے جب پہلی علت منتفی ہو پھر معلول منتفی ہوتا ہے

التامة وعدمها فما لم ینتف العلة التامة لا یتصور عدم المعلول لذا قالوا ان المعلول ما ارتفع

اور انتفاء خدا تعالی کا محال قطعی ہے پس عدم عقل اول کا بعد وجود کے محال قطعی ہے اور یہہ

الا بعد ارتفاع العلة قبله بالذات وانتفاء الواجب بالذات جل سلطانه محال قطعا فکذا عدم العقل

عدم محال مستلزم ہے عدم واجب کو ہی اور جو عدم ممکن قبل وجود کے ہے مستلزم عدم واجب کو نہیں پس محال محالی کو

الاول بعد فیضان الوجود عن الباری ذی الجود فهذا العدم المحال للعقل الاول یستلزم

مستلزم ہو ممکن محال کو مستلزم نہوا ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور یہہ حل اس شبہہ کا بندہ کے خواص فکریہ اور سوانح

المحال الذی هو عدم الواجب بالذات تعالی عنه فالعدم الممکن لا یستلزم المحال والعدم الذی

فکریہ سے ہے دیگر فضلا نے اپنے فکر کے موافق اسکے جواب دئے ہین فاضل مرزا جان نے اس شبہہ کا یہہ جواب دیا

يستلزم المحال محال لا ممكن فالممكن لا يستلزم المحال اصلا وللفضلاء الكملاء في حل

هذا الشك المستعصي عند الطلباء تقريرات مختلفة واجابات متناقضة ... منها

في حاشيته على الحاشية القديمة الدوانية على شرح التجريد الجديد ... بيان امكان

عدم المعلول الاول انما هو بالنظر الى ذاته بحسب نفس الامر وامتناع عدمه ...

عدم الواجب لذاته انما هو ... في نفس الامر بالنظر الى ذات المعلول الاول

انتهى كلامه ... واجاب المحقق الطوسي ... بان ... عدم المعلول

الاول عدم الواجب بالذات ليس ... بل ... المحال بالذات ...

انما يستلزم عدم علية العلة الاولى ... لا عدم ذات العلة الاولى ...

الاول لا متعلق بالمعلول الاول الا بما هي علة وعدم علية العلة الاولى ممكن ...

العلة الاولى مستحيل فاذن لم يستلزم الممكن المحال الا بالعرض ... وهو عدم كون العلة

بما هي متصفة بالعلية واجبة في ذاتها ... كون العلة في الواقع واجبة

في ذاتها وانما ذلك من حيث انها ... متصفة بالعلية ...

[illegible]

[illegible]

دو مرا یہ ہو کہ جو خدا کی طرف سے ہے تعلق اور علیت خدا کو معلول کی ذات سے بسبب وجود کے ہے اور ماہیت سے [illegible]

الا انحاء الوجود ليست والماهية لاعلاقة لها بالذات مع اصله الا من قبل الوجود فمعنى الامكان في

بالذات خدا کو نہیں مگر بجہت وجود کے اور ممکن میں جو امکان ہے اوسکا یہ معنی ہے کہ وجود ممکن کو بذاتہ ربط و تعلق ہے

الوجود الممكن هو كونه بذاته مرتبطا ومتعلقا وتحقيقه ربطا وتعلقا الى الوجود الواجبي وفي الماهية

وجود خدا سے نسبت ماہیت کے فرق عدم وجود کے برابر ہے پس معلول اول کو اگر باعتبار کی ماہیت [illegible]

تساوي نسبتها الى الوجود والعدم او سلب ضرورتي الوجود والعدم فالمعلول الاول ان اعتبرت

ماہیت کے [illegible] عدم اوسکا [illegible] ممکن ہے [illegible]

ماهيته التي هي عبارة عن مرتبة التقرر فعدمه ممكن بهذا الاعتبار وليس يستلزم عدمه عدم الواجب

[illegible] عدم اوسکے [illegible] وجود کے [illegible] عدم ممتنع ہے کیونکہ

بهذه الجهة لعدم الارتباط بينه وبين الواجب من هذه الجهة وان اعتبر من حيث وجوده المتقوم

وجود اوسکا مربوط بوجود خدا ہے امکا عدم مستلزم عدم واجب کا ہے کہ وہ محال ہے پھر ممکن ہرگز محال کو مستلزم

الاول الواجب فعدمه ممتنع لعدم تقومه [illegible] حتى يلزم من عدمه عدم الواجب تعالى الذي

نہیں تمام ہوا کلام [illegible] جواب [illegible] کتب قوم میں [illegible]

هو مستحيل بالذات فالممكن لا يستلزم المحال انتهى كلامه ولهذا الشك اجوبة اخرى مسطورة في

[illegible] ابلاغ عبد الوہاب مولوی اسمعیل صاحب کے امکان

كتب القوم وسادسها تهافت [illegible] اعلم ان للقاعدة الامكانية [illegible]

نظیر خاتم الانبیاء [illegible] شبہات [illegible]

ظنوا [illegible] انه قد وقع في بعض كتب اصول الفقه انه لا يدخل للعلم في

کہ بعضے کتب اصول میں لکھا ہے کہ علم تابع معلوم کا ہے اوسکو امکان و امتناع شی میں کچھ دخل نہیں علم متعلق

امكان الشيء وامتناعه لانه تابع للمعلوم فان كان المعلوم في نفسه ممكنا فالعلم متعلق به من حيث

ساتھ ممکن کے ممکن ہے اور علم متعلق ساتھ ممتنع کے ممتنع ہے کلام امکان بالذات میں ہے | امکان بالغیر میں

[illegible marginal notes]

انه ممكن وامكان المعلوم ممتنع او غير ممكن فانه يتعلق به من حيث انه ممتنع كيف لا والامكان لا يكون

بالغير لان الكلام في الامكان بالذات وليس العلم سببا لوجود المعلوم ولا مصيرا الشيء بالعلم

ممكنا او ممتنعا انتهى كلامه هو لانا العلوم كالانعام بل هم اضل هذا الكلام

فعليا كان او

انفعاليا ممنوع لان العلم الفعلي متبوع المعلوم لا تابعه وان اراد به العلم الانفعالي فمسلم لكنه

لا يجديه ولا يضرنا لانا نقول العلم الفعلي مقدم على ايجاد الشيء المعلوم الممكن وهو تابع للعلم الانفعالي

وانا بانه فلانه ما اراد بقوله لا مدخل للعلم في امكان الشيء وامتناعه ان اراد به ان علم الممكن لا مدخل

له في امكان الشيء وامتناعه فمسلم لكنا نقول ان علم الواجب تعالى له مدخل في امكان الشيء وامتناعه

فما وقع في علمه تعالى فهو ممكن وما لم يقع في علمه فهو ممتنع وان اراد به العلم مطلقا سواء كان علم الواجب

او علم الممكن لا مدخل له في امكان الشيء وامتناعه فممنوع قطعا لما علمت ان ما وقع في علمه تعالى

فهو ممكن وما لم يقع في علمه فهو ممتنع وقد علمت ايضا ان علمه تعالى وعين قدرته فما لم يقع في علمه

لم يقع تحت قدرته وما لم يقع تحت قدرته لا يكون ممكنا ولعلنا نذكر

اصلا قال الامام الرازي في شرح الاسماء الحسنى انه تعالى علم ان بعض الاشياء يقع وبعضها

امام رازی نے شرح اسماء حسنی میں کہا ہے کہ خدا تعالی نے جانا کہ بعض اشیاء واقع ہونگے اور بعض نہ واقع ہو سکے اور علم

لا يقع والعلم بالوقوع مضاد للاوقوع والضدان لا يجتمعان لكن ابطال علم الله محال فازالة

وقوع کا ضد لا وقوع سکے ہے اور دو ضد جمع نہیں ہوتیں لیکن ابطال علم خدا کا محال ہے پس ازالہ اس ضد کا

هذا الضد محال فدخول الآخر في الوجود محال فما علم انه يقع كان واجب الوقوع وما علم انه لا يقع

محال ہے پس وجود ضد دیگر کا محال ہے جس چیز کا وقوع علم خدا میں ہے اوسکا وقوع واجب اور جسکا وقوع علم خدا میں

كان ممتنع الوجود والوقوع وانه تعالى حكم على ابي لهب بانه لا يؤمن وهذا الخبر ممتنع الزوال فكان

نہیں اوسکا وجود و وقوع ممتنع ہے خدا تعالی نے ابی لہب پر حکم عدم ایمان کا کیا اور یہہ خبر ممتنع الزوال ہے پس ایمان لانا ابی لہب کا محال

وجود الايمان له ممتنعا قطعا انتهى كلامه وهذا الكلام من هذا الامام يدل صراحة على ان ما علمه الله و

ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور یہہ کلام اس امام کے صاف اسپر دلالت کرتی ہے کہ خلاف علم و خبر خدا کا محال ہے پس علم خدا کو دخل

اخبره خلافه عدم فلعلمه سبحانه مدخل تام في امكان الشيء وامتناعه وقال العلامة نظام الملة والدين النيسابوري

امکان و امتناع [illegible] ہے اور خدا تعالی نے قرآن میں کہا ہے کہ [illegible] جن و انسان جہنم کیواسطے پیدا کئے

في تفسير قوله تعالى ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها انه تعالى بين انه خلق كثيرا من الجن

ہیں [illegible] نیشاپوری نے اسکے تفسیر میں کہا خدا نے اکثر اشخاص واسطے جہنم کے پیدا کئے ہیں اور

والانس لجهنم وقد علم ذلك في الازل وخلاف معلومه محال وقال في تفسير قوله تعالى ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو

ازل میں ایسا ہی جانتا تھا اور خلاف اوسکے علم کا محال ہے اور خدا نے کہا اگر خدا ازل میں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا اور وہی بر تقدیر

اسمعهم لتولوا وهم معرضون استدلت الاشاعرة بهذه الآية على ان صدور الايمان عن الكافر الابدي محال

سماعت دینے کے یہہ حق سے بیزار ہوتے اسکے تفسیر میں نیشاپوری نے کہا کہ اہل سنت اس آیت سے استدلال کرتی ہیں کہ وجود ایمان کا کافر ابدی سے محال ہے

لانه تعالى اخبر انهم على تقدير الاسماع معرضون وخلاف علمه وخبره محال انتهى كلامه واما ثالثا فلان قوله ليس

کیونکہ خدا نے خبر دی کہ وہی بر تقدیر سماعت دینے کے بھی دین سے بیزار ہونگے اور خلاف علم و خبر خدا کا محال ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور سوم

العلم سببا للوجود والعدم لمعلومه لعله اراد به ان علم الممكن للاشياء لا يكون سببا للمعلوم فمسلم لكن الكلام ليس فيه بل الكلام

یہ کہ [illegible] معلوم کا نہیں اگر یہہ مراد ہے کہ ممکن کو جو علم اشیاء کا ہے یہہ علم سبب معلوم کا نہیں البتہ مسلم ہے اگر ہمارے کلام اس

في علم الله تعالى للباري تعالى وان اراد به مطلق العلم سواء كان علم الممكن او علم الواجب فعليا كان او انفعاليا

علم میں نہیں ہے کلام ہمارے علم [illegible] تعالی میں ہے اور اگر مراد اوس سے مطلق علم ہے خواہ علم ممکن کا یا خدا کا فعلی ہو یا انفعالی کوئی علم

لا یکون سببا لوجود المعلوم فیمنع قطعا قال الشیخ الرئیس فی التعلیقات العلم فی الاول الحق غیر مستفاد

وجود معلوم کا باعث ہوتا ہے تو ممنوع ہے شیخ بوعلی سینا نے تعلیقات میں کہا ہے علم خدا کا غیر مستفاد ہے موجودات سے بلکہ اونکا باعث وجود ہوتا

من الموجودات بل علمه سبب للوجود فالموجودات معلولة فلا یجوز ان یکون علمه مستفادا من خارج فیکون سببا لوجود

کا ہے اور یہ نہیں کہ جائز نہیں اور علم کو مستفاد قرار دینے سے سبب ہونا اوسکا وجود شی کا ہے تمام ہوا کلام شیخ کا اور شبہ دوم یہ ہے کہ خدا تعالی

الشیء الذی کان الامر وصفها ان الامام الرازی قال فی تفسیر قوله تعالی ولله ما فی السموات وما فی الارض

نے کہا جو آسمان اور زمین میں ہے اوسکے قبضہ قدرت میں ہے جسکو چاہے بخشے جسکو چاہے عذاب دے امام رازی نے اسکی

یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء ان لله سبحانه ان یدخل الجنة بحکم الالهیة جمیع الکفار وله

تفسیر میں کہا خدا تعالی کو شایاں ہے اگر چاہے کفار کو داخل جنت کرے اور چاہے ابرار کو جہنم میں ڈالے اوسکو اسپر اعتراض نہیں

ان یدخل النار بحکم الالهیة جمیع المقربین والصدیقین ولا اعتراض علیه والبرهان العقلی یوکد ذلک

اور برہان عقلی اسپر یہ ہے کہ فعل بندہ کا موقوف ارادہ پر ہے اور وہ ارادہ خدا نے پیدا

لان فعل العبد یتوقف علی الارادة وتلک الارادة مخلوقة لله تعالی دفعا للتسلسل فاذا خلق الله

کیا ورنہ تسلسل لازم آوے پس جو ارادہ طاعت کا اوسنے پیدا کیا بندہ سے فرمان برداری ہوگی اور جو ارادہ نافرمانی کا پیدا

تلک الارادة للطاعة اطاع واذا خلق النوع الاخر من الارادة عصی فطاعة العبد ومعصیته

کیا نافرمانی ہوگی پس طاعت و معصیت بندہ کی خدا کی طرف سے ہے اور فعل خدا کا خدا پر کوئی چیز

ایضا من الله تعالی وفعل الله لا یوجب علی الله شیئا فلا الطاعة توجب الثواب ولا المعصیة توجب

واجب نہیں کرتا پس نہ طاعت موجب ثواب کی ہے اور نہ معصیت موجب عقاب کی بلکہ سب بحکم خدا ہیں

... فصح ما ادعینا انه لو شاء لیعذب جمیع المقربین

پس ہمارا دعوی صحیح ہوا اگر وہ جملہ ابرار کو عذاب دے تو بہتر ہے اور اگر جملہ کفار کو بخشے تو بھی بہتر ہے اگر کوئی کہے

لحسن منه فیه ولو شاء لرحم جمیع الفراعنة لحسن منه فان قیل الیس ثبت انه لا یغفر الکافرین ولا

کہ قرآن سے کفار کو عذاب اور ابرار کو ثواب ثابت ہے جواب دیں گے یہ ہے کہ معنی آیہ کا یہ ہے کہ اگر وہ ایسا

یعذب الملائکة والانبیاء قلنا مدلول الایة انه لو اراد لفعل لا اعتراض علیه وهذا لا یقتضی

ارادہ کرے تو اسپر اعتراض نہیں اور یہ معنی مقتضی فعل کو نہیں تمام ہوا کلام امام کا اب اتباع

الا ان الفعل او لا الفعل انما هی کالامه وقد علم الله انه یکون السعداء والمقربین فی جنات النعیم

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ابرار کے جنتی ہونیکا خدا کو علم ہے اور خبر ہے اسکی دی ہے اور اشقیا کے جہنمی ہونیکا

وکون الاشقیاء فی عذاب الیم مع انہ قال یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء فعلم منہ
علم تہا اور خبر دی اسکے واسطے پہر اوسنے کہا جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب دے پس معلوم ہوا کہ
ان خلاف ما علم واخبر مقدور لہ تعالی ہذا من سقطاتہم وخبطاتہم تلک امانیہم قل ہاتوا برہانکم
جو خلاف اوسکے علم و خبر کا ہے وہ اوسکے قدرت میں ہے تمام ہوا کلام اونکا یہہ اونکے ہوسات ہیں کہہ لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہیں تو کوئی
ان کنتم صادقین والجواب عن ہذا التمسک السخیف والمتشبث الضعیف بوجوہ الاول
برہان لاؤ من اور اس تشبہ ضعیف اور تمسک سخیف کے چند جواب ہیں اول یہہ کہ یہہ کلام
ان ہذا الکلام مناقض لما ذکرت منہ مرارا والثانی ان کلمۃ من عام معنوی وقد تقرر فی
مناقض اوس کلام امام کے ہے کہ جو مذکور ہوئے دوم یہہ کہ کلمہ من کا عام معنوی ہے اور علم اصول
الاصول ما من عام الا وقد خص عنہ البعض فیجوز ان یکون المراد فی ہذہ الایۃ العصاۃ من المومنین
مین مقرر ہی کہ ہر عام سے بعض جیسے خاص ہوتی ہے پس جائز ہے کہ مراد اس آیۃ سے مسلمان گنہگار ہوں نہ کفار مطیعان
لا الکفار والمقربون قال ہذا الامام فی تفسیر قولہ تعالی واللہ علی کل شئ قدیر ہذا یقتضی ان یکون
خدا نے کہا خدا ہر شی پر قادر ہے امام رازی اسکے تفسیر میں کہا یہاں خاص مراد ہے کہ جو چیز خدا کا ہے
قادرا علی نفسہ ثم خص بدلیل العقل فہذا انتہی کلامہ اولی وکذا اخص ہذہ الایۃ بقولہ تعالی ان الابرار
تمام ہوا کلام اوسکا لیکن میں کہتا ہوں کہ آیۃ مذکور مخصوص ہے ساتھ اسکے خدا نے کہا کہ ابرار جنت میں اور کفار جہنم
لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم وبقولہ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر وبقولہ فمنہم شقی وسعید
میں و دیگر کہا ایک فرقہ جنت میں اور کہا جہنم میں دیگر کہا اشقیا جہنم میں ہونگے اور سعدا جنت میں یہہ آیات مخصص
واما الذین شقوا ففی النار واما الذین سعدوا ففی الجنۃ وغیرہا مما عدا الکفار والابرار والثالث
اوس آیہ مذکور کے ہیں اور سوم یہہ کہ کلام امام رازی سے یہہ بات کہ خلاف علم و خبر خدا کا اوسکے
ان ہذا الکلام من ہذا الامام لا یدل علی ان خلاف ما علم واخبر بہ داخل تحت تعلق قدرتہ وارادتہ
قدرت میں داخل ہے ور اسلیے بہت نکلے بیان کیا کہ خلاف اوسکے علم و قدرت کا اوسکے تحت قدرۃ نہیں
وقد صرح فی مواضع کما علمت ان خلاف ما علمہ اللہ واخبر بہ لا یدخل تحت قدرتہ وارادتہ لعلہ
اور تحت ارادہ کے جیسا کہ مذکور ہوا اور یہہ کلام مذکور امام کے رد معتزلہ میں ہے وہ کہتے ہیں خدا پر واجب ہے کہ مطیع
وانما قال (ہذا) الکلام ردا للمعتزلۃ یقولون ان الثواب للمطیع واجب علی اللہ تعالی والعقاب
کو ثواب دی اور عاصی کو عذاب پس امام نے ویکے رد میں کہا کہ ثواب عقاب مردود ہستیہ خدا تعالے کے یہی کوئی جبر

للمعاصی واجب علیہ فیما قال الثواب والعقاب کلاہما بمشیۃ اللہ تعالی والرابع ان العلامۃ النیسابوری

فی تفسیر ہذہ الآیۃ الشریفۃ قال والتحقیق ان العذاب لازم ملکۃ العصیان وکذا القرب منہ تعالی

تفسیر آیہ مذکور میں کہا تحقیق یہ ہے کہ عذاب لازم ملکہ عصیان کا ہے اور قرب حق تعالی لازم ملکہ طاعت کا ہے

لازم ملکۃ الطاعۃ فان ارید بالوجوب ہذا فلا نزاع وان ارید غیر ذلک فممنوع انتہی ہذا من

کلامہ اقول ومن البادی عند المہتدی ان لازم الشیء لا ینفک عنہ اصلا والا لم یکن لازما

فاذا کان العذاب لازم ملکۃ العصیان والقرب منہ تعالی لازم ملکۃ الطاعۃ فکیف یغفر الکفرۃ والفجرۃ ویعذب

الملائکۃ الابرار والصلحاء الاخیار وانما نرید بالوجوب ہذا وبالجملۃ فمن اخبر تعالی بدخولہم النار

نعلم انہم یدخلون النار وہو سبحانہ لا یغفر لہم ومن اخبر بدخولہم الجنۃ نعلم قطعا انہم یدخلون الجنۃ

ویحول علیہ تعالی

المستلزم للمحال فادخال اللہ تعالی الاشقیاء فی الجنۃ والسعداء فی جہنم محال قطعا لیس الامر فی قدرتہ ولا فی ارادتہ

اصلا وقولہ انہ لو اراد لفعل یشیر الیہ لکنہ سبحانہ الصادق لم یردہ اصلا قال العارف الشیخ محیی الدین

ابن العربی قدس سرہ لو لم یکن للافعال خصوصیۃ ذاتیۃ لثمراتہا المخصوصۃ بہا ویکون الافعال التی

علی ہوی النفس والتی علی خلاف ہواہا سواسیۃ فی تعلق ثمراتہا بہا یلزم نسبۃ الظلم الی اللہ تعالی

عن ذلک فان الطاعات الواجبۃ کلہا علی خلاف ہوی النفس ولہذا قال النبی صلعم افضل العبادات

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا افضل ہمہ عبادات کا وہ ہے کہ جسمین نفس کو زیادہ رنج ہو یعنی جو فعل خلاف خواہش نفس کے

احمزہا ای الفعل علی خلاف ہوی النفس عین الطاعۃ والمعاصی کلہا علی وفاق ہوا واذ

وہ عین طاعت ہے اور جملہ معاصی موافق خواہش نفس کے ہین پس جب طاعات مساوی نسبت ہوئے واقع مین تو انکو مناط ثواب و عقاب

وفاق الہوی لنفس المعصیۃ واذا کانت الطاعات مساویۃ لنسبۃ فی الواقع لجعلہا مناطا للثواب

بنانا اور ایسا ہی معاصی کو مناط ثواب و عقاب کا بنانا پس معاصی کا حرام کرنا واسطے باز رکھنی نفس کے شہوات سے بلا فائدہ

والعقاب وکذا المعاصی لجعلہا مناطا لہا فتحریم المعاصی لکف النفس عن الشہوات

اور جو رعلیسرا سکا خدا کرتا سندہ راحت دین و دنیا کو پہونچتا تمام ہوا ترجمہ اوسکے کلام بلند کرے

واتحامہا فی القہر فی الدنیا بلا فائدۃ ولو عکس اللہ الامر لفاز العبد بالراحتین فی الدنیا و

خدا مقام اوسکا اور فاضل میبدی نے فواتح میں کہا ہے کہ قضا علم اجمالی ہے

الاخرۃ انتہی کلامہ ورفع اللہ مقامہ وقال الفاضل المیبدی فی الفواتح وقضا حکم اجمالی

احوال موجودات پر جیسا کہ حکم موت ہر انسان کا اور قدر تفصیل اس حکم اجمالی کی ہے

باحوال موجودات مثل حکم بموت ہر انسان وقدر تفصیل این حکم است بتعین اسباب واز منہ

اپنے اسباب اوقات کے جیسا کہ موافق قابلیت کے جیسا کہ حکم موت زید کا فلان روز

بحسب قابلیات مثل حکم بموت زید در فلان روز وبفلان زمین وقضا تابع علم ازلی بموجود

فلان زمین مین خدا کو جو علم ازلی ہے موجودات کا ہے اس علم کے قضا تابع ہے اور جو خدا کو علم اعیان ثابتہ

واین علم باعیان ثابتہ است ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من

کا ہے یہ علم ازلی اوس علم کا تابع ہے خدا نے کہا جو مصیبت زمین مین یا تمکو پہونچی ہم اسکو پہلی اپنی کتاب مین

قبل ان نبراہا قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ہر شئ بلسان استعداد فیض خاص از

تمہارے پیدا کرنے سے پہلے درج کر چکے ہین نہین ہمکو پہنچا مگر جو خدا نے ہمارے واسطے لکھا ہے ہر چیز بزبان استعداد فیض خاص

خدا میطلبد و بحکم ادعونی استجب لکم دعائی مستجاب میشود و مقصود میرسد از جانب مبدأ

خدا سے مانگتی ہے اور خدا اسکے دعا قبول کرتا ہے کہا اوسنے تم مجھسے دعا کرو مین قبول کردن مبدا کیطرف بخل نہین خوشنود ایمان

بخل نیست لکن مستعد ایمان است ایمان مییابد ودیگر مستعد کفر است کفر مییابد الٰہی

کا ہے ایمان پاتا ہے اور مستعد کفر کا کفر پاتا ہے خدا نے کہا کہ اگر خدا یمان مدلا دیکھے اسکو تو اور نہ تم اتنا مراد سکتے

الذين كفروا سواء عليهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون وما ظلمهم الله ولكن كانوا أنفسهم

بیشک جو کافر ہیں برابر ہے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے ایمان نہ لاویں گے [illegible] شیطان [illegible] ملامت کرو اپنے

يظلمون فلا تلوموني ولوموا أنفسكم إذ أراد بهم ما اقتضى بحسب الاستعداد وما أخذ بوعده

[illegible] استعداد میں [illegible] اور [illegible]

إنه لا يهدي قادم قضايا ما أحب بحسب طيب الذات إذا قادم أكرموا قضايا ما قدر عليهم

[illegible] اور [illegible] ہدایت کرسکتا ہے

إنه ليس لنا إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء ومن قضايا العرب

ہدایت [illegible] ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت [illegible] اور [illegible]

أعمالكم ترد إليكم ولمن قضايا تنوبه السنة كما أمر بهم إذ قضايا ثواب وعقاب

[illegible] اور ثواب عقاب [illegible]

حاصل وتوبه تابعة للحسنة مقتضى الحسنة فعل وسيئة مستدعى ما ترتب

[illegible] اور [illegible]

السيئة [illegible] فيما يتعلق بالكمال الذين الحق كمال الملة والدين أسبابها

[illegible] کمال الدین [illegible] عروة الوثقى میں [illegible] کلام کو دراز کیا [illegible]

وقد فسر بتفصيل هذا الكلام بعبارة مختصرة في العروة الوثقى وأما إذا كان فعالا

[illegible] اور [illegible] افعال [illegible]

مترتب الثمرات على الأفعال سواء كانت حسنة وسيئة على حسبها ضروري فإنه

[illegible] اور [illegible] وجود کے [illegible] عدم [illegible]

أحكام الأفعال الخاصة بتوسط الاستعداد المخصوص اللازم لهويات الأشخاص [illegible]

وجود میں [illegible] اور نظام وجود میں [illegible] ضروری ہے [illegible] اور [illegible] حکمت [illegible]

في وجود الأشخاص أخرجها من الجنس إلى الأعيان ضروري لاقتضاء حقائقها وجودها

[illegible] اور [illegible] ہے پس حقائق [illegible]

نظرا إلى كونها دخيلة في النظام الأوجد الذي هو مقتضى الصفات الكاملة ومعها حق

الوجود يقتضي الى ما هو خير محض او شر محض [illegible] استعداده [illegible]

چاہتے ہیں اوسکو کہ جو اوسکے وجود یا عدم یا خیر یا شر ثواب یا عذاب سے تعبیر

الشر القليل ولا شك ان منع الخير الكثير للشر القليل خلاف المعقول قطعا وبالجملة حقائق

ہے اور خدا تعالے ہر شخص کو حسب استعداد و لیاقت کے فیض دیتا ہے استعداد حقائق

الاشياء اقتضت ما ترتبت عليها ودعت بلسانها من وجود او عدم خير او شر ثوابا كان

فیض خاص کو چاہتے ہیں بر خلاف استعداد کے فیض محال ہے اور یہی خدا نے قرآن شریف میں فرمایا

اوعقابا وهو تعالى انما يفيض الفيض حسب الاستعداد في الاشخاص لان الفعل

ہم نے ان پر نہیں ظلم کیا لیکن انہوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا ہے اور تکلیف شرعی ایک کشف

على خلاف داعي المرجح مستحيل قطعا وهذا ما قال الله تعالى وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون

و بیان ہے اوسکا کہ جن احوال و افعال کو وہ چاہتے ہیں اور باوجود اسکے کہا خدا نے

وانما التكليف الشرعي بيان وكشف لمقتضيات الاحوال والافعال ومع ذلك ان قوله تعالى ولو شاء الله

کہا اگر میں چاہتا سب کو ہدایت کرتا بلا شبہہ صحیح ہے لیکن بیان اوسکی قدرۃ تامہ و عامہ کا کہ جو جملہ ممکنات بلحاظ

لهدى الناس جميعا حق لا ريب فيه لكنه بيان لعموم قدرته تعالى وشمولها للممكنات باجمعها نظرا الى

اونکی ذات کے شامل ہے مگر بلحاظ خصوصیت استعداد کے یہ ہدایت محال ہے اسواسطے ارادہ اوسکے

نفس حقايقها لكنه مستحيل بالنظر الى خصوصيات الاستعدادات فاذا امتنع المشية لقصور الاستعداد

کا بنظر قصور استعداد کے بعض اشخاص میں ممتنع ہو جیسا کہ کلمہ لو سے ظاہر ہے

فامتنع الهداية العامة على ما يحكم به كلمة لو وان جعلت القضية شرطية فاستحالة المقدم بالذات و

بالعرض لا يضر في صدقها وحينئذ فانحاء التكليف الشرعي الراجع الى البيان والكشف لا يتوقف

حاصل تکلیف شرعی کا طرف بیان و کشف کے ہے بندہ اپنے افعال کا فاعل مختار ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ

على جعل العبد فاعلا بالاختيار وذلك لان الفاعلية الاختيارية مع بطلانه بهذا الاية المصرح

جب تک کسی چیز میں وجوب عدم کے طرف سے نہ ہووے وجود اوسکا ممتنع ہے فاعل افعال عباد کا

المشيئة كونها مساوقة الكسب في عدم انجاه التكليف على تقدير انه لا وجود الا بعد الوجوب

خدا تعالی ہے بندہ کے طرف سے فقط کسب ہی ہے کسب کافی ہے ثواب و عقاب میں اگر

لا اعاقب فيها الّا لان فيضان ثمرات التكليف من الثواب والعقاب لما كان منوطا

کہ نہ عذاب کروں گا ... اور ... بندہ کو ... عقاب ...

بخصوصيات الاستعداد والكسب كان ... والا لزم ان العقاب ظلم تعالى الله تعالى

جو اب ... بسبب اس کے فساد استعداد کے صادر ہوا ہے اور ... استعداد

عاقب على فعله كما زعم المعتزلة والجهمية ان الفعل الذي ترتب عليه العقاب شر

لازم ... خلق ... بندہ ... اقتضا ... استعداد ...

من فساد استعداد العبد اللازم له ولا يصح ان يقال لو لم يخلق الله العبد فلم يصدر

[illegible]

التي هي سبب العذاب الدائم الا ان خالقه واسبابه ... حقيقة وهذا ما قال الله ...

[illegible]

عن المسيء ... فالمؤمن والمسلم ... وهو تعالى اعلى واجل من ان يترك الجود

[illegible]

العام والخير الكثير لاجل الشر القليل وهو قوله تعالى افنضرب عنكم الذكر صفحا ان كنتم قوما مسرفين ولا

[illegible]

يظن ان القول بلزوم العقاب للمعاصي يفضي الى سد باب العفو ... المراد باللزوم

[illegible]

ان المعاصي بنفسها داع ومرجح الى العقاب ان لم يمنع مانع وذلك المانع قد يكون من العبد

جو ... عقاب ... مانع ... بندہ کے طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ توبہ یا استغفار

والاستغفار وقد يكون من الله تعالى بالعفو والكرم لكن العفو ايضا مخصوص بشرائط مخصوصة

اور کبھی خدا کے طرف سے جیسا کہ عفو ... شرائط مخصوصہ ...

لا يعلمها الا هو والا لزم عموم العفو ... العقاب ... ان كلها معقول لكن لها شرائط

[illegible]

واسباب مخصوصة ... ولو كانت ...

[illegible]

کرم وهو الیه صفة کمال وکل وداع وموجبات انتهی کلامه قال فی الحاشیة ان مناط الاخرویة

ہے کرام ہی صفات کمالیہ سے تمام ہوا کلام اوسکا اور جس محقق نے حاشیہ میں مناط جزا وہ اخرویہ میں

الاخرویة ما هی الاعمال الظاهرة ام امر آخر وقیل فی بیانه ان الکل من ذات الحق یجب علیهم

ما اعمال ظاہری ہیں یا اور چیز ہے اور اوسکے بیان میں یہہ کہا گیا کہ کل ذات حق سے واجب ہے اوپر کرنا نہیں

ان یعلموا او یفرقوا بین الفاعل والقابل الحقیقیین والمجازیین والمراد بالفاعل ههنا السبب الذی

اور فرق کریں درمیان فاعل قابل حقیقی و مجازی کے اور مراد فاعل سے یہان وہ سبب ہے کہ جو ہادی

الی النجاة والهلاک حقیقة هی الاعمال ومعنی قولهم لا فاعل الحقیقی لکل شیء هو الله تعالی لا خلاف

طرف نجات و ہلاک کے یا یہہ اعمال ہیں یا اور چیز ورنہ فاعل حقیقی بالاتفاق ہر شیء کا خدا ہے اور کلام یہان

فیه من احد والکلام ههنا فی الامر الباعث لهما من جانب العباد وهی المسمی بالسبب والشرح المستوفی

الحسین کہ جو باعث جزا کا بندہ کے طرف سے اوسکا نام سبب ہے اور شرح اسکے یہہ ہے کہ اسباب جزا کا بطرف

ان اسباب الاخیریة الی الاعمال انما هو بحسب ظاهر الحال والا فالسعادة والشقاوة کلاهما فی

اعمال کے بحسب ظاہر کے ہے ورنہ سعادة و شقاوة ہر دو تابع ہیں اوس استعداد کے کہ جو بندوں کے حقیقة میں داخل

الحقیقة تابعان لاصل اقتضاء ما فی حقیقة هویات العباد من الاستعداد کما یدل علیه

سے فرمایا پیغمبر صلی الله علیه وآله وسلم نے سعید مادر زاد سعید ہے اور شقی مادر زاد شقی ہے

قول نبینا صلعم من سعد سعد فی بطن امه ومن شقی شقی فی بطن امه وان الله تعالی خلق للجنة اهلا وهم

اور خدا نے پیدا کیا اہل جنت کو دریا لیکن وہ اپنے باپ دادا کے پشتوں میں تھے اور پیدا کیا اہل جہنم کو

فی اصلاب آبائهم وللنار اهلا وهم فی اصلاب آبائهم فالاعمال اذن لیست الا هی دلائل ما

ہنوز وہ ذریت آباء و اجداد میں تھے ایسے اعمال گویا دلائل ہیں اوسکے کہ جو اونکے استعداد و باطن میں

بواطنهم بحسب الاستعدادات اللازمة الذاتیة التی یمتنع انفکاکها منها بحیث لا یصح ان یقال

یہہ اعمال انسے ہرگز جدا نہیں ہو سکتے جیسا کہ زوجیة چار سے اور قادر مطلق فیض حسب استعداد قابل کے

الا انفکاک منها کالزوجیة للاربعة ولا تاثیر للقادر المطلق الا فیما یقبل الفیض منه تعالی والقصور راجع

عطا کرتا ہے اور قصور عدم قبول فیض کا بسبب عدم استعداد فاعل کے ہے قادر کے طرف سے قصور نہیں

الی نقصان المقدور لعدم سعته قبول الفیض لا الی القادر المطلق فان الافاضة تتبع الامکان فان

کیونکہ افاضہ تابع امکان کا ہے اجتماع نقیضین اور شریک باری کا وجود اسواسطے ممتنع ہے کہ فیض

امتناع ايجاد اجتماع النقيضين وشريك الباري ليس لقصور في قدرته تعالى بل لقصور في نفس

مقدور میں صلاحیت وجود کے نہیں اور حضرت خضر علیہ السلام نے طفل [illegible] کو بحکم خدا تعالی

المقدور لعدم صلاحيته للوجود وقتل الخضر عليه السلام للغلام المعصوم الصبي بامره تعالى من البيانات

اسیواسطے قتل کیا کہ اوسمیں ہرگز استعداد ایمان وطاعت اسکے نہ تہی اور انقلاب اوسکے استعداد

الثابتة على ما نحن فيه فانه انما كان فيه بامره تعالى لعلمه تعالى من الغلام ارهاق ابويه الكفر والطغيان مع ان ذلك

کا طرف استعداد ایمان کے ہرگز ممکن نہ تہا ورنہ خدا تعالی اوسکو خیر وایمان کا دیتا

الا لعدم قبول استعداد الغلام غير الكفر ولعدم امكان صحة انقلاب استعداده الى استعداد الايمان

الٹ جاوے الی تہا مگر چونکہ افاضہ خدا کا حسب استعداد قابل کے ہے اور اس غلام میں استعداد ایمان نہ تہا

والا لكان قلبت استعداد الشر الى استعداد الخير وافاضة الايمان بدل الكفر على الغلام احرى وانسب

کے ہرگز دیتی اسواسطے اوسکو سوای کفر کے کچھ اور نہ با سعادت وشقاوت وعزت وذلت ودولت وفقر خدا

بحانه تعالى وتقدس كيف وقع امكان صحة انقلاب استعداده وقبوله افاضة الايمان مع عموم

اپنے عباد کو حسب اونکے استعداد فطری کے دیتا ہے یہہ استعداد مخصص ومرجح فعل حاصل ومقد خاص کے ہے

قدرته على كل ممكن لا قصور ولا تقصير من العبد وهذا نفي عن المفاسد الواردة على الجبرية الا

ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے [illegible] کلام خدا کا تم مجھکو ملامت کرو اپنے نفسوں کو ملامت کرو

ترى انه مع تساوي نسبة الاستعداد وامكان التبدل والانقلاب منه التخصيص بالايمان لبعض والكفر

اور کلام اوسکا جسمیں اوسنے [illegible] ظلم کیا ہم نے [illegible] ظلم کرتے تہے ہماری مدعی پر دلالت کرتا ہے [illegible]

لبعض بلا داع ومرجح فهو محال عقلا ومع ذلك يخالف النصوص القطعية كقوله تعالى فلا تلوموني ولوموا

[illegible] ہمارے مدعی پر یہہ قول خدا کا ہے اگر خدا اونمیں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا مراد اس سے [illegible]

انفسكم وما ظلمناهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون واول النصوص الدالة على ما نحن فيه قوله تعالى

کہ [illegible] استعداد خیر [illegible] نہیں اور اونکے استعداد بد کا انقلاب طرف استعداد نیک کے ممکن نہیں [illegible]

[illegible] استعداد حسن السماع منه تعالى فامتناع الاسماع [illegible]

[illegible] طرف سے سماعت کا دینا [illegible]

على نفي استعداد الخير بالفعل وامتناع التبادل الى الاستعداد الحسن لانه لو كان تبدل استعداد

استعداد شر کے ہیں اور جناب پروردگار کا مقرب ہونا ناممکن ہے مردود ہونا ہے سے لیے استعداد نفی کے

الشر الى الخير مقدورا له تعالى وممكنا في نفسه فيمكن الاسماع منه تعالى ويكون في العبد حينئذ خير لانه قابل

لتبدل الاستعداد الى الخير منه تعالى فيفهم من هاهنا ان لزوم استعداد القبيح وامتناع انفكاكه

مانع عن الاسماع ثم قال تعالى ولو اسمعهم لتولوا اي لو اراد الاسماع حال لزوم الاستعداد القبيح

لتولوا فالحسنات من الاعمال والسيئات منها ليست الا امارات اصلاح الاستعداد الذاتي وفساده ومناط

النجاة والهلاك هي موالاة الحق ومعاداته تعالى وهما تابعان للاستعدادات الذاتية في العباد على حسب

الاختلافات اللازمة لها ولا يتصور التساوي فيها كيف وعلى هذا التخصيص الموالاة لواحد والمعاداة لآخر

راجع الى الترجيح بلا مرجح فان قلت النجاة والهلاك كلاهما منه تعالى صدقت لانهما من ثمرات الموالاة

والمعاداة كما يشير عليه قوله تعالى يعذب من يشاء ويغفر لمن يشاء فالكل تابع لمشيته تعالى وهي تابعة لخصوصيات

الاستعداد وان قلت كلاهما من قصور العبد صدقت ايضا لان المرجح هو خصوصيات ذوات العباد

المقتضية لاختلاف الاستعداد كما يشير اليه قوله تعالى فلا تلوموني ولوموا انفسكم وما ظلمناهم ولكن كانوا

انفسهم يظلمون ختمت افادته نور الله تعالى تربته وعلى هذا المنوال قال العلامة النيشابوري في تفسير قوله

تعالى نے فرمایا مہر کی خدا نے کفار ابدی کے

تعالى ختم الله على قلوبهم وعلى سمعهم وعلى ابصارهم غشاوة ان الله تع مقتضى للطف والقهر وغيرهما

اور تمیز اور ذرہ اور نیز اسکے تفسیر میں علامہ سیالکوٹی نے کہا خدا تعالی کے دو صفات لطف و قہر کے ہیں

الواجب في الحكمة ان يكون الملك لاسيما ملك الملوك كاملا في كل منهما من اوصاف الكمال فلابد

اور بادشاہ کو ضرور ہے کہ کامل ہو کیونکہ یہ اوصاف کمال سے ہیں اور ان ہر دو صفت کا مظہر

لكل من الوصفين من مظهر فالملائكة ومن حذا حذوهم من الانبياء مظاهر للطف والشياطين

ہے ضرور چاہیے پس ملائکہ و انبیاء و اولیاء و صلحا مظہر لطف کے ہیں اور شیاطین و کفار و اشرار

ومن تبعهم من الاشرار مظاهر القهر ومظاهر اللطف هم اهل الجنة والاعمال الحسنة

مظہر قہر ہیں مظہر لطف کے جنتی ہیں اور انکے اعمال نیک ہیں مظہر قہر کے دوزخی ہیں اور برے اعمال

لهما ومظاهر القهر هم اهل النار والاعمال القبيحة لهما بخلاف نبيه لانه خلقنا يعملون بعمل اهل

اونکے ایک گروہ کو خدا نے جنتی پیدا کیا وہ جنت عمل کرتے ہیں دوسری گروہ کو دوزخ کی پیدا کیا

الجنة وللنار خلقنا يعملون بعمل اهل النار ولا اعتراض لاحد عليه في تخصيص كل من الفريقين

وہ عمل کرتے ہیں اور اس تخصیص پر کچھ اعتراض کسی کو روا نہیں اگر برعکس ہوتا

بما خصصه به فانه لو عكس الامر لكان للاعتراض مجال ومن ههنا يظهر حقيقة السعادة والشقاوة

جب بھی اعتراض رہتا پس معلوم ہوا کہ ازل میں سعید اور شقی وہ ہے جو روز ازل میں تھا

فمنهم شقي وسعيد فقال النبي صلعم من شقي شقي في بطن امه ومن سعد سعد في بطن امه فالمشهر

شقی ہے یہ ہے مراد حضرت صلعم وسلم نے فرمایا جو سعید ہے مادرزاد سعید ہے اور جو شقی ہے مادرزاد

انه لا وجه بعد ذلك لاستناد الظلم والقبح اليه تع لان هذا الترتيب والتمييز من لوازم الوجود

شقی ہے اب کسی وجہ سے اسناد ظلم و قبح کے طرف خدا کے نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تمیز کو لازم وجود و ایجاد سے ہے

والايجاد وكما يشهد به العقل الصريح لاسيما عند المخالف القائل بالتحسين والتقبيح العقليين ومن

نزدیک مخالف کے کہ وہ قائل حسن و قبح عقلی کا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ مجازی اگر اپنے لوگوں میں ایک کو وزیر

شعري لم لا ينسب الظلم الى الملك المجازي حيث يجعل البعض من تحت تصرفه وزيرا والبعض

بنا دی اور دوسری کو جو ہے اسکو ظالم نہیں کہا ہے یہ مراد ضروریات ملک سے ہیں انکا ہونا

كناس العبيد لان كلا منهما من ضروريات الملك فكيف ينسب الظلم الى الله تع في تخصيص كل

ضرور ہے پھر کس طرح اللہ کو ظالم کہیں جب اس تخصیص میں بادشاہ مجازی کو نہیں ظالم کہا تخصیص سعید

من عبيدة بما خصص مع ان كلا منهما ضروري في مقاماته القائل به يهدم بناء حكمته

وشقی ہے کیونکر خدا کو ظالم کہین کیونکہ نظام وجود مین ان ہردو کا ہونا ضرور ہے اور کتب آسمانیہ

تعالى فائدة بعث الانبياء وانزال الكتب بالحقيقة ترجع الى المومنين الذين جعل الله

اور انبیاء واسطے انہی اشخاص کے ہیں کہ جنہین استعداد ایمان کے ہے کہا خدا نے

بعضهم وان ارسالها سببا وواسطة لاهتدائهم انما انت منذر من يخشاها كما ان فائدة نور

ای محمد تو ڈرانے والا اسیکو ڈراتا ہے کہ جو ڈرتا ہے نور آفتاب اوسکو وہ شخص دیکھتا ہے کہ جسکے چشم صحیح ہو نابینا

الشمس تعود الى اصحاب العيون الصحاح واما فائدة ذلك بالنسبة الى مختوم على قلوبهم فكفائدة

مادر زاد ہرگز نہین دیکھ سکتا جو کافر ازلی ہے وہ مانند نابینا مادر زاد کے ہے جیسے خدا نے کہا

نور الشمس بالنسبة الى الاكمه واما الذين في قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وماتوا وهم

وہلو استعداد ایمان کے نہیں اونکا کفر ہمارے آیات سے اور زیادہ ہوتا ہے اور وہی کفر میں مرتے جاتے ہیں

كافرون غاية ذلك الزام حجة واقامة البينة عليهم لئلا يكون للناس على الله حجة

ہمارے ایسی لوگونکے واسطے انبیاء کا بھیجنا پروردگار کے طرف سے فقط ایک اتمام

بعد الرسل ولو انا اهلكناهم بعذاب لقالوا ربنا لولا ارسلت الينا رسولا وهم بالحقيقة يشير

حجت ایمان کے توقع ایسے ہرگز نہیں یہہ لوگ بیچ اصل حقیقت میں ناقص شقی ہیں

الى انهم في اصل الحقيقة ناقصون اشقياء وهذا المعنى ربما لا يظهر لهم ايضا لغاية نقصانهم

بسبب نقصان استعداد کے ایمان سے قسمت ورا سکے اونپر ظاہر نہین ہوتے جیسے کہ اندھا مادر زاد

كما ان الاكمه ربما لا يصدق البصراء ولا يعرف ان التقصير منه بانه من جانب نفسه

بینا لوگونکو جھوٹا جانتا ہے اور یہہ نہین جانتا کہ قصور اسکی چیز ہے کہ نہ دیکھنے مین میرا ہے

من محاولة المرئي وظهور الشيء موجودة وانما يعرف نقصانه ارباب الابصار وانا نشاهد التفرقة

اور یہہ چیز دیکھنے ممکن جیب کہ ... اور حرکات اختیاریہ اور حرکات اضطراریہ مین

الضرورية بين الحركات الاختيارية والحركات الاضطرارية كالرعشة مثلا فاقول لا ريب ان

جیسا کہ رعشہ مثلا اسمین فرق ہے وجہ یہہ ہے کہ انسان مین قوی اور ارادہ ہین سبب نکلے وہ تحصیل

للانسان ارادة وقوى بها يتم له حصول الملائم واجتناب المنافي الا ان تلك الارادة والقوى

ملایم کے اور اجتناب منافی سے کرتا ہے اگرچہ قوی اور ارادہ مستند ہین طرف خدا کے لیکن کرنا اوسکا اختیار

مستندة الى الله تعالى فكانه لا اختيار له والمعرفة المذكورة بسببها ان في الرعشة نقصا في السلطنة

نہیں اور بسبب فرق کا انہیں یہ ہے کہ رعشہ میں ناقص ہوا واسطہ کہ کوئی داعیہ تھا اور حرکت اختیاری میں زائد ہوا

الداعية وفي الحركة المسماة بالاختيار زوائد واسطة انتهى كلامه وبالجملة ان الدخول في الجنة و

واسطہ تمام ہوا کلام علامہ تفتازانی کا۔ ماحصل کلام ان جملہ فضلاء کا یہ ہے۔ جنتی اور جہنمی ہونا لوازم

الدخول في الجهنم من لوازم هويات الاشخاص وخواص ماهيات الافراد بجعل الجاعل الحكيم

ہویات شخصی میں سے ہے جسکو حضرت اسنے بعلم فعلی جنتی جانا وہ جنتی ہے اور جسکو جہنمی جانا وہ جہنمی ہے

وبالعلم الفعلي العلمي فالشقي الازلي الجهنمي الفطري لا يمكن جنتيا اصلا ولا يدخل تحت مشيئة الباري

شقی ازلی ہرگز جنتی نہیں ہو سکتا ... اور اسکے جنتی ہونیکا ارادہ نہیں اور یہی سعید ازلی کا حال ہے

تعالى بان صار داخلا في الجنة والسعيد الازلي حاله بالعكس فاستقم ولا تعكس فمنها ان قوله

اسکے ہے اور کہتے ہیں بعض لوگ امکان نظیر خاتم الانبیاء پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ خدا نے فرمایا

تعالى ولو شئنا لبعثنا في كل قرية نذيرا ان تحملون هذا الاصلاح من الكلام وتحسبون كتبا

اگر ہم چاہتے ہر گاؤں میں ایک نبی بناتے ہیں۔ کہتا ہوں کہ سخن ایسا مشترالیہ ہے

الاصلاح من الاكدار وتحسبون بالمراد والمبهمون المخصوصة والانبياء بان ...

ہمارا اسلئے ثابت ہے ... کہتے ہیں کہ اس آیہ سے ثابت ہوا کہ

هذه الاية الشريفة تنادي على هذا ان بعث الانبياء الكثيرة مع وجود خاتم النبوة داخل

باوجود خاتم نبوت کے وجود اور نبی کا قدرت خدا میں داخل ہے پس نظیر خاتم انبیاء کا زیر قدرۃ باری تعالی

تحت قدرة الله تعالى فنظير خاتم الانبياء بالنظر الى قدرة الباري تعالى ممكن اقول هذه

ممکن ہے ۔ میں کہتا ہوں اسکا ... ہرگز ثابت نہیں کیونکہ وجوہ اول یہ کہ

الاية الشريفة لا تلهم بل تلهم ولها الاتلاف كما تحسبونه ... من وجوه الاول

علم نحو میں مقرر ہے کہ کلمہ لو کا اسواسطے ہے کہ مشروط منتفی ہو بسبب انتفاء شرط کے

انه قد تقرر في علم النحو ان كلمة لو مفاد با انتفاء المشروط بانتفاء الشرط كما تقول لو جاءني

جو علم عربی میں کلمہ لو کا ہے ... جیسا کہ اگر زید میری پاس آتا تو میں اسکی تعظیم کرتا

زيد لاكرمته فمعناه ان زيدا ما جاء فاكرمته فمعنى هذه الاية الشريفة ما شئنا

معنی اسکا یہ ہوا نہ زید آیا نہ میں تعظیم کی پس معنی اصل یہ شریفہ کا یہ ہے ای ...

[illegible]

بعث نبی من الانبیاء فی قریۃ من القری سواک یا محمد بن عبد اللہ الہاشمی ومشیتہ تعالی دائرۃ

ور نہیں پیدا ہوتا سوا تیری کوئی نبی کسی قریہ میں پیدا کرنا اور ارادہ اور مشیت

وقدرتہ مع عین علمہ سبحانہ فمعناہ ما علمنا علما فعلیا ان نبعث نبیا سواک یا محمد حین وجود نبوتک

قدرۃ خدا کے ساتھ علم خدا کے ہیں پس معنی یہ ہوا کہ ہماری علم فعلی میں نہیں کہ تیرے حیاۃ میں اور

وبعد مماتک حتی یکون نبیا حین نبوتہ وبعد مماتہ فلکنا العدل الاستفادۃ عن العلم الفعل الازلی الیہ سبحانہ

بعد تیری موت بھی ہووے پس ذات وجود تیری سے تا ابد کوئی نبی مثل نہیں محدث امام بغوی نے اس آیہ کے تفسیر

قال الحافظ البغوی فی تفسیر ہذہ الآیۃ ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ای رسولا ینذرہم ولکن

میں کہا اگر ہم چاہتے ہر گاؤں میں ایک پیغمبر پیدا کرتے کہ جو ڈراتا ان کو لیکن ہم ہی محمد کو فقط تمام آبادی کے واسطے بھیجا

بعثناک الی القری کلہا وحملناک ثقل النذارۃ کلہا لتستوجب بصبرک علیہا ما اعددنا لک من الکرامۃ و

کیا اور بوجھ ڈرانے تمام انسانوں کا تجھ پر رکھا تاکہ تیرا امر لائق وعدہ کے ہو اور علامہ نیشاپوری نے

الدرجۃ الرفیعۃ انتہی قال العلامۃ النیشاپوری فی تفسیر ہذہ الآیۃ الشریفۃ وفی الآیۃ لطف

اس آیہ کے تفسیر میں کہا کہ اس آیہ میں لطف ہمارا ساتھ تادیب و ارشاد کے ہی حاصل اس کا یہ ہے اگر ہم چاہتے

ممزوج بنوع تادیب وارشاد ونحوہ ولو شئنا لخففنا عنک اعباء نذارۃ جمیع القری و

بوجھ نبوۃ جملہ آبادی کا تجھ سے ہلکا کرتے اور ہر گاؤں میں ایک نبی بھیجتے تیرے نظیر

فی کل قریۃ نبیا ولکن خصصناک برسالۃ الثقلین اجلالا لک وتعظیما فقابل ہذا الاجلال بالتشدد والتصبر

تیرے ... نبوۃ جملہ جن و انسان کے تیری ذات کے واسطے خاص کی ہے موافق اس کے ...

فی الدارین فعلی اول الآیۃ بیان کمال الاقتدار وانہ لا حاجۃ الی نبی محمد کان وغیرہ ولکن تقرر

دین کو محکم کر اول آیہ میں بیان کمال قدرۃ کا ہے اور یہ کہ اس کو حاجت کسی نبی کے نہیں خواہ محمد ہو یا کوئی اور

مفہوم لو ولا انہ تعالی ما شاء ذلک ولم یفعل ذلک ... ہذا المنصب الشریف لکمال العنایۃ ...

... سے ظاہر کہ اس نے ... اور ... اس مرتبہ کے واسطے محمد کو خاص کیا ... اس کو واجب

... ان ... لکن ... ہذا النہی ... الشرک لا ...

جو کفار ... اس کے موجب ... طاعت ... جیسا کہ ...

... الکفار ... صلی اللہ علیہ وآلہ ... طاعتہ ... فی النہی ... امر ...

... محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کے لئے ترک ... ان کو جہاد کا ...

قاتلوا وجاهدتهم بهدى بالقرآن او بترك طاعتهم او بسبب كونك نذير القرى كلها لانه لو بعث في كل قرية
مین جہاد کیونکہ اگر ہر گانو مین ایک نبی بناتا ضرور تھا کہ وہ نبی اوس گانو مین جہاد کرتا اور جب محمد صلی اللہ علیہ
نذيرا لم يمكن على كل نذير الا مجاهدة قريته وحين اقتصر على نذير واحد لكل القرى وهو محمد صلى الله عليه و
وآلہ وسلم کو جو آبادی کا نبی بنایا تو جملہ انبیاء کے مجاہدات اوسکی ذات مین جمع ہوئے پس جامع
آله وسلم فلا جرم اجتمع عليه تلك المجاهدات كلها فكبر جهاده وعظم وصار جامعا لكل مجاهدة ومن هذه
کمالات انبیاء کا ہوا اور اس آیت سے اوسکے خاتمیت اور عموم رسالت ظاہر ہوئی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا
الآية الشريفة تظهر فائدة الختمية وعموم رسالته انتهى كلامه الثاني ان المعتزلة القائلين بان خلاف
دوسرا جواب اس تفصیل دلیل وہابیون کا یہ ہے کہ معتزلہ اسکے قائل ہین کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے وہ
معلوم الله مقدور له يحتجون بهذه الآية فمن زعم ذلك كان معتزليا محمدا لا سنيا قال
پس جو مدعی ہو اس آیت کو دلیل لاتے ہین پس جسنے کہا ہین کہ وہ وہ شخص سنی نہین بلکہ ذلیل معتزلی ہے امام رازی نے
الامام الرازي في تفسير هذه الآية قالت المعتزلة دلت الآية على ان خلاف معلوم الله
اس آیت کے تفسیر مین کہا معتزلہ کہتے ہین کہ اس آیہ سے ظاہر ہے کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا
مقدور له لان كلمة لو دلت على انه تعالى ما شاء ان يبعث في كل قرية نذيرا ثم انه اخبر
کا ہے کیونکہ کلمہ لو سے ظاہر ہے کہ خدا نے ہر گانو مین نبی کا ہونا نہ چاہا مگر اوسنے خبر دی کہ مین اسپر قادر ہون
عن كونه قادرا عن ذلك فدل على ان خلاف معلوم الله مقدور له انتهى بهذا كلامه
پس ثابت ہوا کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے تمام ہوا کلام امام رازی کا سوم جواب
الثالث ان مذهب اهل السنة ان ما لم يشأ الله تعالى ليس مقدورا له سبحانه وان
یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ جو مشیت خدا مین نہین وہ تحت قدرت خدا کے نہین اور انبیاء کثیر کا بنانا وقت وجود محمد
بعث الانبياء الكثيرين حال وجود محمد خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم لم يشأ الله
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیت خدا مین نہین جیسا کہ کلمہ لو سے ظاہر ہے پس وجود نبی کا وقت حیات محمد صلی اللہ علیہ
كما هو المستفاد من كلمة ولو شئنا فوجود النبي سوى محمد صلى الله عليه وآله وسلم حال حيوته
وآلہ وسلم کے اور بعد ممات اوسکے ناممکنات خدا کے قدرت مین نہین محدث علی قاری نے شرح فقہ اکبر
وبعد مماته لا يكون مقدورا له تعالى قال علي القاري في شرح الفقه الاكبر وقد يقال
کہتا ہے کہ یہ عام مخصوص ہوا ہے قول خدا کا خدا سب شئی پر قادر ہے یہ جب مخصوص ہوا خدا اپنے

كل عالم يخص كما خص قوله تعالى والله على كل شيء قدير بما شاء وليخرج ذاته وصفاته وما لم يشأ

قادر ہے اگر جو اوسکے مشیت میں داخل ہے اپنی ذات وصفات پر قادر نہیں اور اپنی مخلوق سے جسکو چاہے اوسکی

من مخلوقاته وما يكون من المحال وقوعه كايجاد مثله والحاصل ان كل شيء تعلقت به مشيته

قادر نہیں اور جسکا وقوع محال ہو اوسپر بھی قادر نہیں حاصل یہ ہے کہ جس چیز سے اوسکے مشیت متعلق ہے اوسپر اوسکی

تعلقت به قدرته والا فلا فانا لا نقول وهو قادر على المحال لعدم وقوعه ولزوم كذبه ولا

قدرت ہے ہم نہیں کہتے کہ وہ محال پر قادر ہے ورنہ اوسکا کذب لازم آوے البتہ اوسکو

نقول غير قادر عليه تعظيما له وادبا به انتهى كلامه اقول ومن البين ان الله سبحانه ما شاء وجود نبي بعد نبوة

غیر قادر محال پر بسبب ادب کے نہیں کہتے تمام ہوا کلام علی قاری کا اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے بعد محمد صلی اللہ علیہ والہ و[سلم]

محمد صلى الله عليه واله وسلم فوجود نبي آخر بعد نبوته لا يكون داخلا تحت قدرته تعالى فلا يكون بعد

کے وجود اور نبی کا نہیں چاہا پس وجود اور نبی کا بعد نبوت خاتم الانبیاء تحت قدرة خدا کے نہیں پس بعد خاتم الانبیاء کے

نبوة خاتم الانبياء وجود نبي آخر ممكنا فلما لم يكن بعد نبوته وجود نبي ممكنا لا يكون نظيره ممكنا لان

اور نبی ممکن نہیں جب بعد اوسکے اور نبی نہ ممکن اوسکا نظیر بھی غیر ممکن ہوا کیونکہ نظیر اوسکا

نظيره لا بد ان يكون نبيا بل خاتم الانبياء والا لا يكون نظيره وكذا من البين ان وقوع نبي

ضرور ہے کہ نبی ہووے بلکہ خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور مولوی اسمعیل

آخر بعد خاتم النبوة من المحالات كما آمن به هذا الرجل الفاضل المخاصم المكابر ايضا وما كان

بھی اسکا قائل ہے کہ وقوع اور نبی کا بعد خاتم النبوت کے محال ہے اور جسکا وقوع محال ہو وہ تحت

وقوعه من المحالات لا يكون تحت قدرته تعالى كما صرح العلي القاري فوجود نبي آخر بعد نبوة

قدرة خدا کے نہیں جیسا کہ علی قاری نے کہا پس وجود اور نبی کا بعد خاتم نبوت کے قدرت خدا میں نہیں

خاتم الانبياء لا يكون مقدورا له فلما لم يكن مقدورا له تعالى لم يكن ممكنا فنظيره ايضا كذلك

جیسا اوسکے قدرت میں نہو تو غیر ممکن ہوا پس نظیر خاتم کا مستلزم وقوع محال کو ہے ہرگز تحت

وقوعه المحال فلا يكون داخلا تحت قدرة الله فلا يكون ممكنا بل يكون ممتنعا بالذات

قدرت خدا کے داخل نہوگا پس یہ نظیر ممکن نہوگا بلکہ ممتنع بالذات ہوگا اور حضرت امام اعظم پیشوای

وقال الامام الاعظم والقدوة المكرم نعمان بن ثابت ابو حنيفة رحمه الله في الفقه الاكبر ان

مکرم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں کہا ہے کہ خدا تعالی ظلم پر قادر نہیں علی قاری نے

الله تعالى لا يوصف بالقدرة على الظلم قال علي القاري في شرحه لان المحال لا يدخل تحت القدرة وعند

اسکے شرح مین کہا کہ محال تحت قدرت خدا کے داخل نہین اور معتزلہ کے نزدیک محال مقدور خدا ہی قرار [illegible]

المعتزلة انه تعالى يقدر ولا يفعل انتهى كلامه قال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى وما الله يريد ظلما

کرتا نہین تمام ہوا کلام علی قاری کا خدا تعالی نے [illegible] الله کا واسطے بندون کے نہین کرتا امام رازی نے

للعباد [illegible]

اسکی تفسیر [illegible]

لا من افعاله ولا من افعال عباده لان الظلم اما يصدر من الله تعالى او من العبد فهو اما الظلم بعينه

[illegible] افعال عباد سے کیونکہ [illegible] ظلم [illegible] سے [illegible]

لنفسه بالتمرد على المعاصي والظلم غيره فاقسام الظلم هذه الثلث فقوله في سياق النكرة يقتضي

یا ظلم اپنے غیر پر [illegible] قسم ظلم کے [illegible] خدا تعالی [illegible] بیان کرے اوسکے نفی [illegible]

فهو لا يريد شيئا من هذه الاقسام الثلث فلا يكون فاعلا للظلم اصلا فلا يكون فاعلا لافعال العباد

[illegible] اقسام ثلثہ سے اراده نہین کرتا [illegible] فاعل افعال کی [illegible] کیونکہ [illegible]

لان من جملة افعالهم ظلمهم لانفسهم وظلم بعضهم لبعض وتعالى مدح لنفسه بانه لا يريد ظلما وذلك

ظلم اونکا اپنے نفس پر [illegible] اور ظلم اونکا اپنے غیر پر اور وہ خدا [illegible] مدح کرتا ہے اپنی کہ نہین ارادہ ظلم کا [illegible]

انما يصح لو صح منه فعل ذلك الشي وترجح كونه لم يرده فدلت الآية على كونه قادرا على الظلم لكنه لا

کرتا اور یہ مدح جب صحیح ہو کہ ظلم اوسکے قدرت مین داخل ہو پس وہ خدا قادر ہے ظلم پر مگر اوسکا ارادہ

يريد قلنا في الجواب انه مدح نفسه بقوله لا تاخذه سنة ولا نوم وبقوله يطعم ولا يطعم ولم يلزم من

نہین کرتا [illegible] اسکے جواب مین کہتے ہین کہ خدا نے اپنی مدح کی ہے [illegible] اور [illegible] نہین کہاتا [illegible]

ذلك صحة النوم والاكل منه تعالى عليه فكذا ههنا انتهى كلامه قال شارح المقاصد مذهب

[illegible] اوسکے قدرت مین داخل نہین اسیطرح [illegible] تمام ہوا کلام امام رازی کا اور شارح مقاصد

اهل الحق ان ارادة الله تعالى متعلقة بكل كائن غير متعلقة بما ليس بكائن على ما اشتهر من السلف

نے کہا ہے مذہب اہل حق یہ ہے کہ ارادہ خدا کا متعلق ہے ساتھ اوس چیز کے کہ جو ہونے والی ہو اور جو نہ ہو [illegible]

[illegible]

[illegible]

هي الصفة المرجحة لاحد طرفي الفعل والترك وعلى عدم ارادته لما ليس بكائن لانه علم عدم وقوعه

یعنی ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ ارادہ صفت مرجحہ ہے واسطے ایک طرف فعل کے اور ترک کے اور جو نہ ہوا اوسکی خبر ہے اوسکا

فعلم استحالته لانه انقلاب علمه جهلا او لعلمه باستحالة الشي لا يريده البتة واعترض بان خلاف المعلوم مقدور

اوسکا ارادہ نہیں ہوا اسواسطے کہ وہ اوسکے عدم وقوع کو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میری علم کا جہل ہونا محال اور جسکو وہ محال جانے

له في نفسه والمقدور اذا كان متعلق المصلحة يجوز ان يكون مرادا ومن علم انه لا يقع لا يقع البتة والجواب

اوسکا ارادہ نہیں کرتا اگر کوئی کہے کہ خلاف معلوم کا اوسکا مقدور ہے اور مقدور جب متعلق مصلحت کا ہو مراد ہوگا اور جو اوسنے

ان هذا تمسك بالارادة فانها الصفة التي شانها التخصيص والترجيح والايات والاحاديث في هذا

[illegible]

[illegible]

الباب ... [illegible] ... ولو انما مرلنا

الا ان يشاء الله ... ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا

... اوسنے کلام کی ... ہم زندہ کرتے ... کفار ... ایمان نہ لاتے ... جسکو خدا چاہتا وہ

[illegible]

[illegible]

تمکو نفع ... اور خدا تعالی نے کہا ہے جو مصیبت ... زمین میں ... یا تمہارے

في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبراها وتحقيق الكلام فيه على ان مذهب اهل السنة

... امام رازی نے کہا مذہب اہل سنت کا یہ ہے جو چیز کہ واقع ہے اوسکا

الخ ... وقوع ... واجب ... اسباب اربعة احدها انه علم وقوعه فلو لم يقع

وقوع واجب ہے اور جو واقع نہیں ... ادسکا عدم ... واجب ہے ... کہ اوسکو اوسکے وقوع کا علم ... تو

لانقلب علمہ جہلا وثانیہا انہ اراد وقوعہ فلو لم یقع انقلب الارادۃ تمنا وثالثہا انہ تعلق قدرتہ بایقاعہ

نہو علم اوسکا جہل ہوگا دوم یہہ کہ اوسنے ارادہ اوسکے وقوع کا کیا اگر وہ واقع نہو اوسکا ارادہ تمنا ہوگا سوم یہہ کہ اوسکی قدرت اوسکی

فلو لم یقع لانقلب القدرۃ عجزا ورابعہا انہ حکم بوقوعہ بکلام ازلی فلو لم یقع لانقلب ذلک الخبر الصدق

وقوع سے متعلق ہے اگر وہ واقع نہو قدرت خدا کی عجز ہوگا چہارم یہہ کہ اوسنے ابدی کلام میں حکم اوسکی وقوع کا کیا ہے اگر وہ واقع نہو خبر اوسکی کاذ

کذبا فاذن ہو الذی وقع لو لم یقع لتغیرت ہذہ الصفات الاربعۃ من الکمال الی النقص ولما کان ذلک

ہوگے جو خبر واقع ہے اوسکے عدم وقوع سے تغیر آن الصفات اربعہ کا طرف نقصان کے ہوگا اور معتزلہ صفۃ قدرۃ وارادہ مین نزاع کرتے

ممتنعا علمنا انہ لا واقع لذلک الوقوع والمعتزلۃ یتنازعون فی القدرۃ والارادۃ انتہی ملخصا والارادۃ

ہین ہم اہل سنت سے تمام ہوا کلام امام رازی کا ملخصا اور ارادہ خدا کا بمعنی قصد مخصص کے کہ جو بنا بر

لہ سبحانہ لیست بمعنی القصد المخصص للاوقات والازمنۃ المغایرۃ عن القدرۃ کما زعمت المتکلمۃ بل

قدرت کے ہے ہرگز نہیں جیسا کہ متکلمین گمان کرتے ہین بلکہ ارادہ خدا کا نفس علم نظام خیر کا ہے اور قدرت

ارادتہ تعالی نفس علمہ بنظام الخیر وقدرتہ ایضا علمہ کما علمت مرارا فما زعم اتباع ہذا الفاضل الاکابر

اوسکے علم اوسکا ہے جیسا کہ بارہا گذرا مولوی اسمعیل کے اتباع معنویہ کہتی ہین کہ نظیر خاتم الانبیاء کا داخل

ان نظیر خاتم الانبیاء داخل تحت قدرتہ تعالی لا تحت ارادتہ ومشیتہ فیکون ممکنا باطل جدا لان

تحت قدرۃ خدا کے ہے نہ داخل تحت ارادہ ومشیت کے پس یہہ نظیر ممکن ہے یہہ قول اونکا باطل ہے کیونکہ

الدلیل الصحیح لم یدل علی کون ارادتہ تعالی مغایرۃ عن قدرتہ وعلمہ بل الحق ان ارادتہ تعالی

دلیل صحیح سے مغایرہ ارادہ کے قدرت سے ثابت نہین اور نہ مغایرہ علم ہی بلکہ ارادہ اوسکا علم نظام خیر کا ہے وہ

علمہ بنظام الخیر والیہ راغ الامام الہمام الرازی فی المباحث المشرقیۃ حیث قال واذا کانت ارادتہ .

مشرقیہ میں امام رازی نے بہی مذہب پسند کیا کہا اوسنے ہرگاہ ارادہ خدا کا دائمی ہوا پس یہہ ارادہ وقصد

اللہ تعالی دائمۃ الوجود لم یکن تلک الارادۃ قصدا الی التکوین لان القصد الی الشی یستحیل بقاؤہ بعد

تکوین کا نہوگا کیونکہ قصد شی کا بعد حصول شی کے باقی نہین رہتا ہے پس ارادہ خدا کا قصد نہین ہے بلکہ اوسکی

حصول ذلک الشی فثبت ان ارادتہ تعالی لیست عبارۃ عن القصد بل الحق فی معنی کونہ مریدا انہ

ارادہ کے یہہ معنی ہے کہ وہ عالم ہے اپنی ذات کا اور عالم ہے نظام خیر کل کا کہ یہہ کسطرح ہووے پس یہہ نظام ضروری

سبحانہ یعقل ذاتہ ویعقل فاتہ بنظام الخیر الموجود فی الکل انہ کیف یکون فذلک النظام یکون لا محالۃ

ہوا لاسے اور یہہ غیر منافی ہے ذات خدا سے پس علم خدا کا فیضان ہے مجہسے اور یہہ غیر منافی ہے مجہسے یہہ ارادہ

كاناً مستفيضاً وهو غير مناف لذات المبدأ الاول فعلم المبدأ لفيضانه عنه وانه غير مناف لذاته هو ارادته

ہے اوسکا اور رضا ہی اوسکی

لذلك ورضاه ثم انا اذا حققنا حكمنا بان الفرق بين المريد وغير المريد سواء كان في حقنا او في حق الله

اور بنظر تحقیق کے ہم حکم کرتے ہیں کہ فرق مرید وغیر مرید میں خواہ ممکنات میں ہو یا واجب تعالی میں وہ

هو انا ذكرنا فانه ما دامت متساوية النسبة الى وجود المراد وعدمه لم يكن صالحة لترجيح احد

جو ہم نے ذکر کیا کیونکہ ارادہ ہمارا جب تک متساوی النسبۃ ہی طرف وجود اور عدم مراد کے ہرگز مرجح ایک طرف کا ہوگا اور

ذينك الطرفين على الآخر واذا صارت نسبتها الى وجود المراد ارجح بالنسبة الى عدمه وثبت ان

جس وقت نسبت ارادہ کے طرف وجود مراد کے راجح ہوئے اور ظاہر ہے کہ رجحان حاصل ہوتا ہے

الرجحان لا يحصل الا عند الانتهاء الى حد الوجوب لزم منه الوقوع لان الارادة الجازمة انما تتحقق

وقت پہونچنے شے کے طرف حد وجوب کے پس لازم ہوا اوس سے وقوع کیونکہ ارادہ جازمہ نہیں

عند ذلك وهنالك قد صارت موجبة للفعل فاذن تعالى من الفرق بين الموجب والمختار ان المختار

ثابت ہوتا ہے مگر ساتھ وجوب کے پس یہ ارادہ موجب فعل کا ہوگا اور فرق موجب مختار میں مشہور یہ

يمكنه ان يفعل وان لا يفعل والموجب لا يمكنه ان لا يفعل كلام باطل لانا بينا ان الارادة متى كانت

ہے کہ مختار کو ممکن ہے کہ کوئی کام کرے یا نہ کرے اور موجب کیونکہ ناممکن نہیں یہ قول باطل ہے کیونکہ

متساوية النسبة لم تكن جازمة وهنالك يمتنع حدوث المراد ومتى يترجح احد طرفيها على الآخر صارت

ارادہ جب تک متساوی نسبت ہے ہرگز جازم نہ ہوگا پس ممتنع ہوگا حدوث مراد کا اور جب راجح ہوئے

موجبة للفعل ولا يبقى بينها وبين سائر الموجبات فرق من هذه الجهة بل فرق بان المريد هو الذي

ایک طرف دوسرے ہوگا یہ ارادہ موجب فعل کا اب فرق درمیان ارادہ میں اور دوسرا موجبات میں

يكون عالماً بما يصدر عنه الفعل الغير المنافي عنه وغير المريد هو الذي لا يكون عالماً بما يصدر عنه كالقوى

اس وجہ سے نہیں ہے البتہ یہ فرق ہے کہ مرید عالم ہوتا ہے صدور فعل غیر منافی کا اپنی سے اور غیر مرید

الطبيعية وان كان الشعور حاصلاً لكن الفعل لا يكون ملائماً بل منافراً مثل الملجأ على الفعل

مثل قوی طبیعیہ کے عالم نہیں ہوتا ہے صدور فعل کا اپنی سے اور امکان عدم فعل کا ذات مرید وقادر

فان الفعل لا يكون مراداً وله لا يدل انه ليس من شرط كون الذات مريداً وقادراً امكان

میں شرط نہیں کیونکہ جب خدا تعالی نے جانا کہ فلاں فلاں وقت کرونگا

فقد ليس من شرط كون الذات مريدا وقادرا امكان ان لا يفعل اه اقول ان جزالنی مثل اسمعيل الدهلوي قد اجترا على كونه تعالى قادرا على خلق نظير خاتم الانبياء ثم افترائه تنزيه لا يقع اصلا قد صرح الامام الهمام الرازي انه ليس من شرط كون الذات مريدا قادرا امكان ان لا يفعل فالعجب تعالى على رغم اسمعيل الدهلوي ما كان ان قادرا على خلق نظير خاتم الانبياء ولا بد ان يقع بقدرته تعالى لانه ليس من شرط كون الذات مريدا وقادرا امكان ان لا يفعل فقوله بدخول نظير خاتم الانبياء تحت قدرة الله تعالى وعدم وقوعه ابدا تجاور مشرا ۱۲ منه سلمه

ان لا يفعل ان شاء الله تعالى اذا علم انه يفعل الفعل الفلاني في الوقت الفلاني فذلك الفعل لو لم يقع كان
پس یہ فعل اگر نہ واقع ہو تو علم اوسکا غیر مطابق معلوم کے ہوگا
علمه غير مطابق للمعلوم فكان علمه جهلا وذلك محال والمؤدي الى المحال محال فعدم وقوع ذلك
پس علم اوسکا جہل ہوگا اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے پس عدم
الفعل محال فوقوعه واجب لاستحالة خروجه من طرفي النقيض مع ان الله تعالى مريد له وقادر عليه فعلمنا
وقوع اوسکا واجب ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اوسپر قادر ہے اور اوسکا مرید ہے
ان الامكان للاكون ليس شرطا لكون الفعل مقدورا ومرادا وان القادر هو الذي اذا شاء ان
پس ثابت ہوا کہ امکان عدم فعل کا نہیں ہے شرط فعل مقدور و مراد کے اور یہ
يفعل فعل وان شاء ان لا يفعل لا يفعل ويجب ان يعلم انه ليس من شرط صدق هذه الشرطية
قادر وہ ہے کہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے اور یہ جاننا چاہیے کہ اس شرطیہ میں صدق
ان يصدق الحملية يعني ان يصدق انه شاء ان لا يفعل ولم يفعل لان الفاعل انما يكون فاعلا حال
حملیہ کا شرط نہیں ہے یعنی صادق ہو یہ کہ اوسنے چاہا کہ نہ کرے اور نہ کیا کیونکہ فاعل وقت
صدور الفعل عنه وفي تلك الحالة يستحيل ان يصدق عليه انه شاء ان لا يفعل ولم يفعل فعلمنا
صدور فعل کے فاعل ہوتا ہے اور اسی وقت میں محال ہے کہ صادق ہو کہ اوسنے
ان صحة ونسبة ما ذكرنا ليس لاجل صدق هذه الحملية بل بصدق تلك الشرطية وهذه تعالى
چاہا کہ نہ کرے اور نہ کیا پس صحت نسبت اس حملیہ کے صدق سے نہیں ہے بلکہ
يصدق انه لو شاء ان لا يفعل لا يفعل وان كان يكذب عليه انه شاء ان لا يفعل فاذ بينا ان مشيئة الفعل
پس صدق اس شرطیہ کے سے ہے اور خدا تعالیٰ پر صادق ہے کہ جو چاہے
من لوازم ذاته فان قيل انا نا نجبر لكن ان الفاعل فاعلا مشيئته لان الفعل متى ... ما ذكرتم بل نعم
کری اگرچہ کاذب ہے اوسپر کہ چاہا اوسنے کہ نہ کرے کیونکہ مشیت فعل کے اوسکے لوازم ذات
فيه كونه بحيث يمكن في حقه مشيته ان لا يفعل والفاعل حال كونه فاعلا وان كذب ... استمرار
سے ہے اگر کوئی کہے ... مشیت عدم فعل کے ...
ان لا يفعل لكنه لا يكذب انه من شانه ان لا يفعل وانما اعتبرنا هذا القيد ... الاعلى الوجه فيه
... مشیت عدم ...

قد بينا ان الجهات التي باعتبارها يتميز الفاعل عما بالفعل التام يستحيل ان تحصل الا بعد ترتيب

[illegible]

عليه الفعل فاذن الفاعل عند ما يستجمع الجهات التي باعتبارها يكون موثرا في الفعل لا يصدق

[illegible]

عليه انه من شاء ان لا يفعل بل يكذب حينئذ ذلك واما التميز بين القادر والموجب فقد ذكرناه في

[illegible]

المريد والموجب ما سبق كما انه باعتبار تعدد ... بالتقدير تسليم المنافاة بين قدرة الله تعالى و

[illegible]

ارادته ومشيته [illegible]

[illegible]

تحقيق قدرته [illegible] هذا ايضا يكون ضرورة متعلقة بالذات لانه لا يمكن بالملاحظة الى ارادة الباري

[illegible]

وعلمه الترجيح بالذات قد يكون باقتضاء التعلق ايضا كما قال صاحب الافق المبين ان الامتناع الذاتي

[illegible]

قد يعني به ضرورة المحمول بحسب نفس ذات الموضوع اعني الذات المقدرة له [illegible]

[illegible]

الباري عن ذلك واجتماع النقيضين وقد يراد به ضرورة بطلان الذات في نفس الامر

[illegible]

سواء كان مصداق ذلك نفس الذات المقدرة او كانت عليه مقتضية لضرورة [illegible]

[illegible]

في نفس الامر الذات المفروضة [illegible] الضرورة الذاتية [illegible] الذات

[illegible]

الوجود [illegible]

[illegible]

[illegible]

الذات وقد يراد بما القدر ورة التي هي بحسب نفس الذات والمعنى الثاني اخص من دوام الذات

ضرورة وضرورت وجود جنکے بسبب ذات کے ہو یا اور کوئی چیز سوائ ذات کے ہو اور کبھی مراد ہوتی ہی اوس سے ضرورة

والاول بما وقد اتى كالمدد ليحيان فاخيلا لكبير المحسن من اعيان الذي كان من اهل التحصيل و

بحسب نفس ذات کے اور معنی ثانی خاص ہے دوام ذاتی سے اور معنی اول صادق دوام کا سے تمام ہوا اور دیکھا

الكمال ما زال راية في هذه المسئلة في الاعتدال بشارة الى تميل الى اليمين اخرى تجنح

اور فضلاء کبار دہلی سے مولانا مفتی صدر الدین صاحب سے کے رائی ا... ... طرف رہتے کبھی اقناع ... بطیم

الى الشمال قال مني يوما ان قال احد من العلماء ان نظير سيدنا بالوحي لنا خلق كقوله تعالى ان

خاتم الانبياء کے قائل ہوئے اور کبھی اوسکے حکم کبھی ... آیت ... اکبر ... کہا اگر ... مولوی اسمعیل کوئی ... کی

[illegible] ... سلم اما سيد ولد ادم

... سے ... کا فرد ... اور خاتم الانبیاء اور ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... سید ولد آدم کا ...

ولا فخر لفقدان استعداد النبوة والعدام قوة الرسالة عن الافراد الانسانية مستنبطا لا

اور نہیں ہیں فخر کرتا اس آیت و حدیث کے ... نظیر خاتم الانبیاء کا ... ہے لیکن ...

نشك فيه لكن نظيره بالنظر الى القدرة التامة القيومية الشاملة العامة فيمتنع اي ... امكانه

... قدرة کا ... کے حکم ہے اوسکا انکار نہیں ہوسکتا اس شک کو ... جواب ... اوسکے جواب ... کیا ...

فكيف انكاره فهل عندك نقض عن ذلك الشك او ليس سهل لان معنى كون الشيء محالا انما هو كونه

اس شک کا ... اس واسطے کہ معنی محال ... کے ... قبول فیض خدا سے ...

البعد عن قبول فيض الجاعل الحق بسوء استعداده الذاتي وفساد جوهره الفطري ولا معنى لكونه محالا

اور ... نہیں ہے کہ قدرة حق ... کے سبب ... قصور کے ... محال سے ... نہیں ہوتی ہے ... قدرة ...

ان قدرة القادر الحق القيوم الواجب بالذات بسبب قصورها في نفسها لا يمكن ان تتعلق

کامل ... قصور ... مقدورات ... بعض ... استعداد ... کے صلاحیت تعلق قدرة ...

بهذا الامر المستحيل لان قدرته تعالى تامة كاملة لا قصور فيها اصلا انما القصور والنقصان في المقدورات

رکھتا ہے اور بعض ... استعداد ... کے ... نہیں رکھتا ... قدرة خدا ... کے ...

فبعضها يصلح لتعلق القدرة لوجود الاستعداد وبعضها لا يصلح لتعلقها لفقدان الاستعداد

اوسکے ... نہیں ہوتی ... نظیر خاتم الانبیاء کا ... محال بالذات ... نظیر خاتم ... کا ... قدرة

وبہذا المعنی یکون نظیر بینا محالا الا بالنظر الی قدرة الباری عز وجل فلو کان نظیر بینا بالنظر الی نفس قدرة

خدا تعالی کے ممکن ہوتے تو شریک الباری وغیر ممتنعات بھی ممکن ہونگی کیونکہ شریک باری وغیرہ بھی مظہر اسی تصور ذات

الباری ممکنا لکان کل ممتنع بالذات مثل اجتماع النقیضین وشریک الباری ایضا ممکنا لانہا ایضا

کے غیر ممکن ہیں مظہر نقصان قدرت خدا کے غیر ممکن نہیں ہیں حملہ کرار فلسفہ وملة حی بھی تشریح کے ہے صاحب

انما یمتنعان بالنظر الی قصور ذاتہما لا بالنظر الی نقصان قدرة الباری تعالی کما صرح بہ کبراء الصناعة

قبسات نے کہا ہے امکان ذاتی صحیح کرنیوالا مقدوریت خدا تعالی کا ہے ہر ممکن بالذات سلسلہ استناد میں منتہی

وعظماء الملة قال صاحب القبسات انما مصحح المقدوریة ومناط صحة الوقوع تحت سلطان

ہے طرف خدا کے اور سلسلہ شروط و روابط کے مستند ہے طرف خدا کے پس خدا تعالی پیدا کرنیوالا ہر چیز

تعلق القدرة الربوبیة الوجوبیة ہو طباع الامکان الذاتی وکل ممکن بالذات فانہ فی سلسلة الاستناد

ہے اور ہر چیز قادر ہے کیونکہ ہر ممکن الوجود بہ جمیع اپنی شروط و اسباب کے مستند ہے طرف

منتہ الی الباری القیوم الواجب بالذات جل سلطانہ ومستند ہو وجمیع ما یتوقف وجودہ علیہ

قدرت وارادہ خدا تعالی کے پس قدرة تامہ خدا تعالی کے ہر ممکن کو شامل ہے کوئی چیز ممکنات

من الممکنات فی السلسلة الطولیة الیہ سبحانہ فانہ سبحانہ خالق کل شیء وہو علی کل

سے اوسکے قدرة وارادہ علم وفیض سے خارج نہیں ہے پس ظاہر ہوا کہ ممتنعات بالذات کو اسواسطے

شیء قدیر فقدرتہ التامة الوجوبیة شاملة السلطان لکل فی عالم الامکان ولا یخرج شیء مما یعوزہ فی

اوپر خدا تعالی کے قدرت کاملہ متعلق نہیں ہوتے ہے کہ اونکو مقدور فرض کر لیا ہے کیونکہ ان ممتنعات کو

سلسلة العاقة الامکانیة عن علمہ وارادتہ وصنعہ وقدرتہ تعالی کبریاءہ فاذن قد بان وتبیان

کسی وجہ سے حقیقة ہستی ہرگز نہیں اور قدرة باری تعالی میں کسی طرح کا قصور نہیں اور نہ کسی طرح کا عجز ہے

ان عدم تعلق القدرة الوجوبیة بالممتنعات الذاتیة من جہة المفروض مقدورا علیہ اذ لا حقیقة ولا

حتی وان ممتنعات صلاحیتہ تعلق قدرة خدا کے نہیں اسواسطے کہ نہیں رکھتے ہیں کہ امکان صحیح کرنیوالا

شیئیة لہا بوجہ من الوجوہ اصلا لا من جہة نقصان القدرة وعجزہا فہذا سر ما سمعتہم یقولون الامکان

مقدوریت کا ہے نہ صحیح کرنیوالا قادریت کا پس محالات بسبب انکی ذات باطلہ کے

مصحح المقدوریة لا مصحح القادریة فالمحالات غیر مقدور علیہا بحسب انفسہا الباطلة لانہا معزولة

ثبوت سے خدا سے خارج ہیں نہ یہ کہ قدرة خدا کے اوسے عاجز ہے تمام ہوا

جهلا بالنسبة إلى القدرة الحقة فإن بين التعبيرين فرقا مستفادا من بابه انتهى كلامه وقال

[illegible]

الحقة التسامح في العبارة والتعبير بأن تلازم الكثير غير مقدور بل التقصير في قدرة القادر المطلق

[illegible]

بل النقص في المقدور ألا ترى أن الممتنعات من اجتماع النقيضين وأمثاله غير مقدور لا لتقصير

[illegible]

في القادر بل لعدم قبول الوجود منه أصلا فإن القدرة إنما تؤثر في الممكن المقدور إما على الوجود

[illegible]

أو العدم على السواء لا فيما لا يصلح الوجود ولا يصلح العدم وذلك شيء قال في بعض الحواشي على شرح

[illegible]

الكتاب لا تأثير للقادر المطلق إلا فيما يقبل الفيض منه تعالى والقصور راجع إلى نقصان المستحيل

[illegible]

لعدم قبول الفيض إلا إلى القادر المطلق فإن تلك لا فيه جميع الإمكانات فمن الممتنع إيجاد اجتماع

[illegible]

النقيضين وشريك الباري ليس القصور في قدرة القادر بل القصور في نفس المقدور لفقده صلاحية

[illegible]

الوجود انتهى كلامه للشعور [illegible] الإنسان من الإشعار

[illegible]

بالأزلية فلما تلوت عليه هذه العبارات سكت وبهت فامتناع النظير لخاتم الأنبياء

[illegible]

ليس القصور في قدرة القادر كامتناع شريك الباري ليس القصور في قدرة القادر بل القصور

[illegible]

في نفس المقدور لعدم صلاحية الوجود فإنهم وكون من أهل العلم والتحصيل لا يكرهون

[illegible]

الجحود والجمود ومنها قوله تعالى اولم يروا ان الله الذي خلق السموات والارض قادر على ان
اور خدا نے کہا ہے کہ جس خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے اوسکو قدرت ہے کہ مثل انکا
يخلق مثلهم يعني ان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل كل شيء من المخلوقات فنبينا صلى الله عليه
پیدا کرے و نیز دلیل کہتے ہیں کہ خدا قادر ہے کہ مثل ہر شی کا مخلوقات سے پیدا کرے
وآله وسلم شيء من المخلوقات فهو سبحانه قادر على خلق مثله ايضا فنظيره يكون خاتما للانبياء ايضا
اور خاتم الانبیاء بھی ایک شی مخلوقات سے ہے اسکے بھی مثل کے ایجاد پر خدا قادر ہے
اقول فيه نظر من وجوه الاول ان امثال هذه الآيات وردت في رد الكفار الذين ينكرون
میں کہتا ہوں کہ ممکن و ممتنع ہیں اسپر چند وجوہ اعتراض کرتا ہوں اول یہ کہ یہ آیتیں اون
البعث يوم القيمة ويستبعدونه ويقولون لن نحيا بعد ما صرنا عظاما ورفاتا كيف نبعث
کفار کے نازل ہوئی ہیں کہ جو حشر اجساد کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم موت کے بعد ہڈیاں
ونحشر كما قال الله تعالى حكاية عنهم وقالوا أءذا كنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون خلقا جديدا
اور ریزہ ریزہ ہوگئے پھر کیا زندہ ہونگے چنانچہ اس آیہ سے پہلے یہ ہے کہ جب ہم ہڈیاں اور ریزے ہوگئے
اولم يروا ان الله الذي خلق السموات والارض قادر على ان يخلق مثلهم وجعل لهم اجلا لا ريب
پھر ہم کیا نئی پیدائش ہوگے اونکے رد میں خدا نے یہ آیہ نازل کی پس مرجع ضمیر مثلهم کا وہ
فيه فابى الظالمون الا كفورا فمرجع ضمير مثلهم الكفار المنكرون للبعث والحشر الجسماني
کفار ہیں کہ جو منکر جسمانی کے تھے اور یہاں مرجع ضمیر مثلهم کا ہر فرد افراد انسان سے تاکہ داخل ہو آنحضرت نظیر
ليلزم الحشر لكل فرد من افراد الانسان ليدخل فيه خاتم الانبياء الثاني ان المراد من
خاتم الانبیاء کا دوسرے یہ کہ مراد پیدا کرنے مثل اونکے سے یہاں اعادہ اونکا ہے روز قیامت
خلق مثلهم ههنا الاعادة يوم القيمة لا ان يخلق مثلهم شيئا آخر قال الامام الرازي في تفسيره
کے نہ یہ کہ پیدا کرنا مثل اونکے اور چیز امام رازی نے اس آیہ کے تفسیر میں کہا ہے کہ قول خدا کا قادر
الآية الشريفة وفي قوله قادر على ان يخلق مثلهم قولان الاول انه قادر على ان يخلقهم ثانيا
ہے اونکے مثل کے پیدا کرنے پر اسکی دو معنی ہیں اول یہ کہ قادر ہے کہ پیدا کرے اونکو دوبارہ و ثانیا
فعبر عنه بخلق المثل كما يقول المتكلمون ان الاعادة مثل البداية والثاني انه قادر على ان يخلق
یہ کہا ہے کہ پیدا کرے اور بندے واسطے جب ... اوسکو اور اقرار کریں

عبيد الاخرين ان يتعبدونه ويعبرون بكمال حكمته وقدرته ويتركون هذه الشبهات الناشئة

اور سب کی حکمت و قدرت کا اور ترک کریں شبہات کو امام واحدی نے کہا ہے کہ یعنی قول اول مناسب ہے اس کے بعد تمام ہوا کلام مراد مثلکم

قال الواحدي القول الاول هو مشتبه بما قبله انتهى كلامه الثالث انه لم لا يجوز ان يكون المراد

سوم یہ کہ جائز ہے کہ مراد ہو مثل سے یہاں مثلیت کثرت

من المثل ههنا المثلية في الكثرة والجماعة لا المثلية في النوعية والعوارض الشخصية كما قال الله تعالى

نہ مثلیت نوعیہ اور عوارض مشخصہ میں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے ہر چلنے والا زمین پر

وما من دابة في الارض ولا طائر يطير بجناحيه الا امم امثالكم فان المراد من مثل الانسان

اور ہر اڑنے والا پروں والا گروہ ہیں مثل تمہاری مراد مثل سے یہاں مثلیت کثرت و جماعت میں ہے جیسا کہ

ههنا انما هو مثلية الكثرة والجماعة كما في التفاسير الرابع ان المراد من المثل ههنا هو المثلية في الوحدة

تفاسیر میں ہے چہارم یہ کہ مراد مثل سے یہاں مثلیت موحدیہ و معرفت و الایقان وغیرہ میں ہے نہ مثلیت ہر وجود

وغيرها من الايقان والمعرفة لا المثلية من كل الوجوه في الصورة والسيرة من الاخلاق النفسانية

کے صورت و سیرت میں و ملکات نفسانیہ و روحانیہ میں پنجم یہ کہ مراد مثلیت یہاں مثلیہ نوع انسانی میں ہے

والملكات الروحانية الخامس ان المراد من المثل ههنا هو المثلية في نوع الانسانية فقط

فقط نہ مثلیت جمیع وجوہ کے عوارض مشخصہ میں جیسا کہ کہا خدا تعالیٰ نے اے محمد کہہ میں آدمی ہوں

لا المثلية من جميع الوجوه في العوارض الشخصية واللواحق الهوية كما قال الله تعالى قل انما انا

مثل تمہاری اور کہا اللہ نے البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے پس اگر پیدا کرے خدا تعالیٰ اور خلق مثل

بشر مثلكم وقال لقد جاءكم رسول من انفسكم فلو خلق الله تعالى خلقا آخر مثل نوع الانسان في الصورة

نوع انسان کے مشابہ صورت و سیرت و حرکات و افعال میں اس سے نہیں لازم آتا ہے کہ ہر فرد

والسيرة والحركات والافعال لا يلزم منه ان يكون كل فرد فرد من هذا الخلق الجديد مشابها

اس خلق جدید کا مشابہ تام ہو ہر ہر فرد نوع انسانی مخلوق اول سے جو عوارض مشخصہ میں اور لوازم ہویہ

تاما من كل فرد فرد من هذا النوع الانساني المخلوق اولا في جميع العوارض الشخصية واللوازم

میں اور ختم نبوت و سیادت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عوارض مشخصہ اور لوازم ہویہ سے

الهوية وختم النبوة وسيادة الرسالة من العوارض المشخصة واللوازم الهوية لمحمد بن عبد الله

ہے پس نظیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل یہاں مستلزم ہو اس امر کو [illegible] ثابت نہیں ہوتا کہ یہ

الہامات سے فقط صلعم خدا یمکن مثلہ ونظیرہ السادس ان الکلام الازلی الالہی یدل علی ان ہولاء

زمین و آسمان و کفار خاتم مخلوقین ہیں لیس مثل انکا غیر ممکن ہے اور نص حدیث سے ثابت ہے محمد صلی اللہ علیہ

الکفرۃ والسموات والارض خاتم المخلوقین فیجوز خلق امثالہم ودل النص الالہی علی ان نبینا

وآلہ وسلم خاتم نبوۃ ہے پس نظیر اوسکا ممکن نہیں کیونکہ اگر نظیر اوسکا ممکن ہو تو وہ بھی خاتم نبوۃ کا ہوگا

محمد صلعم خاتم النبیین فلا یمکن مثلہ ونظیرہ لانہ لو کان ممکنا کان ہو ایضا خاتم النبوۃ فلزم

پس عجز خدا کا لازم ہوگا اور نیز اوسکے کذب اور یہ محال ہے اور بعض حدیث میں وارد ہوا ہے

کون عجزہ تعالی جلالہ وخبرہ الصدق کذبا کما مر مرارا ومنہا انہ ورد فی بعض الاخبار غیر الصحاح ان

کہ خدا نے زمین مثل اوس زمین کے پیدا کیے ہیں اور ان میں نوح ہے مثل نوح کے اور

اللہ تعالی ارضا مثل ہذہ الارض فیہا نوح مثل نوح وابراہیم مثل ابراہیم وموسی مثل موسی و

ابراہیم ہے مانند ابراہیم کے اور موسی ہے مانند موسی کے اور عیسی ہے مانند عیسی کے اور محمد ہے مانند

عیسی مثل عیسی ومحمد مثل محمد فعند الامکانیین ہذا الخبر یقراؤن وبہ یتشبثون ویخاصمون

محمد کے وہابی لوگ کہتے ہیں اس حدیث سے ثابت نظیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہوا

ویشاقون وذب ہذا الوسوسۃ وجب عرق تلک الخدشۃ بوجوہ الاول ان ہذا الخبر غیر

دفع اس وسوسہ وہمانیہ کا بچند وجوہ ہے اول یہ کہ یہ خبر غیر صحیح ہے قابل تمسک کے نہیں دوم یہ کہ یہ

صحیح لا یتمسک بہ الثانی ان ہذا الخبر علی تقدیر صحتہ یدل علی ان عالم المثال الذی یقال لہ

خبر بر تقدیر صحت کے دلالت کرتی ہے عالم مثال پر کہ جس میں ہر شی کے مثال ہیں مجردات وماديات سے اور

عالم البرزخ وعالم الخیال ایضا فیہ مثال کل شیء من الموجودات من المجردات والمادیات

یہ جسم حسی مادی اور جسم لطیف مثالی ہر ایک دوسری کے مثال اور یہ ہر دو جسم تحت

کما سبق فی المقدمۃ الخامسۃ وہذا الجسم الحسی المادی وذلک الجسم اللطیف المثالی کل واحد

تعلق ایک نفس ناطقہ کے ہیں مثلا نفس ناطقہ زیدیہ کے دو جسم ہیں ایک جسم حسی اور دوسری

منہما مثل للآخر وکل من ہذین الجسمین تحت تعلق وتدبیر نفس ناطقۃ واحدۃ مثلا النفس الناطقۃ

مثالی اور ہم مثل ونظیر کے ہم نفی نہیں کرتے بلکہ ہم نفس ناطقہ کے مثل ونظیر کی نفی کرتے ہیں یعنی نفس ناطقہ

الزیدیۃ لہا جسدان جسد حسی وجسد مثالی وہذا المثل والنظیر لسنا ننفیہ وننفی بل المثل والنظیر

محمدیہ ہیں جو ملکات حمیدہ اور فضائل روحانیہ ہیں اس نفس ناطقہ کا مثل ونظیر ممکن نہیں

الذی نحن بصدد نفیہ ہو النفس الناطقۃ القدسیۃ لہا انحاء من الحیاۃ الروحانیۃ والکمالات الکریمۃ الشیمانیۃ

ہو گا سمجھو ... نفس قدسیہ سے خاتم ہونا اور سیادت ... ہے ایسا شخص ...

مثل النفس الناطقۃ النبیۃ الکریمۃ المحمدیۃ خاتم النبوۃ وسید السیادۃ ولا شک ان ہذا المثل والنظیر لا یقع

ہیں جیسا کہ نفس ناطقہ ... اور خاتم نبوۃ کا یعنی جسد مثالی کے ثابت ہے مگر واقع ہے کہ ...

بنحو الکلام الالہی موذیا النفس الصادق ... المثل والنظیر یعنی الجسد المثالی والجسم ... الشخص واقع ...

ہے کرنا اور ہر شخص کا نظیر یعنی جسد مثالی کے ثابت ہے اور نظیر مثالی خاتم نبوۃ کا عالم حس میں ... ظاہر

احد من اصحاب الصحیح والمثل والنظیر بہذا المعنی لکل شخص ثابت وبہذا المعنی مثل ونظیرہ کان نبینا ...

ہوتا تھا کیونکہ جسد مثالی معلوم ہوتے ہے آئینہ میں ...

فی عالم الحس ایضا لان الصورۃ المرئیۃ فی المرآۃ انما ہی جسد مثالی وجسم برزخی قال الشیخ المقتول

نے حکمۃ الاشراق میں کہا ہے جو صورتیں کہ آئینہ میں معلوم ہوتی ہیں یا خیال میں آتے ہیں یہ صورتیں ...

الالہی فی حکمۃ الاشراق والحق فی صور المرایا والصور الخیالیۃ انہا لیست منطبعۃ فی المرآۃ والخیال ولا فی غیرہا

وخیال وغیرہ میں منقش نہیں ہیں بلکہ یہ صور عالم مثال سے ہیں قائم بذات خود نہ کسی محل میں اور

بل ہی صیاصی معلقۃ فی عالم المثال لیس لہا محل قائمۃ بذواتہا وقد یکون لہا مظاہر ولا تکون فیہا فصور المرایا

ان صور کے مظہر ہوتے ہیں یہ صور اس مظہر میں نہیں ہوتے ہیں آئینہ میں جو صور معلوم ہوتے ہیں

مظہرہا المرآۃ والصور الخیالیۃ مظہرہا الخیال وکذا الحس المشترک وغیرہا من القوی کما ان مظاہر صیقل المرآۃ

اون کا مظہر آئینہ ہے اور جو خیال میں آتی ہیں اونکا مظہر خیال ہے اور ایسا ہی حس مشترک وغیرہ قوی ہیں مظاہر ان صور

استعدادیۃ لظہور الصور قائمۃ بانفسہا مستغنیۃ عن الزمان والمکان والمحل عندہا باظہار العقل الفیاض المؤثر

مثالیہ کے ہیں کہ قائم ہیں بذات خود غیر محتاج ہیں طرف زمان و مکان و محل کے باظہار عقل فیاض کے ...

حق الابدار فی حیوۃ الشہداء والثالث ان اثبات المثل والنظیر بہذا الخبر کما ہو نقیض ما یصادم قول ...

سمجھ کے جیسی ایسے کتاب حق الابدار فی حیوۃ الشہداء میں لکھے ہے سوم یہ کہ اس خبر سے نظیر و مثل خاتم النبوۃ

اسمعیل ایضا ... من العدم وقوع النظیر ... وہذا الخبر یدل علی ثبوت نظیرہ ومثلہ

ثابت کرنا مخالف قول مولوی اسمعیل کا بھی ... کیونکہ مولوی اسمعیل قائل ہے کہ نظیر خاتم النبوۃ واقع نہیں ...

ووقوعه بالفعل فاين هذا من ذلك الوثاق بيا دون من مكان بعيد شعر انهم اولى غرور غش فيهم

مکن ہے اور یہ امر جو ضعیف ہے وقوع اوسکا ثابت ہے

عمی وکمہ فی طلامی ثم الرابع نحن قد علمنا کما فی المقدمة الخامسة ان هذا العالم المثالی فیه مثال کل

چہارم یہ کہ ہم مقدمہ خامسہ میں بیان کر چکے ہیں کہ عالم مثال میں ہر شی کے مثال موجود

شی من الموجودات حتی فیه مثال للواجب تعالی ایضا کما صرح غیاث الحکماء وصاحب التفسیر المظہری

ہے حتی کہ خدا تعالی کے بھی مثال عالم مثال میں موجود ہے جیسا کہ غیاث الحکماء و صاحب تفسیر مظہری نے لکھا پس یہ معنی

فیکون نظیر الواجب تعالی ایضا بهذا المعنی ثابتا ومتحققا تعالی الله عن ذلک علوا کبیرا معشار العلم بذر شجرة

نظیر خدا کا بھی ثابت ہوگا نعوذ باللہ منہ ہیج ہے کہ کم علمی ایک تخم ہے درخت اوسکا وہ ہوگا ہے اور کم علمی ایک درخت

السفسطة وطغافنة التحصیل شجرة ثمرتها العثرة والزلة وهولاء الامکانیون المومنون السابنون

ہے کہ پہل اوسکا خطا ہے یہہ دنیا کی لوک اگرچہ ایمان تو لائی جناب خاتم نبوۃ پر لائے ہیں مگر درجہ نبید

لم یدروا حقیقة محمدیة وما علموا هویته الاحدیة فهم من زمرة ما قال الله فیهم وتریهم ینظرون الیک

اوسکا ہرگز انہوں نے نہیں جانا تمام ہوئے وساوس دنیا ہو گئے وہ میں جیخ اوسنے امتناع نظیر خاتم

وهم لا یبصرون فرد تو بتاریکی نبی را دیده زان سبب هی ای دیده شعر مثل احمد کا سمجھنا ہے

الانبیاء پر بیان کرتا ہوں

نظر کا ہے خلل ایک شی دو نظر آتی ہے بچشم احول ثم الحجج عقلیة وشواهد عرشیة الاول ان الله تعالی

اول یہ کہ خدا نے

قال فی بیننا ولکن رسول الله وخاتم النبیین فلو امکن نظیره لکان هو ایضا خاتم النبوة والالزم کذب

فرمایا محمد پیغمبر خدا کا ہے اور خاتم انبیاء کا پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہوئے تو وہ بھی خاتم ہوگا ورنہ نظیر نہوگا اور ہوگا تو نظیر اوسکا

نظیره فسلم انه کان نظیره خاتم النبوة لم یکن محمد صلعم خاتم النبوة بل لا یکون کل واحد منهما خاتم

ہو خاتم نبوۃ ہوا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاتم نبوۃ نہو کا بلکہ ان ہر دو سے ایک بھی خاتم نبوۃ نہو گا کیونکہ مفہوم خاتمیت کا مقتضی ہیں انحصار

النبوة لان الخاتمیة تقتضی الانحصار فی فرد واحد وتابی عن الاشتراک بالکلیة فلا یصدق کلام

کو فرد واحد میں اور مانع ہے اشتراک کے پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہو کلام خدا صادق نہو گا اور یہ محال ہے اور کلام خدا کو صادق جاننا

الله تعالی اصلا وهذا محال والقول به کفر والحاد وبعض الاحباب من اولی الالباب ومن ثلثة

خدا ہے اور میری دوستونمیں ایک صاحب قاضی قطب الدین طبیب دار استفا جموں کے ہیں اونکو ہے یہ دلیل

وفی معالم التنزیل قوله تعالی وخاتم النبیین ختم الله به النبوة وقرأ عاصم خاتم بفتح التاء علی الاسم ای آخرهم وقرأ الآخرون بکسر التاء ای ختم به النبیین فهو خاتمهم وقال ابن عباس رضی الله عنهما ان الله تعالی لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولدا ذکرا یصیر رجلا وقیل من لا نبی بعده یکون اشفق علی امته ۱۲ منہ سلمہ اللہ

الاذکیاء وعمدۃ الاجلاء خلاصۃ الاخیار قاضی قطب الدین صانہ اللہ عن الآفۃ والبلاء وقد تفضل بعض الاعزۃ

رسیل تواتر کے ... مولوی ... مرحوم

ایضا علی سبیل التوارد بما ورد تعض المعاصرین سالک المسالک السدید ابن الفاضل الرشید سلمہ اللہ

دلیلوں سے جس دلیل میں تصرفات عمدہ بیان کرتا ہیں ... الا کرے ... کے پاس ...

علی العتو والعنید فی ہذا البرہان بسوانح غریزۃ وتصرفات جیدۃ الثانی انہ من المنقح عند

دو ہم ... کہ جس چیز کے عدم الوقوع کی خبر دی ہیں ... قدرۃ اور

العقل الصراح والدین القراح ان ما اخبر بہ تعالی بعدم وقوعہ فانما یتعلق بہ قدرتہ ولا ارادتہ ولا مشیتہ

ارادہ ... کرتا ہوں ... الی

فی نفس الامر وان فرض فارض بصرف الوہم واعتبرہ معتبر بسلطنۃ الشیطان فیقولون ماذا یریدون

لہن میں کہ نظیر خاتم انبیاء کا داخل ہے تحت قدرۃ خدا کے اس سے ... اگر یہ ہے کہ وہ داخل ہے تحت

بقولہم ان مثلہ نبینا داخل تحت القدرۃ الالہیۃ ان ارادوا بہ انہ داخل تحت قدرتہ تعالی من حیث ان

اور ... قدرۃ کے ... ہے ... کیونکہ قدرۃ ... خاتم ... کے دور

ہذہ القدرۃ محیطۃ وہذا الخاتمیۃ ممنوع لان المحیطیۃ بحیث وہذا الخاتمیۃ تقتضی نظیر نبینا عن ملک تصرف تسیرہا

کرنے ہے نظیر خاتم انبیاء کو اپنے تصرف سے ... قدرۃ محیطۃ ... خاتمیت

بعیدا وبزجرہ عن ساحۃ قربہا زجرا شدیدا او القدرۃ المحیطیۃ بحیثیۃ وہذا الخاتمیۃ الا فاضۃ لا نبوۃ مقصودۃ

کے ... خاتم نبوت کو ... اگر مراد یہ ہے کہ قدرۃ خدا کے ... الامر میں ...

علی من ہو الخاتم فقط وان ارادوا بہ ان القدرۃ فی نفس الامر فلا نسلم لان یدخل تحتہا النظیر مما

... خاتم الانبیاء کا تحت ... قدرۃ خدا کے نفس الامر میں ... خاتمیت

ممنوع لان قدرتہ تعالی فی نفس الامر وعلمہ الواقع متصفۃ بمحیطیۃ وہذا الخاتمیۃ فیتعلق مع ہذہ المحیطیۃ

خاتمیت کے اور ... قدرۃ ... کہ نظیر خاتم الانبیاء کا ... تحت میں داخل ہو ...

لا تصلح ان یدخل تحتہا مثل نبینا وان ارادوا بہ انہا مع عزل النظر عن ہذہ المحیطیۃ بالنظر الی نفسہا

... قدرۃ من حیث نفسہا ... ہے کہ نظیر اوسکی تحت میں داخل ہو ... مسلم ہے لاکن ...

من حیث ہی ہی تسع ان یدخل تحتہا مثل نبینا فمسلم لکنہ لا یجدیکم ولا یضرنا لانا نقول

... نظیر خاتم انبیاء کا ... داخل ہے تحت قدرۃ خدا کے ایک مرتبہ ... مرتبہ قدرۃ سے

ان نظير نبينا لكان هو داخل تحت قدرته تعالى في مرتبة من مراتب القدرة كذلك هو ليس بداخل تحتها

وبسا ہے وہ نہیں داخل ہے تحت قدرۃ کے ایک مرتبہ مین اوسکی مراتب سے نفس الامر مین کیونکہ قدرۃ خدا کو نفس

في مرتبة من مراتبها في نفس الامر وكيد الواقع فانها في مرتبة من مراتب النفس الامرية التي هي مرتبة الحيثية

الامر مین ایک رتبہ یہہ ہے کہ وہ محیث ہے بحیثیۃ وعدہ خاتمیۃ کے اور اس مرتبہ مین نظیر خاتم انبیاء کا ہرگز داخل

بحيثية وعد الخاتمية لا تسع ان يدخل نظير نبينا تحتها انما هو يدخل تحتها اذا لوحظت من حيث هي هي فقط دون

نہیں نظیر نبی کا اوسمین جب داخل ہے کہ جب وہ من حیث ہی ہی فقط لحاظ کیجاوے اور یہہ ایک لحاظ ہے لحاظات

الاعتبار من اعتبارات العقل ولحاظ من لحاظات الذهن وبهذا الحاظ قالوا ان الماهية من حيث هي هي بالنظر الى

واعتبارات عقلیہ سے اور یہہ جب کہا ہے حکماء نے ماہیۃ من حیث ہی ہی بنظر نفس خود فقط برہنہ ہی جملہ عوارض سے اگرچہ

نفسها فقط عارية عن جميع العوارض وان كانت في نفس الامر لا تخلو عنها وهذا البرهان استحلاه السلائق العقلائية

نفس الامر مین برہنہ نہیں ہوتی ہے اور یہہ برہان بموجب ضوابط حکمیۃ کے نہایت درست ہی اسپہ ہی کہ

وان يستنكره القرائح الواهنة وابحوان راغ اليه قلوب الاذكياء وان اشمأز عنه طبائع السفهاء .

عقلاء اسکو نیک وصواب جانیں اگرچہ سفہاء اوس سے انکار کریں سوم یہہ کہ معلم اول مشائیین کا ارسطوطالیس کہتا ہے

الثالث ان المعلم الاول للمشائين ارسطوطاليس قال ان الحكمة الالهية لما اقتضت نظام العالم

کہ جبکہ حکمۃ خدا کی مقتضی ہوئی نظام عالم کو بروجہ احسن واکمل پس واقع ہوئی جو چیز کہ واقع ہوئی بسبیل ارادہ وتوجہ کے طرف اونکی

على احسن الحال فوقع ما وقع منه بالارادة وقصد منه الى السافل حتى انه انما يبدع العقل مثلا لغرض

کے تاکہ ایجاد ہوئی کہ خدا نے فرشتہ اعلی کو واسطے غرض کسی ادنیٰ کے پیدا کیا بلکہ پیدا کیا خدا نے ہر چیز کو بذات خود نہ بسبب علۃ وغرض

في السافل ليفيض على السافل بل الامر الالهي من ذلك هو وانه يبدع ما يبدع لذاته لا للعلة والغرض

کے پس جملہ موجودات اوسکے بمنزلہ لوازم ولواحق ہوئین اور یہہ جملہ موجودات خیر مین کیونکہ صادر ہین اصل خیر سے اور

فوجد الموجودات كاللوازم واللواحق ثم توجهت الى الخير لانها صادرة عن اصل الخير وكان المصير في كل

شر وفساد جو اس عالم حسی مین واقع ہوتا ہے بسبب مصادمات امور سفلیہ کے ہوتا ہے نہ بسبب اقتضاء ذات عالیہ کے کہ وہ

الى راس احد ثم ربما يقع شر وفساد من مصادمات في الاسباب السافلة دون العالية التي

سب خیر مین مثلا باران بنظر نظام کل عالم کے حسنہ ہے اگرچہ کہ کسی بوڑہیا کا اوس سے خراب گہر ہو جاوے

كلها خير مثل المطر الذي لم يخلو الا خيرا ونظاما للعالم فيتفق ان يخرب به بيت عجوز كان ذلك واقعا

یہہ شر بالعرض واقع ہے نہ بالذات اور حکمۃ الٰہی نظام عالم مین یہہ نہیں چاہتی ہے کہ

بالعرض لا بالذات او بان يقع شر جزئي في العالم اقتضى الحكمة الالهية ان لا يوجد خير كلي فان

تب کلی موجود نہ ہوئے انعدام یا اس کا شر کلی ہے اور بڑا کا کھر خراب ہونا شر جزئی ہے اور عالم دا سطے

فقدان المطر اصلا شر كلي وتخريب بيت عجوز شر جزئي والعالم للنظام الكلي لا للجزئي فالشر داخل واقع

نظام کلی کے ہی نہ دا سطے نظام جزئی کے پس شر واقع ہے در میان بالعرض بالذات تمام ہوا کلام اور مسئلہ قادر

في القدر بالعرض لا بالذات انتهى كلامه ملخصا والشيخ الرئيس في الفصل الخامس من مقالة التاسعة

شیخ بو علی سینا نے الٰہیات شفا کے نویں مقالہ کے پانچویں فصل میں اس بحث کو نہایت بسط کیا اور اسکو بیں مختصر

من الهيات الشفاء فصله فصلا بسطا وشرحه شرحا مطنبا لا يليق ايراد كلامه في هذا الوجيز والملخص ما قال

لا مناسب نہیں مخص اسکا جو محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا وہ یہ ہے کہ اشیا باعتبار وجود اور

المحقق الطوسي في شرح الاشارات ان الاشياء بحسب الاعتبار وجود الشر وعدمه تنقسم الى ما لا شر فيه

عدم شر کے منقسم ہیں طرف اسکی کہ جسمیں اصلا شر نہیں اور طرف اسکے کہ جسمیں شر و عدم شر ہے اور طرف اسکی

اصلا والى ما فيه شر وما يتصور فيه شر الى ما ليس فيه ما ليس الشر اصلا والقسم الثاني ينقسم الى ما يغلب فيه

کہ جسمیں نہیں ہی عدم شر کا پہلا اور قسم ثانی کے تین قسم ہیں ایک وہ کہ خیر غالب ہے شر پر دوم برابر کہ خیر و شر برابر ہوں سوم یعنی

ما ليس شر على ما هو شر والى ما يغلب فيه ما هو شر وهذه خمسة اقسام الاول ما لا شر فيه اصلا وهو موجود فان الموجودات التي

اکثر غالب ہو خیر پر یہ پانچ قسم ہیں جو قسم کہ بالکل شر سے صاف ہے وہ موجود ہے جیسا کہ ملائکہ انبیا و اولیا علیہم

لا تشتمل على امر بالقوة كالعقول لا شر فيها اصلا والثاني ما يغلب فيه ما ليس بشر على ما هو شر وهو ايضا

میں داخل ہیں اور جسمیں خیر غالب ہے شر پر وہ بھی موجود ہے

موجود فان الموجودات التي لا يمكن ان تكون على كمالاتها اللائقة لها الا وتكون بحيث يعرض منها

عند ملاقاتها الاشياء لغيرها منع ذلك الشيء عن كماله كالنار فانها لا يمكن ان تكون ما له في

الحرارة الا وتكون بحيث يعرض منها تفريق اجزاء بعض المركبات بالاحراق تكون لا

محالة من هذا الصنف وظاهر ان مثل هذه الموجودات يكون من شانه الاحالة والاستحالة

والكون والفساد وهي قليلة بالقياس الى الكل ووقوعه لتقاوم المقتضى لتصيير وره البعض ممنوعا من تجلّى الالهية

فيها يسير فانه لا يمتنع الا في اجزاء العناصر وبعض المركبات في بعض الاوقات واما الاقسام الثلثة الباقية

اور جس میں شر غالب ہے یا سراسر ہو یا شر و خیر برابر ہو یہ ہر

التي يكون شرا محضا او يغلب الشر فيها او يساوي الخير بالشر فغير موجود لان الموجودات الحقيقية والاضافية

اقسام ہرگز موجود نہیں ہیں کیونکہ موجودات حقیقیہ اور اضافیہ موجودات میں لامحالہ زیادہ ہیں اعدام اضافیہ حاصلہ سے

الموجودات لا محالة تكون اكثر من الاعدام الاضافية الحاصلة انتهى كلامه وقال صاحب القبسات القبسات

تمام ہوا کلام محقق کا قبسات نے کہا ہے جو خیر محض ہے [illegible] با خیر غالب ہے نہ شر ز انگا

الاولان فيجب صدورهما عن الجواد الحق الذي هو بذاته مفيض كل خير فلو انحصر الفائض عنه في النمط

صدور ہونا [illegible] تعالی سے تو واجب ہے اگر قسم اول اوس سے صادر ہو اور قسم دوم صادر نہو

الاول ولم يصدر عنه النمط الآخر كان في الرحمة الواسعة الالهية امساك عن الجود واهمال لاكثر الخير

تو اوسکی رحمت وجود میں بخل لازم آوے کیونکہ قسم دوم میں بہت خیر غالب ہے اور شر مطلق یا شر برابر خیر کے یا شر

المنطوي على الخيرات الكثيرة واما الاقسام الثلثة الباقية وهي الشر المضاف على الاطلاق من كل وجه وما

غالب خیر پر یہ ہر سہ اقسام ہرگز خدا تعالی سے صادر نہیں ہوتے ہیں بالکل صادر ہونا اوس سے ممتنع ہے کیونکہ

شره غالب على خيره وشره مساو فانها جميعا من اقسام الشرور ممتنع صدورها عن الخير بالذات

وہ خدا خیر بالذات ہے تمام ہوا کلام اوسکا

الفياض بالعناية الفعال بالحكمة التامة انتهى كلامه اذا تمهد هذا فنقول ان نظير نبينا الذي زعم امكانه في

پس اب میں کہتا ہوں کہ نظیر خاتم انبیا کا ان پانچ قسم سے کس قسم میں

اي قسم من هذه الاقسام الخمسة ان كان من القسمين الاولين فيجب صدوره عن الواجب تعالى امتر

[illegible]

[illegible]

[illegible] اہل ایمان کہتا ہے وہ کہ قائل خاتم انبیا کا تحت قدرت خدا کے داخل ہے اور تحت کون

[illegible] تحت تكون [illegible] مع الله لازم آیا کیونکہ مراد از دخول شی تحت قدرت

[illegible] اوسکا [illegible] آوی

بحث تعلق قدرته تعالى بفعل تعالى قدرته بان عقیمانی و باعلی امکان صدور شی بعنیه ... [illegible]

تافی فعلیه بحث و علی انه لو حل فی الضمیر لاولین الذین تماوا حیا الصدور عن الواجب تعالى لزم كون

[illegible]

علمه تعالى جهلا و خبره الصدق کذبا یصدر ... محالا لان ... الامکان من الاقسام الثلثه المنافیه

[illegible]

... فلا یکون ممکنا اصلا ...

[illegible]

... الخامس من المقالة التاسعه

[illegible]

... الاول تعالى عالما بالذات ... نظام الخیر ...

[illegible]

علی الوجه الاكمل الابلغ فی الامكان

[illegible]

... علی اتم ... الی المبادی بحسب الامکان

[illegible]

فهذا هو معنی العنایه ... فقول ان وجود محمد صلعم فی ... نظام الخیر و کونه خاتم

[illegible]

النبوة ... فالله سبحانه تعالی علمه ازلا علی الوجه الاكمل الابلغ فی الامکان ... خاتم النبوة

[illegible]

واخبر ... فلو کان غیره ... خاتم النبوة فالله سبحانه لم یعلمه ازلا علی الوجه الاكمل الابلغ فی الامكان

[illegible]

کون محمد خاتم النبوة ... علی الوجه الاتم لا بعض الاضعف کون محمد خاتم النبوة ... عنایته

[illegible]

الله تعالى لم يكن عناية ونظيره ان امكن كان له امكان خاتم النبوة ايضا وهو يستلزم الاخلال في عناية الله تعالى والا تلزم

[illegible]

قال المحقق الدواني

ثم المحقق دوانی نے

[illegible]

قال المحقق في حاشيته شرح التجريد وشرح الهياكل في تصحيح قول الحكماء ان الواحد من حيث هو واحد لا يصدر عنه الا

حاشیہ شرح تجرید و شرح ہیاکل میں کہا ہے کہ قول حکما کا واحد من حیث ہو واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد اسکا یہ معنی ہے کہ علت کو جب

الواحد ان العلة ما لم يكن لها اختصاص بالمعلول لا يكون لها مع غيره لا يكون صدور ذلك المعلول منه اولى من غيره

تک ایسا اختصاص نہو ساتھ معلول معین کے کہ نہ ہو ویسا اختصاص علت کو ساتھ غیر اس معلول معین کے نہو گا صدور اس معلول کا

[illegible]

[illegible]

التشريف من طبقات الامكان بامر مخصوص وحيثية بايجاد خاتم النبوة كذلك الجهة التي بها صدر

ہے جملہ جہات ستہ سے متصف ساتھ حیثیت ساتھ ایجاد خاتم نبوہ کے ہے پس جملہ جہات باری تعالی سے کوئی

المعلول الخاتم من ستة الجهات فاطبة للباري تعالى متصفة وحيثية باصدار المعلول خاتم النبوة فلا يكون جهة

جہت متصف و حیثیت ساتھ ایجاد خاتم نبوہ کے نہو سکے مگر وہ ایک جہت کہ حسن سے محمد بن عبد الله

[illegible]

نور الانوار من ایجاب الفیض واشراق الافاضة انتہی وقال افلاطون الالٰہی الممکن من حیث ہو ہو عاری

تاثیر سے پس نہیں ہے اوسکو قدرت ایجاد پر جب یہہ معلوم ہوا اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے خاتم الانبیاء کو

وحاف فلا مرة له علی الایجاد واذا دریت ہذا فاعلم ان اللّٰہ تعالیٰ قال لنبینا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

رحمت جملہ عالموں کی کہا ہے اور معنی خیر کے تو نے جاننے اور یہہ بھی مانا تو نے کہ وجود خیر ہے اور عدم شر ہے دیکھ چاہیئے کہ ایجاد

رحمة للعالمین ومعنی الخیر قد علمت وقد علمت ان الوجود خیر والعدم شر وعلمت ان الایجاد مختص لواجب الوجود سبحانہ فلا بد

مختص ساتھ خدا تعالیٰ کے ہے پس ضرور ہے کہ یہاں کلمہ واسطہ کا مقدر رکھا جاوے پس معنی آیت شریفہ کے یہہ ہونگے کہ تو واسطہ ہے

ان یقدر الواسطة ہہنا فمعنی الآیة الشریفة وما ارسلناک الا واسطة ارادة وجود العالمین ودفع عدمہم

ارادہ وجود جملہ عالموں کا اور اونکی دفع عدم کا پس خاتم الانبیاء واسطہ وجود جملہ عالموں کا ہوا ساتھ اس دلیل متین کے پس

فہو واسطة وجود العالمین فہذا البرہان المتین والدلیل المبین فنقول ان نظیرہ لو کان ممکنا فلا یخلو

کہتا ہوں میں اگر نظیر اوسکا ممکن ہے یا داخل ہے عالم میں یا نہیں دوسرا باطل ہے کیونکہ عالم وہ ہے کہ جو سوای خدا کے ہے اور ہر

اما ان یکون داخلا فی العالم او لا والثانی باطل لان کل ممکن داخل فی العالم اذ العالم ما سوی اللّٰہ

ہر ممکن داخل عالم میں ہے اور جو چیز خارج عالم سے ہے وہ واجب بالذات اور ممتنع بالذات ہے اور

والخارج من العالم لیس الا الممتنع بالذات او الواجب بالذات وہذا المتخاصم المولوی اسمعیل لا یقول

یہہ مولوی اسمعیل دہلوی نظیر خاتم الانبیاء کو ممتنع بالذات نہیں کہتا ہے پس وہ یا واجب

ان نظیرہ ممتنع بالذات فیکون الواجب بالذات ونظیر الواجب بالذات تعالیٰ عن ذلک

ہوگا یا نظیر واجب بالذات کا نعوذ باللّٰہ من ہذا القول اللغو تو بر تقدیر اول کے وہ نظیر

علوا کبیرا وعلی الاول فیکون ہو السبب والمعلول ویکون نبینا ہو السبب والعلة لوجودہ ودفع عدمہ فلا

سبب و معلول ہوگا اور خاتم انبیاء اوسکا سبب و علت ہوگا پس وہ نظیر اوسکا ہرگز نہوا پس نظیر اوسکا ہرگز

یکون نظیرہ اصلا فلا یکون نظیرہ ممکنا بل یکون ممتنعا بالذات وہذہ الآیة الشریفة من افضل الفضائل

ممکن نہیں بلکہ ممتنع بالذات ہے یہہ آیت شریفہ میرے نزدیک افضل فضائل سے ہے واسطے خاتم انبیاء کے

لخاتم الرسل تلک آیات بینات نتلوہا علیک ذلک من انباء الغیب نوحیہا الیک تعالیٰ

... واقعہ ... ہیں اپنے نبی کے فضل و شرف پر خدا ہلاک و برباد کرے وہابی کو کہ وہ

اللّٰہ الی المستانی اللئیم المتقل الزنیم اذا سمع فضل النبی الکریم قال فیہ مسوّدا وہو کظیم التابع

جب تم اسمعیل کے فضل و شرف سنکر رنجیدہ ہوتا ہے ... محدث حاکم نے روایہ کی ہے کہ

اخرج الحاکم وصححه ان النبی صلعم قال لما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی

نکالا ہے [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام سے خطا [illegible] ہوئی کہا [illegible] اے رب میری خطا [illegible]

فقال الله یا آدم کیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال یا رب لما خلقتنی بیدک ونفخت فیّ من روحک رفعت راسی

محمد کے بخش دے خدا نے فرمایا اے آدم تو نے کیونکر محمد کو پہچانا حالانکہ ابھی اسکو میں نے پیدا نہیں کیا کہا آدم نے اے رب جب تو نے مجھکو پیدا کیا

فرأیت مکتوبا علی قوائم العرش لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک

[illegible] عرش پر [illegible] دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله پس میں نے جانا کہ محمد تیرا محبوب ہے اور سب سے [illegible]

فقال الله صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الیّ فقد غفرت لک ولولا محمد لما خلقتک واخرج عن ابن عباس رضی الله

تب خدا نے [illegible] طفیل محمد کے تیری خطا [illegible] معاف کیے اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھکو نہ پیدا کرتا [illegible] روایت کی [illegible] ابن عباس

عنهما قال اوحی الله الی عیسی آمن بمحمد ومر من ادرکه من امتک ان یؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم

رضی اللہ عنہما سے کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو فرمایا اے عیسی تو ایمان لا محمد پر اور حکم کر اپنی امت کو [illegible]

ولولا محمد ما خلقت الجنة والنار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله

اگر محمد نہ ہوتا تو میں [illegible] پیدا کرتا [illegible] عرش کو پانی پر پیدا کیا [illegible] لا اله الا الله

[illegible] عن علی ابن ابی طالب

رضی اللہ عنہ سے روایت کی

[illegible]

خلقت ارضی ولا سماء ولا رفعت هذه الخضراء ولا بسطت هذه الغبراء واخرج الدیلمی عن

آسمان کو نہ پیدا کرتا اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابن عباس رضی الله عنهما قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم اتانی جبرئیل فقال یا محمد یقول

نے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے کہا ہے کہ خدا تعالی کہتا ہے اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت و دوزخ کو نہ پیدا

الله تعالی یا محمد لولاک لما خلقت الجنة ولولاک لما خلقت النار وهذه الروایات کلها یؤکد

ما اشتهر فی افواه العلماء وسطر فی کتب الفضلاء لولاک لما خلقت الافلاک وان کان فی سنده

کلام وبالجملہ قد صح من ہذہ الاخبار الصحاح عند الطبع الصراح ان محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء
حاصل ان جملہ اخبار کا یہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم واسطہ وجود جملہ ممکنات کا ہے یعنی
واسطہ وجود آدم وغیرہ من الارض والسماء فلا یمکن نظیر لہ اصلا لانہ صلعم واسطہ وجود آدم وغیرہ من الموجودات
پس نظیر اوسکا ممکن نہیں ہے کیونکہ نظیر اوسکا وہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ اسی صفت کے یعنی واسطہ وجود جملہ ممکنات
الممکنات ونظیرہ ان کان لابد انیکون موصوفا بہذہ الصفات واتصافہ بہذہ الاوصاف لا یتصور عند
کا ہونے میں نظیر اوسکا واسطہ وجود جملہ ممکنات کا نزدیک صاحب علم وعقل کے نہیں ہو سکتا ہشتم یہ کہ دیلمی نے ابن مسعود
اہل الانصاف لنا من اخرج الدیلمی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلعم اذا صلیتم علی
رضی اللہ عنہ نے روایت کیے ہے کہ کہا نبی صلعم نے جب تم مجھپر درود بھیجو تو یوں کہو ای خدا تو رحمت وبرکت نازل کر اوپر سید سردار
فاحسنوا الصلوۃ وقولوا اللہم اجعل صلواتک وبرکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین
پیغمبروں کی اور امام متقین کے اور خاتم نبیین کے وہ محمد نبی تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر اوسکا رتبہ بلند بنا کہ جسکو دیکھ
محمد عبدک ورسولک امام الخیر وقاید الخیر وامام الرحمۃ اللہم ابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ
کر رشک کریں ساری اگلی اور پچھلی اور بیہقی محدث نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
یغبطہ الاولون والاخرون قال الحافظ ابن حجر العسقلانی وفیہ عبد الرؤف وہو موثوق علیہ واخرج
روایت کیے ہے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سردار عرب کا ہے اور میں سردار جملہ عالم
البیہقی عن عائشہ رضی اللہ عنہا قال النبی صلعم علی سید العرب وانا سید العالمین وانت لا یذہب
کا اور ظاہر ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سردار جملہ انبیا کا اور سردار جملہ عالم کا ہوا
علیک ان کون نبینا سید المرسلین وسید العالمین وکونہ مغبوط الاولین والاخرین مع کون نظیرہ
اب نظیر اوسکا حسب تقریر سابق کا ممکن نہو گا نہم یہ کہ امام احمد اور ابو یعلی نے ابی ہریرہ سے اور ابن عساکر نے
ممکنا بالتقریرات المذکورۃ فافہم التاسع اخرج احمد وابو یعلی عن ابی ہریرہ وابن عساکر عن
حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیے ہے کہا پیغمبر صلعم نے میں اوّل
عائشہ وابن عباس رضی اللہ عنہم عن النبی صلعم انا اول من ینشق عنہ الارض وانا اول شافع و
اوسکا ہوں کہ جو زمین سے اوٹھی اور میں اوّل شافع ہوں اگر نظیر اوسکا ہو تو متصف ساتھ اِن صفات کے ہو گا پس خاتم
نظیر وان کان یکون بہذہ الصفات فلا یکون ہو صلی اللہ علیہ والہ وسلم اول شافع لان الاولیۃ مثل
و نبیین اوّل شافع ہو گا کیونکہ اوّلیت مثل خاتمیت کے چاہتی ہے انحصار فرد واحد میں اور منع کرتے ہے

النبی لم يقتضی الانحصار فی فرد كذا فسلم و بالی عن الشركة و الهشرة العاشر اخرج الحسين بن سفيان وابن ابی

شركت سے دہم یہ کہ حسین بن سفیان اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور ابن عساکر اور ابن

حاتم وابن مردويه وابو نعيم فی الدلائل وابن عساكر وابن ابی الطبری عن قتادة عن الحسن عن ابی

الاربعين عن علی بن ابی طالب عن ابيه ان رسول الله صلعم قال انا خاتم النبيين اكرم النبيين علی الله

سے روایت کیے گئے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں خاتم انبیا ہوں اور اشرف و اعلیٰ جملہ انبیا سے

عزوجل واحب المخلوقين الی الله عزوجل فلا يكن له نظير فكونه اول النبيين بنا و اخرهم فلو

ہوں اور میری برابر کوئی خدا کا محبوب نہیں ہے پس اوسکا نظیر نہیں ہو گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول و آخر انبیا

كان له نظير يكون كذا فلا يكون مرتبته اولا و آخرا مثلهم و انه ايضا على التقدير يكون

انبیا کا ہے نظیر بھی اوسکا ایسا ہے پاس نہیں جب نظیر اوسکا ایسا ہو اول و آخر ... انبیا کا تو اپس نظیر اوسکا

نظيره مثلهما لا يمكر انه يكون مثله الی اليقين قطعا فلا يكون له نظير اصلا فنظيره ممتنع الحصول

ممتنع ہے ... بیسبب کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخصوص بالذات جملہ مخلوقات کا ہے اور جمیع مخلوقات

ان نبينا محمد صلعم فی المخلوقات كلها المقصود بالذات و الكل ما سواه من المخلوقات تعالی

اوسکے طفیلی ہیں خاتم المحدثین جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ... اللبیب میں کہا ہے کہ خواص محمد صلی اللہ علیہ

متطفلون و متوسلون به قال خاتم المحدثين جلال الملة والدين السيوطی رحمه الله فی انموذج

وآلہ وسلم سے یہ ہے کہ وہ اول انبیا کا ہے ... ہیں اور ... اوسکی نبوت سب سے پہلے ہے ... آدم

اللبيب اختص نبينا صلی الله عليه وآله وسلم بانه اول النبيين خلقا و تقدم نبوته فكان نبيا و آدم

پیدا ہوا تھا ... اور ... اوسنے میثاق لیا ... اوسی یوم الست ... سب سے پہلے ... بلی

منجدل فی طينه و تقدم اخذ الميثاق عليه و انه اول من قال بلی يوم الست بربكم و خلق

کہا اور ادم علیہ السلام و جملہ مخلوقات اوسکے سبب سے پیدا ہوئی ہیں ... تمام ہوا کلام

ادم و جميع المخلوقات لاجله انتهی كلامه و نظيره ان كان من المخلوقات فيكون

اوسکا اور نظیر اوسکا اگر ممکن ہو تو مخلوقات سے ہو گا پس وہ اوسکا طفیلی ہو گا نہ ... نظیر اوسکا ... [illegible]

متوسلا و متطفلا به فلا یکون نظیره اصلا لان نبینا صلعم المقصود بالذات من کل المخلوقات

چونکہ مقصود بالذات جمیع خلایق سے خاتم الانبیا ہے اور سب ممکنات اوسکے طفیلی ہیں دوزدہم

وسایر المخلوقات متوسل و متطفل به الثانی عشر ان الله تعالی اخذ المیثاق عن کل نبی بان

یہ کہ خدا تعالی نے ہر پیغمبر سے عہد لیا ہے کہ محمد صلی الله علیه وآله وسلم پر ایمان لاوین خاتم المحدثین جلال الدین

یومنوا بمحمد صلعم قال خاتم المحدثین جلال الملة والدین السیوطی رحمه الله فی انموذج اللبیب و

سیوطی رحمة الله فی انموذج اللبیب مین کہا ہے خواص محمد صلی الله علیه وآله وسلم سے یہہ ہے کہ اذان

من خصایصه صلعم ذکر اسمه فی الاذان فی عهد آدم و الملکوت الاعلی و اخذ المیثاق من الانبیاء

در عہد آدم علیه السلام اوسکا ذکر ہوتا تھا اور ملایکہ علویہ مین اور خدا نے عہد لیا جمیع انبیا سے

آدم و من بعده ان یومنوا به و ینصروه انتهی کلامه فنظیره لن کان حکمه الا ان یکونوا انبیاء

کہ ایمان لاوین محمد پر اور اوسکی مدد کرین تمام ہوا کلام اوسکا پس نظیر اوسکا کہ ممکن ہو یا نبی ہوگا یا نبی نہوگا

اولا و علی الثانی فهو نظیر المولوی اسمعیل الدهلوی بل افضل منه مراتب لا نظیر محمد ابن عبد الله الهاشمی

بر تقدیر ثانی وہ نظیر مولوی اسمعیل دہلوی کا بلکہ بمراتب اوس سے افضل ہوگا نظیر خاتم الانبیا کا نہوگا

و علی الاول فیکون داخلا فی زمرة النبیین اخذ الله المیثاق منهم بان یومنوا بمحمد و ینصروه فیکون من

و بر تقدیر اول کے وہ داخل زمرۂ انبیا مین ہوگا کہ جنسے خدا نے عہد لیا کہ ایمان لاوین محمد پر اور نصرت کرین اوسکے

توابعه فلا یکون نظیره الثالث عشر اخرج النسائی و ابن مردویه عن طریق یزید بن ابی مالک عن

پس وہ توابع محمد سے ہوگا نظیر اوسکا نہوگا سیزدہم یہہ کہ نسائی و ابن مردویہ نے انس رضی الله عنه سے روایت کی ہے

انس رضی الله عنه ان رسول الله صلعم قال اتیت لیلة اسری بی بدابة فوق الحمار دون البغل

کہ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے شب معراج کو براق میرے پاس آیا ایک قدم اوسکا منتہی نظر تھا سوار ہوا مین

خطوها عند منتهی طرفها کانت تسخر للانبیاء قبلی فرکبت و معی جبرئیل فسرت فقال انزل

اور میرے ساتھ میری جبرئیل تھا پس سیر کی مینے کہا جبرئیل نے اوتر تو اور نماز پڑھ پس کیا مینے ایسا پس کہا اوسنے یہہ نماز

فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت بطیبة و الیها المهاجر ان شاء الله تعالی ثم قال

پڑھی تو نے زمین طیبہ پر وہ مدینہ ہے کہ جہان تو ہجرت کریگا پھر کہا اوسنے اونز اور نماز پڑھ پس کیا مینے ایسا کہا اوسنے

انزل فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت ببیت لحم حیث ولد عیسی ثم دخلت بیت

پھر نماز پڑھی ہے تو نے مولد عیسی مین پھر مین بیت المقدس مین گیا وہان جمع کئے انبیا جمع ہوئے جبرئیل نے مجھکو

المقدس تجمع لي الانبياء فقدمني جبرئيل فصليت بهم وفي رواية ابن ابي حاتم اجتمع ناس كثير ثم اذن

امام نماز کا کیا جو انبیاء تھے پس نماز پڑھی ساتھ انکے اور روایت ابن ابی حاتم میں یوں ہے کہ بہت انسان اجتمع ہوئے سو مؤذن نے

مؤذن واقيمت الصلوة فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا فاخذ بيدي جبرئيل فقدمني فصليت بهم فلما انصرفت

اذان دی اور اقامت ہوئی پس ہم صف بصف نماز کو کھڑے ہوئے منتظر امام کے تھے جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھکو امام بنایا میری پیچھے

قال جبرئيل يا محمد اتدري من صلى خلفك قلت لا قال صلى خلفك كل نبي اقول فتبين من هذا الخبر الصحيح ان كل من له حظ

جملہ انبیاء نے نماز پڑھی پس سلام پھیرا جبرئیل نے کہا اے محمد تمہیں خبر ہے تمہارے پیچھے جملہ انبیاء نے ... کہتا ہوں میں اس خبر صحیح سے

من النبوة وقسط من الرسالة هو مقتد لنبينا صلعم فما كان نبي بعده ممكنا على سبيل الفرض يكون من

ظاہر ہوا کہ ہر ایک مقتدی ہمارے نبی خاتم الانبیاء کا پس بسبیل فرض اگر نبی بعد انکے ممکن ہو تو تابعین سے ہوگا نظیر انکا اولیت و سیادت میں

توابعه فلا يكون نظيره في السيدودة والاولية كما عرفت مرارا الرابع عشر ان نبينا صلعم ارسل الى

نہ ہوگا جیسا کہ کئی بار جانا تم نے چودہویں ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر جملہ مخلوقات انسان و جن و ملائکہ ہے اور انکا ... نظیر اگر ممکن ہو

الخلق كافة من الناس والجن والملائكة ونظيره ان كان ممكنا يكون نبيا واحدا من هؤلاء الثلثة

خاتم الانبیاء و سید پیغمبروں کا ہے خواہ وہ پیغمبر انسان سے ہو یا جن و ملائکہ سے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ تو خاتم انبیاء ... پندرہویں

فيكون تحت سيادته على ان قوله تعالى وخاتم النبيين مانع عنه قطعا الخامس عشر ان العرفاء كافة والعلماء

بالاتفاق کہتے ہیں کہ جملہ عرفا کہتے ہیں کہ نبوة اصلی اور خلافت مطلق محمد مصطفی کو ہے اور جملہ انبیاء علیہم الصلوة والسلام انکے نائب ہیں

الكبار قالوا ان الخلافة المطلقة والنبوة الاصلية للنبي الامي محمد بن عبد الله الهاشمي صلعم وسائر الانبياء

اور انکی نبوة محمد کے نبوة کا ایک سایہ ہے حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں کہا ہے

نائبون له وهو تحت ظلال نبوته قال العارف الصمداني محي الدين بن العربي قدس سره في الفتوحات

محمد بن عبد الله ہاشمی صلعم معدن نبوة کا ہے نبوت ہر نبی کی انکی نبوة سے پیدا ہونے ہے پس وہ ظاہر ہوا بجسم و روح تھا حکم

ان محمدا خاتم النبيين صلعم معدن النبوات فنسبة نبوة كل نبي ظهر هو صلعم بذاته جسما وروحا وكان الحكم له

باطن اوسکا اول جملہ شرایع انبیاء سابقین میں پس حکم ظاہری اوسکا ہوا پس منسوخ ہوئی وہ شریعت کہ جو بحکم اسم باطن کے تھی

باطنا اولا في جميع ما ظهر من الشرائع على ايدي الانبياء والرسل سلام الله عليهم اجمعين ثم صار الحكم له ظاهرا

بحکم اسم باطن کا منسوخ ہوا بسبب اختلاف حکم ہر دو اسم کے اگرچہ شرع واحد ہے پس محمد مصطفی صاحب شرع ہیں

فنسخ كل شرع ابرزه الاسم الباطن بحكم الاسم الظاهر لبيان اختلاف حكم الاسمين وان كان الشرع

تہا میں نبی قبل از وجود آدم کے اور آنحضرت ہیں کہ انسان باموجود اور نبی کو شرع مقرر خدا کی طرف سے

واحدا وهو صاحب الشرع فانه قال كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد وما قال كنت انسانا او كنت
ضرور ہے پس خبر دی اوسنے کہ مین قبل وجود جملہ انبیاء کے نبی تھا اور یہہ انبیاء اوسکی نائب تھی دنیا مین تمام
موجودا وليست النبوة الا بالشرع المقرر عليه من عند الله فاخبر انه صاحب النبوة قبل وجود الانبياء
ہوا کلام حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا بعض اذکیا نے نزدیک میرے اس تقریر پر یہہ اعتراض کیا کہ جب
الذين هم نوابه في هذه الدنيا انتهى كلامه رفع الله مقامه وشكك بعض الاذكياء لدي على هذا التقرير
عرفاء اسکے قایل ہین کہ تعین اول ذات خدا تعالے کا حقیقت محمدیہ ہی ہو بلاشک یہہ تعین اول ازلی ہے
انه قد تقرر عند العرفاء العظماء ان التعين الاول لذات الله تعالى هو الحقيقة المحمدية ولا شك ان هذا
نہ حادث زمانی اور قول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ تھا مین نبی قبل وجود آدم کے اشارہ ہے طرف اسی
التعين ازلي لا حادث زماني وقوله صلعم كنت نبيا بين الروح والجسد يشير الى هذه المرتبة المقدمة
مرتبہ متقدمہ کے کہ جسکو تعین اول کہتی ہین اور نبی اوسکے واسطے شرع ضرور ہے کہ افاضہ کری انوار اس شرع کی اپنی امت پر اور
هي التعين الاول والنبي لا بد له من شرع يفيض انواره على اتباعه واشياعه وهو صلعم كان
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از ظہور جسمی فایدہ دیتا تھا انبیاء کو ساتھ اپنے روح کے لاکن وہ محمد صلعم قبل از خلق
قبل ظهوره جسما يفيد بروحه على الانبياء السابقين لكن صلعم كان قبل خلق الانسان ايضا
انسان بہی نبی تھا پس ضرور ہے واسطے اسکے ہونا شرع کا اور افاضہ و افادہ کا یعنی یہہ جواب اسکا دیا کہ بلا
نبيا فلا بد له من شرع وافاضة وافادة قلت ان نبينا محمدا صلعم لا شك انه التعين الاول لذات
شک محمد مصطفی صلعم تعین اول ہے ذات خدا تعالی کا اور قدیم وازلی ہے اور یہ بیان ہم کر چکے ہین
واجب الوجود وهذا التعين قديم ازلي وقد علمنا في الدروس السابقة من كلمات العرفاء
کہ اس تعین اول مین صور جملہ ممکنات کے موجود ہین کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہین پس روح محمد
الكمل ان هذا التعين الاول فيه صور جميع الاشياء الممكنة وهي الاعيان الثابتة فكان روح
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از پیدایش زمین و آسمان واجرام واجسام وعناصر کے فیض دیتے
نبينا صلعم قبل خلق السماء والارض والعناصر والاجرام والاجسام يفيض على الاعيان الثابتة
تہے اعیان ثابتہ کو حسب تفاوت درجات واستعدادات کے علاوہ اسکی محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حسب تفاوت الدرجات وتخالف الاستعدادات على انه صلعم مبعوث على كافة الممكنات من الجن
مبعوث ہے طرف انسان وجن وملائکہ کا پس روح اوسکی قبل از خلق اجسام فیض دیتے تہے ملائکہ کو =

والانس والملائکة فکان روحه قبل خلق الاجسام یفیض علی الملائکة ویمد الافاضة والافادة

هی شیر عمره فی عالم الملاء الاعلی وقال الفاضل العارف الولی مولانا محمد لطیف کشمیری رحمه الله تعالی

مرتبه انسان کامل عبارت است از نسبت جامعه ...

و ذوالجهتین است یعنی آنکه مظهر است حقائق الهیه [illegible]

و امکانیه مربوب حضرت اسماء الوجوبیه و الهیه مشتمل اسماء الجلالیه و جمالیه خلق است و این

و جامعیت بالاصالة مخصوص بسید انبیاء و بالتبعیه بدیگر انبیاء و اولیاء حقیقت محمدیه علیه الصلوة والتسلیم

جامعه شامله علی اللوح المحفوظ والکتاب المبین لا یخرج عن حیطتها شیء من العالمین من العلویین

والسفلیین والاولین والآخرین وهو الاب الحقیقی والباقی کالبنین فخلیفة الله حقیقی حضرت خاتم النبیین

است و انبیاء دیگر نواب خلفاء آن سرور کائنات اند پس سایر ارباب نبوة باوجود شرف

پیغمبری استفاده و استفاضه از آن سرور نموده‌اند غایة ما فی الباب تفاوت تفاضل علی حسب

تفاوت الاستعدادات در مراتب استفاضه است حضرت خضر علیه السلام باوجود تشریف

وعلمناه من لدنا علما و نسبت تعلیم او بموسی علیه السلام در عالم حس نیز بحضرت سید المرسلین احمد

مینا یہ دلیا سیسر ہیں نا وجود تلبیس بخلعت نبوت نہیں طریق حی یا بد پیچان اگر سیا بر انبیا اور سلا

در عالم شہادت متناصر آنحضرت مبعوث شدہ متابعت آنحضرت مبعوث شدہ و حدیث لو کان موسی حیا

ما وسعہ الا اتباعی بہ این معنی است و نزول عیسی علیہ السلام و بیعت او بآن سرور دلیل این

اور خاتم المحدثین جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے انموذج اللبیب میں

دعوی است انتہی کلامہ ملخصا و قال خاتم المحدثین جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ فی انموذج اللبیب

کہا ہے بلا انبیا نایب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور اسکے شرائع پر نبی ہوئے ہیں وہ نبی

ان الانبیاء نواب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصلوات اللہ علیہم بعثوا بالشرائع لہ وہو نبی الانبیاء انتہی کلامہ

انبیا کا ہے تمام ہوا کلام اوسکا اب میں کہتا ہوں کہ جب یقینا معلوم ہوا کہ نبی ہمارا محمد ابن عبد اللہ

اقول انک لما تیقنت ان نبینا الا محمد بن عبد اللہ الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم لہ النبوۃ المطلقۃ وہو معدن

ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوۃ مطلقہ ہے اور وہ نبی الانبیا ہے سب نبی کے نبوۃ اوسکی نبوۃ سے

النبوات ومنبع الانبیاء فنظیرہ الممکن نبی ام لا فعلی الاول داخل فی زمرۃ اتباعہ فلا یکون نظیرہ

ہے پس نظیر ممکن اوسکا نبی ہے یا نبی نہیں پس بتقدیر اول وہ اسکی زمرہ اتباع میں داخل ہے وبرتقدیر ثانی

اصلا وعلی الثانی ہو نظیر واحد من العوام کالرجل المخاصم المکابر واتباعہ الطغام فی البردۃ الشریفۃ

وہ نظیر کسی عوام کا ہے جیسا کہ مولوی اسمعیل دہلوی یا اوسکے اتباع

اشعار وکل آی اتی الرسل الکرام بہا فانما اتصلت من نورہ بہم کانہ شمس فضل ہم کواکبہا

یظہرن انوارہا للناس فی الظلم وکلہم عن رسول اللہ ملتمس غرفا من البحر او رشفا من

الدیم رباعی اول رقمی کہ آمد از حضرت جود سر دفتر کائنات و فہرست وجود تنہا

محمد رسول است [illegible] است و موسی و ہود السادس عشر ان ہذا النظیر

شانزدہم یہ کہ یہ نظیر ممکن یا [illegible]

المكن بالمرتبة [illegible]

ہے مراتب الٰہیہ وکونیہ سے یا نہیں بر تقدیر ثانی داخل عالم و ممکن ہوگا در تقدیر اول یلزم ہے ان افراد سے کہ

وعلى الاول فيكون فرد من الافراد التي حيطت بها الحقيقة المحمدية فلا يكون نظير له اصلا ولما يشتهر

جنکو حقیقت محمدیہ نے گھیر لیا پس نظیر اوسکا نہوگا ہفتدہم یہہ کہ جو کہ او علما نے اتفاق کیا ہے کہ شریعت محمدیہ کو دائم و استمرار ہے

ان عظماء الملة وكبراء الشريعة اجمعوا على ان الشريعة المحمدية مستمرة ابدا ومستقرة دائما الى مرور الدهور

اور یہہ شریعہ ہرگز قابل نسخ کے نہیں اور امکان نبی کا بعد اوسکے منافی ہے اسکے پس ہرگاہ نبی بعد اوسکے ممکن نہو تو نظیر ہے

وعبور القرون والشهور ولا ينسخ دينه وليس فيه قبول النسخ اصلا وامكان نبي بعده ينافي ذلك

اوسکا ہرگز ممکن نہوگا کیونکہ نظیر اوسکا مثل اوسکے نبی ہوگا ہشتدہم یہہ کہ ہم مقدمہ ثالثہ میں بیان کرچکے ہیں کہ جملہ

فلما لم يكن نبي بعده لا يمكن نظيره ايضا لان نظيره لا بد ان يكون نبيا الثامن عشر انا قد علمنا في المقدمة

اہل معرفت اسکے قائل ہیں کہ عالَم فعلی خدا تعالیٰ کا حقیقت محمدیہ ہے جامع صور جملہ ممکنات کو پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہو تو

الثالثة من اقوال اهل المعرفة ان العالم الفعلي له سبحانه تعالى هو الحقيقة المحمدية الجامعة لصور جميع الاشياء

تو وہ بھی اس صفت ہوگا ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور ظاہر ہے کہ یہہ نظیر ممکن موجود بالفعل نزدیک مولوی اسمعیل دہلوی

الممكنة له تعالى فلو كان نظيره ممكنا لكان بهذه الصفة والا لم يكن له نظيرا ومن البين ان هذا النظير الممكن

کے نہیں ہے بلکہ موجود بالقوہ ہے قدرت خدا تعالیٰ میں پس بعض علم فعلی خدا کا موجود بالقوہ ہوگا علم فعلی خدا کا تمام

ليس بموجود بالفعل عند هذا الرجل المخاصم المولوي اسمعيل بل هو موجود بالقوة في قدرته تعالى

موجود بالفعل نہوگا اور اسکا کوئی اہل عقل و اہل ایمان قائل نہیں ہے

فيكون بعض العلم الفعلي له سبحانه وتعالى موجودا بالقوة فلا يكون العلم الفعلي له سبحانه تعالى بتمامه موجودا بالفعل

وهذا القول لا يقول به ذو الايمان والعقل التاسع عشر ان العرفاء المحمدية والاولياء الاحمدية الذين هم

نوزدہم یہہ کہ جملہ عرفاء و اولیاء محمدیہ کہتے ہیں کہ معلول اول خدا تعالیٰ

المستندون في سائر الاقوال والمستمدون في النوائب الاحوال قد اجمعوا على ان الصادر الاول منه

کا حقیقت محمدیہ ہے لاکن بعض کلمات سے اونکی ظاہر ہے کہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا مظہر اول و ظل اول ہے جیسا کہ مقدمہ

تعالى هو الحقيقة المحمدية ولكن يظهر من بعض كلماتهم ان العقل الاول هو الظل الاول والمظهر الاول للحقيقة

ثالثہ میں گذرا اور بعض کلمات سے اونکی ظاہر ہے کہ عقل اول کا نام حقیقت محمدیہ ہے

المحمدیہ کما ... [illegible]

قال المہندی فی الفواتح عقل اول کہ محیط است بحقایق اشیاء بر وجہ اجمال او را عرش مجید

و لوح قضا و ام الکتاب و قلم اعلیٰ و روح قدس و روح اعظم و حقیقت محمدیہ و درۃ بیضاء و ظل اول

محقق کمال الدین سہالی نے عروۃ الوثقیٰ کے بحث

و عقاب کویند و قال المحقق السہالی فی العروۃ الوثقیٰ فی مبحث العلم الفعلی لہ سبحانہ و تعالیٰ لا فرق

علم فعلی میں کہا ہے واجب الوجود اور ممکن میں فرق تعین و ابہام و تقیید و اطلاق کا ہے پس ذات خدا تعالیٰ باعتبار نفس وجود

بین الموجب و الممکن الا بالتعین و الابہام او بالتقیید و الاطلاق فذاتہ تعالیٰ اذا اعتبر بنفسہا بلا

بلا اعتبار تعین و خصوصیت کے حق مطلق ہے اور واجب الوجود ہے اور باعتبار کسی تعین کے

اعتبار تعین و خصوصیۃ و قید تنزیہی او تشبیہی فہو الحق المطلق و المرتبۃ الواجبۃ و ہو نفس الوجود

تعینات تنزیہیہ و تشبیہیہ کے ممکن ہے پس ممکن کے حقیقت نہیں ہے مگر اعتبار نفس وجود کا مع کسی

... [illegible] الممکن و لا حقیقۃ لہ الا اعتبار نفس

تعین کے تعینات لا متناہیہ سے اور تعینات جملہ انتزاعیہ و اعتباریہ ہیں پس یہ تعینات منتزعہ ذات حق سے

الوجود مع تعین ما من تعیناتہ اللامتناہیۃ و قید من القیود الغیر المحصورۃ و التعینات کلہا انتزاعیات و

ما ہیں حقیقتہ کر حاضر ہیں نزدیک حق کے اور آئینہ ہیں واسطے مشاہدہ عالم امکان کے انکو اعیان ثابتہ کہتے

اعتباریات فہذہ التعینات المنتزعۃ من الذات بما ہی حاضرۃ عندہ تعالیٰ و مراۃ المشاہدۃ عالم الامکان

ہیں پس انہیں اعیان ثابتہ کو باعتبار علم و جامعیت جمیع مراتب علویہ و سفلیہ کے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں پس یہ تعینات

ہی المسماۃ بالاعیان الثابتۃ ثم ہذہ ہی المسماۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ فی الحضرۃ العلمیۃ لجامعیتہا جمیع المراتب

منتزعہ معتبرہ مع ذات کے مع قطع نظر جمعیت و لاجمعیت سے اعیان ثابتہ ہیں اور معہ اعتبار جمعیت کے حقیقت محمدیہ

العلویۃ و السفلیۃ فتلک التعینات المنتزعۃ المعتبرۃ مع الذات مع قطع النظر عن جمعیتہا و لاجمعیتہا

ہیں اور عقل ہے اور نفس اسکا عقل ہے اور وہ جو پیغمبر صلعم فرمایا کہ اول سب سے خدا نے عقل کو پیدا کیا وہ اسی طرف

ہی الاعیان الثابتۃ و ہی باعتبار جمعیتہا ہی الحقیقۃ المحمدیۃ علما و العقل عنہا المشار الیہ بقولہ صلعم

اشارہ ہے وہ نور محمدی ہے جیسا کہ کہا اوسنے اول سب سے خدا نے میرا نور پیدا کیا اور باعتبار عینیہ ... ہی

اول ما خلق الله العقل هو النور المحمدي المشار اليه بقوله اول ما خلق الله نوري وهو القلم باعتبار في

قلم ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اول سب سے خدا نے قلم پیدا کیا ہے باعتبار ... تفاصیل ...

المشار اليه بقوله اول ما خلق الله القلم فسماه باعتبار الانتهاء ... القابل للعلم وقبل الانتهاء باعتبار جامعيته للمراتب نورا محمديا

باعتبار جامعیت مراتب کے اور نور محمدی بسبب ... جامعیت کے تمام ... خدا نے فرمایا انی ...

الجامعية انتهت كلماته نور الله تربته وقال العلامة نظام الملة والدين النيشابوري في تفسير قوله تعالى ويسئلونك

... روح کا سوال کرتے ہیں اسکے تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے لکھا ہے ... عالم دو ہیں ایک عالم امر کہ وہ

عن الروح قال العارفون بالله ان الله تعالى عالمين عالم الامر الذي خلق لا من شيء انما هو بتجليه ...

پیدا ہوا ... دوسرا عالم خلق ہے کہ وہ شیء سے پیدا ہوا اور ان ہردو کو ملکوت و ملک و غیب و شہادۃ و معنی و صورۃ و باطن

وعالم الخلق الذي خلق من شيء ويعبر عنهما بالملكوت والملك والغيب والشهادة والمعنى والصورة والباطن و

وظاہر ارواح و اجسام کہتے ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول سب سے خدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور بعض روایۃ ایک ...

الظاهر والارواح والاجسام وما روي ان نبينا صلعم قال اول ما خلق الله جوهرة وفي رواية درة فنظر فيها

پس نظر کی اوس میں پس گل گیا ... اور بعض روایۃ میں اول مخلوق ... اور بعض میں روحی اور بعض میں نوری اور بعض میں عقل اور

فذابت واول ما خلق الله اللوح واول ما خلق الله روحي وفي رواية نوري واول ما خلق الله العقل و

اور بعض میں قلم ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اول مخلوق فرشتہ کروبی ہے یہ سب لفظ مختلف ہیں مراد ان سب سے ...

اول ما خلق الله القلم وروي عن بعض السلف ان اول ما خلق الله ملكا كروبيا فالاسماء مختلفة والمسمى

ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین ہے ... باعتبار کل موجودات ...

واحد وهو روح النبي سيد المرسلين محمد بن عبد الله صلعم فباعتبار ان الموجودات كلها كالاصداف

... جوہر کہتے ہیں ... باعتبار نورانیت کے نور ... عقل ... جاری ہونے ...

وهو اللب سمي درة وجوهرة وباعتبار نورانيته سمي نورا وباعتبار وفور عقله سمي عقلا وباعتبار جريان الامر

... صفات ملکیہ کے اوسکو ملک کروبی کہتے ہیں تمام ہوا کلام ...

على وفق ما بعده دالا قيل اوبه سمي قلما وباعتبار غلبة الصفات الملكية سمي ملكا كروبيا انتهى كلامه فعلم

کہتا ہوں کہ حقیقت محمدیہ ... عین عقل اول ... بالذات ... مختلف ... باعتبار ...

الله معالمه اذا علمت هذا فاقول ان الحقيقة المحمدية لما كان عين العقل الاول بالذات والمختلف

نہیں ہے کیونکہ نظیر عقل اول کا ممکن نہیں ہے

باعتبار او کان اصل للعقل الاول فالعقل الاول لا یمکن نظیره فلا یکون نظیر نبینا الامی محمد بن عبد الله

حکیم ارسطو

الهاشمی صلعم ممکنات امّا ان العقل الاول لا یمکن نظیره فقد صرح به المعلم الاول للمشائین ارسطو طالیس

اثولوجیہ کے میمر عاشر میں کہا ہے کہ عقل اول میں تمام اشیاء موجود ہیں اسواسطے کہ عقل اول اول مخلوقات خدا سے ہے اور اسکو

حیث قال فی المیمر العاشر من اثولوجیا ان فی العقل الاول جمیع الاشیاء وذلک لان الفاعل الاول

احب صور کثیرہ کا وسی پیدا کیا اور اوس میں جدا سے ہر صورة میں جملہ اشیاء جو اوسکے مناسب تھیں پیدا کئے

اول فعل فعله وهو العقل الاول فعل ذا صور کثیرة وجعل فی کل صورة منها جمیع الاشیاء التی یلایم

صورة اور اوسکے حالات و صفات معًا دفعة واحدة پیدا کئے پس جو حالات و صفات ہم انسان میں دنیا

تلک الصورة وانما فعل الصورة وحالاتها معًا لا شیئًا بعد شیء بل کلها معًا وفی دفعة واحدة وذلک

میں دیکھتے ہیں بعد اول موجود تھی کوئی صفت بمادہ نہیں ہوئے جو صفات حسن انسان

انه ابدع الانسان العقلی وفیه جمیع صفاته الملائمة له ولم یبدع بعض صفاته اولا وبعض صفاته اخرا

میں اول موجود تھے وہ ہم یہاں ہر ہر انسان میں دیکھتے ہیں خدا تعالے ہر ہر کو حالات و صفات اوسکے

کما یکون فی الانسان الحسی لکنه ابدعها کلها معًا فی دفعة واحدة فان کان هکذا قلنا ان فی الاشیاء

و مادہ کے موافق اول ہے ازل میں دفعة واحدة عطا کئے پس وہ اشیاء عالم اعلی میں ہے

فی الانسان کلها ابدعها کان ولم یرد فیه شیئًا لم یکن البتة وذلک ان الانسان فی العالم الاعلی تام کامل وکل ما وصف

ہے اور ہر صفت اگر کوئی کہے ممکن ہے کہ خدا تعالی ایک چیز اول پیدا کرتے پس بعد اسکے اوسکے کوئی چیز

لم یزل فیه فان قال قائل انه قد یمکن ان یفعل الفاعل الاول شیئًا اولا ثم یزید فیه شیئا اخر لیکون

زیادہ کرے تاکہ جواب اسکا یہ ہے کہ خدا سے پیدا کرنا ایک شی کو اول اور پھر کسی کے

احسن واتقن قلنا انه ابدع الشیء اولا علی حال من الحالات ثم زاد فیه شیئا اخر وکان حسنا

سکے اوسکی اور پیچھے کہ وہ خوب ہو گیا پس عقل اول خوب ہوا اور خدا سے بعید ہے کہ فعل اول اسکا خوب

فقد کان الاول لیس بحسن ولا یلیق بالفاعل الاول ان یفعل فعلا لیس بحسن لانه هو احسن الاول العقل

نہ ہو وہ غایة خوبی و بہتری میں ہے درمیان خدا تعالی کے اور اوسکے کوئی واسطہ نہیں جملہ اشیاء عقل اول میں

فی الحسن فلما کان فعل الفاعل الاول حسنا فانه لم یزل حسنا لانه لیس بینه وبین الفاعل الاول وسط

ہر جودہ میں مثل نظیر اوسکا ممکن نہیں تمام ہوا کلام حکیم ارسطو کا ملخصا

فان الاشياء كلها فيه لا يمكن مثله انتهى كلامه ملخصا العشرون انه قد تصرحت بالاخبار الصحاح و

ثیشتم یہ کہ مجھکو اخبار صحیح و اقوال عرفا سے ثابت ہوا کہ

بالاقوال العرفاء المزكية للارواح ان نبينا الامي محمد بن عبد الله الهاشمي صلعم اول الممكنات

پیغمبر ہمارا محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول جملہ ممکنات کا ہے بوجود علمی و ثبوت ظلی کے اور نظیر ممکن

الموجودات بل خير الاربات بالوجود العلمي والثبوت الظلي ونظيره الممكن في صدر هذا الرجل المحي صم المركب

کا اسکی وجود فقط ذہن میں مولوی اسمعیل اور دوستے اتباع کے ہے علم خدا تعالیٰ اور علم اور جملہ عقول و املائکہ مقدم

كذا انما له وجود في زعم هذا الرجل فقط لا في علم الله تعالى ولا في علوم العقول المفارقات المتقدمات

ہیں ہرگز وجود نہیں ہے اور جمیع حکما نے تصریح کی ہے جو چیز طرف خدا تعالیٰ کے امکان و صدور میں قریب ہو وہ اشرف ہے

المقرر في مدارك الحكماء واذكر في مشاعر العقلاء ان كل ما هو اقرب الى البارئ تعالى بالممكنية والصدور

اور ہے کہ وجہ امکان و صدور میں قریبی پس پیغمبر ہمارا محمد صلعم اعلیٰ و اشرف ہے بمراتب غیر متناہیہ اور بس نہیں ہے کہ خاتم

فهو اعلى واشرف مما هو ابعد من هذا الاقرب في الصدور والوجود من الجاعل الفياض فنبينا صلعم

بین ہے ایک پوشیدہ ہے اور بالقوۃ ذہن میں مولوی اسمعیل دہلوی کے ہے پس یہ ہی ممکن بالقوہ کہ ہنوز معدوم ہے

يكون اعلى واشرف بمراتب غير متناهية عن هذا النبي الذي هو في كتم الامكان بعد في زعم هذا

اسمیں ہرگز خاتم الانبیاء کا نہیں ہوسکتا اسواسطے کہ وہ اول مخلوقات ہے اقرب ہے وجود و صدور امکان میں طرف خالق

الرجل فلا يكون هذا الممكن في زعمه نظيرا له صلعم لانه لا بد للنظير ان يكون مماثلا في الشرف والكمال والبهاء ومن

سکے اور نظیر چاہیے کہ جملہ صفات میں برابر ہو دیکھو ارسطو نے اثولوجیا کے میمر سابع میں کہا ہے معلول حقیقہ بعید ہوتا

نظير قال المعلم الاول للمشائين ارسطو طاليس في الميمر السابع من اثولوجيا ان المعلول كلما بعد عن العلة الاولى كان

ہے خدا تعالیٰ سے اور وسائط کثیرہ ہوں تو سستی اور خست زیادہ کمتر درجہ کا ہوگا اور فیثاغورس کہ تھے حضرت

المتوسطات الكثيرات من العلة الاولى اخس قبولا وقال الفيلسوف المعظم والحكيم المكرم الذي اقتبس انوار الحكمة

سلیمان بن داود علیہما الصلوۃ والسلام کا شاگرد ہی لکھتا ہے جس شے اور مولا میں وسائط کثیرہ ہوں وہ متبہ بعید سے

من مشكوة نبوة سليمان بن داود عليهما السلام اعني حكيم فيثاغورس من كانت الوسائط بينه وبين الله

میں ناقص ہے اور شیخ بو علی سینا نے الہیات شفا کے دسویں مقالہ کے فصل اول میں کہا ہے وجود کو ابتدا ہوتی ہے

اكثر فهو في مرتبة العبودية انقص وقال الشيخ الرئيس في الفصل الاول من المقالة العاشرة من الهيات

نزدیک خدا تعالیٰ سے بس ہم بعید ادنیٰ درجہ کا ہے قریب سے اور اسیطرح ہے عقلیہ انحطاط درجہ کا چلا آتا ہے

الشفاء ان الوجود واذا انتهى حد الاول لم يزل كل نازل منه ادون رتبة من الاول ولا يزال ينحط

اول درجے ملائکہ روحانیہ مجردہ میں جو کہ معقول نفسے ہیں پس مرتبہ ملائکہ روحانیہ کا ہے کہ جنکو نفوس کہتی ہیں اور یہ

درجات فاول ذلك درجة الملائكة الروحانية المجردة التي ليست عقولا ثم مراتب الملائكة الروحانية

لیکن علیہ میں تمام ہوا یارہ اوسکی کلام کا اور اسیواسطے جملہ حکما نے کہا ہے کہ معلول اول اشرف

التي تسمى نفوسا وهي الملائكة العملية انتهى ملخصا من كلامه ولهذا قال الحكماء قاطبة والفلاسفة كافة ان

واعلی ہے جملہ ممکنات سے شیخ شہاب الدین سہروردی اشراقی نے اسمین نہایت غوض کرکے اسکو مطارحات

المعلول الاول اشرف واعلى من جميع الممكنات والشيخ المقتول الالهي قد خاض فيه خوضا عميقا و

مین مدلل بیان کیا ہے اسطور پر کہ جو چیز بلا واسطہ خدا تعالی سے اول صادر ہووے ضرور ہے کہ جملہ ممکنات سے کوئی

فاز به تحقيقا حيث قال في المطارحات وحكمة الاشراق مستدلا على هذه القاعدة الشريفة والضابطة

شی اوس سے افضل نہووے اگر طباع امکان میں گنجایش ہو کہ اوس سے افضل ہووے پس یہ افضل یا درجہ معلول

الكريمة ان اول ما صدر عنه تعالى يجب ان لا يكون افضل منه شئ اصلا من الممكنات لانه ان صح ان

اول میں موجود ہوگا یا درجہ اخیر میں یا موجود ہرگز نہوگا اگر درجہ معلول اول میں موجود ہوا تو لازم آوے صدور کثیر کا مقتضا

يسع طباع الامكان ان يكون اشرف منه فلا يخلو اما ان يوجد ذلك في درجة وجود هذا او في درجة

واحد من حیث ہو واحد سے اور یہ محال ہے واگر بعد درجہ معلول اول کے موجود ہووے معلول اول اوسکی علت ہوگا

اخرى متاخرة واما ان لا يوجد رأسا فان وجد في درجة هذا لزم ان يصدر عن الواحد من حيث

یا نیز علت کا پس معلول مرا بداعی اشرف ہوگا علت سے اور یہ بھی محال ہے واگر باوجود امکان ذاتی اسکے موجود

هو واحد اثنان معا وهو ممتنع او في درجة اخرى بعد درجة هذا فكان هذا المتقدم عليه بالدرجة علة

نہووے پس کہتے ہیں ہم کہ مناط اوسکی صدور کا جاعل سے اوسکا امکان ہے فقط پس عدم وجود اوسکا عالم وجود میں

لوجوده او جزء من علته فيلزم ان يكون المعلول الاخرى لا بداعي اشرف من علته وهو محال وان

بسبب عدم علت کے ہوگا کہ وہ بسبب اپنے شرف و فضل کے جاعل اشرف و اعلی چاہتا ہے جاعل عقل

لم يوجد رأسا وهو ممكن الوجود بالذات ولا مصحح لصدوره عن المبدأ الا امكانه فيلزم ان يكون عدم

اول سے کہ وہ صادر اول ہے اور اس صادر اول کا جاعل خدا تعالی ہے پس وہ ایسا جاعل چاہتا ہے کہ جو

دخوله في الوجود من اقتضاء عدم علته من حيث انه بمرتبة شرفه وفضله يستدعي جاعلا اتم واجد من

خدا تعالی سے اشرف و اعلی ہووے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے نہ ممکن تمام ہوا کلام شیخ

باخل الصادر الاول فهذا الصادر الاول انما یا علیہ البارے القیوم فیلزم ان یکون مستبعدا عن المبین عن اخیر یکون

الاستشراقیین کا بیان اعتراض و جواب سے ذکر کیا ہے شرح حکمۃ العین میں

ولہ اجوبۃ سد ذکرنا فی شرح حکمۃ العین الہادی و یعترفون ان نظیر نبینا الذی قال ہذا المولوی اسمعیل

ہے کہ تہید کر مولوی اسمعیل نظیر خاتم الانبیاء کے امکان کا قائل ہے ایسا

بامکانہ بل بہ قطعا من الوقوع و خلاق من الشہود فی زمان من الازمنۃ المستقبلۃ الی یوم القیمۃ

نظیر کو تا ابد کسی زمانہ میں وقوع ہے یا نہیں اول ضد ہے اوسکے قول کے کہ جو ادسنی کہا کہ وجود مثل خاتم الانبیاء کا داخل

بل تعمیر داخلست تحت قدرۃ الہیۃ

تقدیر الٰہی موجود ہا وسکا موجود علمی ہے

اذا زوخول شی تحت قدرۃ صحۃ تعلق قدرت بالفعل

ہونا اوسکو ممکنات میں داخل کرتا ہے جیسا کہ فاضل تھیانی نے فواتح میں کہا ہے کہ بعض مستند ذوی ہیں انکی علم خدا تعالے

تعلق قدرت باں مقتضای اول امکان صدور شی است نہ فعلیۃ آن و تقاضای ثانی فعلیۃ است بر تجلی ثانی

میں ثابت ہیں اور پردہ خفا سے ظہور میں نہیں آتے ہیں مگر اسوجہ میں باطل ہے اور اسلئے کہ نظیر خاتم الانبیاء کا واسطے

علی تقدیر کونہ موجودا بالوجود العلمی یکون داخلا فی الممکنات قال الفاضل المہند تمانی فی الفواتح ممکنات

ہر گز صورت علم فعلی خدا تعالی میں داخل نہیں ہے جیسا کہ اوپر گذرا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ قول مولوی اسمعیل

بعضی آنند کہ صورت ایشان در علم حق متحقق است و ہیچ اظہار نمیشوند کہ ہرگز از خانہ خفا بہ بیرون نمی آیند

کا کہ مثل جیسے نقضوا ابا حکمۃ و تعلیا لہ حرفیہ ہو نہ اصول منرقہ کے ہرگز ہرگز درست نہیں ہے تعجب ہے کہ بہت مستحق اور

و دعا سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہم انی اسألک بکل اسم ہو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک و

اسکی اتباع اپنی کو اہل معرفہ سنی ہی شمار کرتے ہیں

علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک اشارہ بایں اسما ہست و اشارہ مفاتیح الغیب

گویند و مبادی آن اسما اند کہ مبادی اعیان ثابتہ اند انتہی کلامہ وفیہ تامل بعد ونحو قول ہذا الرجل الا للہ

الخصام جرت بالاعظام ليس تقابل المردود الاثبات مشرع ولمن تستبيح العطار ما افسد الدهر

اشعار فيوض الرب قد تحجب علينا على الصدور التشابع والتوالي هجوم من علوم حول قلبي كنوز من

رموز في خيالي ايها الطالب الشامع المحلي بالانصاف والمتخلي عن الاعتساف قل اني كيف ايت ...

البحث بالاشتياق والاستشفاف ولم ال شيئا من الاسفاف وميزت المعاني من السفساف حتى زهو الاسجاف

وظهر الاسداف كيف صلح مرجحة الرشد عن سرداح حجبتك وانقطع بيان المرتبة عن كدرة تركيبك

ولسعت ابنة التوجهات واشتبهات تسفاخي صار بدء الارض قاعا صفصفا الاترى فيها

عوجا ولا امتا ثم اعلم ان النظير والمثل قد يطلق في محاورة القوم على ما يكون اكثر مشابهة واغلب مماثلة

جاننا چاہیے کہ محاورہ قوم میں نظیر اور مثل اوسکو بھی کہتی ہیں کہ جو صفات جسمانیہ یا نفسانیہ میں کثیر مشابہت

في الاوصاف الجسمانية او في النعوت النفسانية لا ان يكون مثله ونظيره من كل الوجوه وعلى هذا المحمل ...

رکھتا ہو نہ یہ کہ تمام وجوہ اوسکی مماثل و مشابہ ہو دسے بعض وجوہ مشابہت کافی ہے یہی معنی میں نظیر کے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ

اخرج ابن عساكر عن انس رضي الله عنه قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما من نبي الا وله نظير

وسلم نے فرمایا ہر نبی کا میری امت میں ایک نظیر ہے ابو بکر نظیر ابراہیم کا ہے اور عمر نظیر موسیٰ کا اور عثمان نظیر ہارون کا اور علی میرا

في امتي ابو بكر نظير ابراهيم وعمر نظير موسى وعثمان نظير هارون وعلي نظيري وصاحب القبسات

نظير ہے ... اور صاحب قبسات متوغل حکمت یونانیہ میں نظیر اور ... دقایق معرفت و رموز حکمت

لما كان نظيره مقتصرا على الحكمة اليونانية المستعملة عند الجماهير العامة ولم يرتقع مطيته فكره من رياض الحكمة

تک نہ پہونچی اسلیے دو سطے اوسنے کہا کہ مرتبہ خاتم الانبیاء اکا برابر مرتبہ عقل اول کے ہے

[illegible]

[illegible]

بمنزلته بحيث قال النبي تنام عيناي ثبت بحسب استكمال قوى ثلث الاول بحسب كمال القوة العقلية

عقلیہ کے ہے وہ یہ کہ جملہ علوم اوسکو حدسیات ہو دین یہی معجزات عقلیہ اس قبیل سے ہین دوم بحسب کمال قوہ متخیلہ کے

ان يكون علومه كلها بالحدس فالمعجزات العقلية كلها من هذا القبيل الثانية بحسب كمال القوة

ہے وہ یہہ حالت بیداری مین ملائکہ کو دیکھے اور کلام خدا تعالی کے سنے اسکو وحی کہتی ہین معجزات قولیہ اس

المتخيلة وكمال القوة المشتركة انبعاثا وانبساطا بمنزلة الابصار والسماع في اليقظة

قبیل سے ہین

فتشبح وتتمثل للبصارة ملائكة الله تعالى فيبصرهم ويسمع كلام الله فهذا القبيل باب الاخبار والوحي ومن

هذا القبيل المعجزات القولية الثالثة بحسب كمال قوة النفس بجوهرها باعتبار الفطرة الاولى الجبلية

سوم بحسب کمال قوۃ نفس کے باعتبار فطرۃ اصلی کے ہے اور باعتبار فطرۃ

وذلك علامة الارتباط بحسب الفطرة الثانية المكتسبة ان يكون له ملكة الولوج في ملكوت السماء

ارتباط کے کہ بسبب فطرۃ ثانیہ کسبیہ کے اوسکو حاصل ہے وہ یہہ کہ اوسکو ملکہ حاصل ہو وسے داخل ہونے

والتمثال بذي الملك والملكوت ثم اذا اشتدت هذه الخاصيات جدا استحق خاتمية الانبياء وسيدوة

عالم ملا اعلی کا یہہ ہر سہ خواص جب نہایت درجہ سے کامل ہو وین تو اوسکو استحقاق مرتبہ ختم نبوۃ و سیادت رسل کا

المرسلين فيصار بحيث لا يتصور في مراتب العود مرتبة صعود فيه وبين مبدأ الوجود كما لا يتصور في

ہوتا ہے یہان متصور ہوتا ہے مراتب عود مین کوئی مرتبہ درمیان اوسکے اور درمیان خدا تعالی کے جیسا کہ نہین متصور

مراتب البدو بين المعلول الاول وبين مبدأ الوجود مرتبة متوسطة اصلا فبعد مرتبة خاتم النبي

ہوتا ہے مراتب بدو مین درمیان معلول اول اور خدا کے کوئی مرتبہ متوسطہ ہرگز پس بعد مرتبہ خاتم الانبیاء کے صعود شرف

[illegible]

[illegible] مرتبہ [illegible] بلا واسطہ خدا تعالی کے ہے مراتب

الاول في هبوط الشرف انما قبلها مرتبة محمد سبحانه وتعالى من غير واسطة اصلا فاذن مرتبة خاتم النبيين في سلسلة العود

مرتبہ خاتم الانبیاء کا سلسلہ عود مین مانند عقل اول کے ہے سلسلۂ بدو مین کیونکہ یہہ ہر دو باعتبار قرب خدا کی ایک ہی درجہ

بمنزلة العقل الاول في [illegible]

ہین یعنی [illegible]

[illegible] سلسلة البدو [illegible] العود

ومقتضاه صلیه النبی کلامه مضمحا وهذا الکلام انما مفاده علی ان خاتم الانبیاء والعقل الاول متساویان

ان مساوات سی ہے اور ایک دوسری کا نظیر ہے شرف و کمال میں اور مرقاد یہہ ہیں کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو جامع

فی المرتبة وکل منہما نظیر للاخر فی الشرف والکمال ومشرب اہل العرفان ومذاق اصحاب الایقان

جمیع شیون و اعتبارات ممکنہ کے ہے وہی عقل اول ہے یا یہہ کہ عقل اول ظل ہے اور روح محمدی اصل ہے اور ان ہر دو مین

ان العقل الاول ہو الروح الاقدس المحمدی الجامع لجمیع الشیون والاعتبارات من الممکنات

بڑا فرق ہے

او ان العقل الاول ظل والروح المحمدی اصل فاین ہذا من ذلک وبینہما فرقان مستبین

اشعار روح اقدس محمد کی ہی عقل اول مثل جسکا نہین ممکن تہ ہی شبیہ و بدل

حق نے قرآن مین بولا ہی اوسی لعمن فتدلی مظہر ذات خدا جسکو کہین عز وجل مثل ہی اوسکی

جو دیکہا تو مبرا پایا وسعت لوح ابد فسحت قرطاس ازل علم فعلی و ارادہ مین نظیر اوسکا نہین

مختص اسی ہی گیا قدرت حق سی بہی محل مثل کر ختم نبوت کا ہو ممکن بیشک حبر وعلم و

عنایت ہو خدا کا مختل مستعد اسکا بہلا کون ہی انسان ذی ہوش قائل اسکا وہ نا ہے

جسکو کہین لا یعقل قدرت حق تو مسلم ہی نہین اوسمین قصور شرط مقدوری پر یہہ ہے کہ محال

ہو محل محض معدوم محل ختم کا ہی لیکن ایک آل ہاشم سی محمد ہی منجل امثل مثل کا

اوسکی جو اکرو تصور گذرا یہی ہاتف نی کہا مجکو اف لا تجہل اقوال من رجال اولو

علماء سابقین سے اقوال

[illegible]

[illegible]

كمال ولنقول من فحول ذوي عقول قال عارف الباري عبد الله الانصاري الهروي ... تعالى

دربارہ معاملہ وجیر ممکنہ لغیر خاتم الانبیاء کے منقول ہیں عارف باللہ حضرت عبد اللہ انصاری ہروی سے کہا ہے خدا تعالی علیم حکیم

حكيم عليم فياض جواد ابدع الامريات وخلق الجسمانيات لا يتناهى فيضه ولا يحصى جوده معطي الحكمة حسب

و فیاض و جواد ہے پیدا کیا اوسنے مجردات و مادیات کو اوسکا فیض و جود غیر متناہی ہے اپنے حکمت سے حسب قابلیت مادہ کے فیض

قابلية المواد ويفيض نعمائه بتفاوت الاستعداد على المفارقات والات المواد ومن ما منا

دیتا ہے اور نعمتیں عنایہ سے مجردات و مادیات کو اونکے استعداد کے موافق عطا کرتا ہے چنانکہ ملائکہ کا قول ہے ہر ایک شخص کو ہم میں سے ایک

الا له مقام معلوم وقال ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض ولكن ينزل بقدر ما يشاء

متعین ہے اور کہا خدا نے بعض بندے خدا کے وہ ہیں اگر اونکو کشایش رزق کی ہووے فساد کریں زمین پر سو عطا کرتے اونکو قدر قوت

قال ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا. لا لفتور ولنقصان في فيضه وجوده وقدرته

لا یموت کے دیتا ہے اور کہا اوسنے اگر خدا او نمیں خیر جانتا تو اونکو سماعت دیتا اور دیتی برتقدیر سماعت دینکے پھر ایمان نہ لاتے

ورحمته التي وسعت كل شئ انما الفتور والخفاء في الممكنات حسب تفاوت الدرجات في القابليات

اوسکے فیض وجود و رحمت میں کچھ نقصان و فتور نہیں ہے فتور و خفا ممکنات میں ہے بسبب پاولی و کمی استعداد کے ہے ہر ظرف اوسکے

والاستعدادات يغترف كل ممكن من حياض فيوضه على حسب صلوحه ويشرب كل جار من جداول

حوض فیض سے حسب قابلیت کے پانی پیتا ہے اور حسب استعداد اصلی اپنے کے سیراب ہوتا ہے اور کامل تر ہر جملہ ممکنات سے اوسکے

جوده حسب استعداده وابلغ الخلائق واكمل القسط من بحار نعمائه المعنوية والائه الروحانية من

نعمتوں روحانیہ و معنویہ سے معلول اول کوئی کہ وہ روح محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے جو کمال خدا نے

سائر الممكنات هو التجلي الاول والمظهر الاكمل اعني روح محمد خاتم الانبياء صلعم فما ناله من فيضه الجليل العظيم

اوسکو عطا کیا ہے اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے مجردات و جسمانیات سے بلکہ ہر ممکن تا ابد الاباد بطفیل اوس خاتم الانبیاء کے

وجوده ان ينال لا يمكن لغيره من الامريات والجسمانيات بل كل ممكن من الممكنات الى ابد الاباد يغترف

فیض باری تعالی سے سیراب ہوتا ہے حسب استعداد اپنے کے اور منکر اوسکا ملحد ہے تمام ہوا کلام عارف عبد اللہ انصاری

من سحاب رب العالمين بطفيل هذا التجلي الاول سيد الانبياء والمرسلين حسب الصلوح والاستعداد ومنكره

کا اور ظاہر ہے کہ قول اوسکا کہ جو کمال خدا نے اوسکو عطا کیا اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے آثار میں یہہ کہتا ہے کہ نظیر اوسکا ممکن نہیں

جاهد في الالحاد انتهى كلامه الهادي الى الرشاد وانت تعلم ان قوله فما ناله من فيضه البالغ لا يمكن لغيره

لیکن نظیر اوسکا ضرور ہے کہ جسے مرتبہ کامل ہووے وہ نظیر اوسکا ہرگز نہ ہوگا

[illegible] مثله مجتمعا بالذات [illegible] الا [illegible] کون

[illegible]

[illegible] العارف	الحکیم [illegible] اشعار	اندر [illegible] جان [illegible] کبری	احمد [illegible] محمد [illegible]
[illegible]			
چون بخندید بر [illegible]	آفتاب [illegible]	آن سپهر [illegible] ازل	آفتابی که احمد مرسل
[illegible] سر آفاق	پای مردی [illegible]	قدمش در ازل [illegible] بود	بوده کل کون [illegible] بوده
داده اشرف به همه عالم	مرد اگر دگار لوح و قلم	بر نهاده ز [illegible] تاج قلم	پای [illegible] عالم و آدم
زاده از [illegible]	آدم از احمد [illegible] از آدم	[illegible] در ازل او	اول الفکر آخر العمل [illegible]
[illegible] صورت	آمد آخر [illegible]	رد [illegible] ازل [illegible]	گشته [illegible] ابد [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] تمام	[illegible] ایام [illegible]
[illegible]	[illegible]	چون [illegible] کمال [illegible]	[illegible]
[illegible]	شمس [illegible]	[illegible] عرش [illegible]	[illegible] عرش [illegible]
در [illegible]	مثل او در جهان [illegible]	خاتم شرع [illegible]	صدق [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] چون او	کس [illegible]

وقال المحدث عبد الرؤف المناوی فی شرح الجامع الصغیر للحافظ السیوطی فی شرح قوله تعالی

جلال الدین سیوطی کے جامع صغیر میں قول خدا تعالی کی شرح میں جو عبد الرؤف مناوی نے

انا الله الاحد فانه نفی المثلیة بما ذکر من التعدد او فرض له ولد یکون مشابها فلا یکون نبی ابدا لذلک قال

شرح میں کہا ہے کہ کلمہ احد سے نفی اوس چیز کی کہ جو مشابہ اوسکے عدد ... ظاہر ہی اگر اوسکا بیٹا ... [illegible]

الله تعالی فی حق المصطفی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله

مثل ہوگا پس وہ بیٹا اور ولد نہوگا خدا تعالی نے محمد صلی الله علیه وآله وسلم کے حق میں کہا ہے کہ وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں

خاتم النبیین لانه لو کان له ولد لکان مثله فی النبوة فلا یکون خاتم النبیین فما معنی لا استدراک

اگر اونکا بیٹا ہوگا وہ مثل اوسکے ہوگا نبوت میں پس خاتم انبیا اور خاتم انبیا نہوگا

فی قوله ولکن رسول الله انتهی کلامه وقال العارف الجلیل والعالم النبیل الفائق علی الاقران والاشباه

حضرت عارف باللہ مولانا ... [illegible] ... کلام سے

الحلیم المنیب الاواه الی فطرة ان ... فی تفسیره وافاض علینا نوره فی شرح اللوایح اشعار

الانبیا کا محال ہونا ثابت ہے

هو عقل اول هو شه تسلیم	سبب هستی ذات جز و کل	محمد شه انبیا و رسل
نظیر شریف لا محاله محال	بر او ختم شد چون تمام کمال	هو علم فعلی بملک قدم

واخرج ابو داود عن ابی اسحق ان علی ابن ابی طالب رضی الله عنه نظر الی ابنه الحسن وقال

ابو داود نے حضرت مرتضی علی سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے بیٹے فرزند حضرت امام حسن کو دیکھ کر فرمایا کہ اسکی پشت سے

سیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق یملأ الارض قسطا وعدلا

ایک مرد ظاہر ہوگا نام اوسکا محمد ہوگا صفات جسمانی میں مشابہ خاتم انبیا کے ہوگا اور صفات روحانیہ میں مشابہ

وقال شارح الاشعة الخلق بفتح الخاء هو الصورة الجسمانیة من الطول والعظم والصباحة والملاحة

نہوگا زمین کو عدل سے بھر دیگا شارح اشعة نے اس حدیث کو ذکر کرکے حضرت مرتضی علی علیه السلام حضرت مہدی

وغیرها والخلق بضم الخاء هو الوصف النفسانی والنعت الروحانی وانما نفی علی رضی الله عنه

علیه السلام سے مشابهت اوصاف نفسانی کے سابقه خاتم الانبیا سے ہوا نفی کی کہ صفات روحانیه خاتم الانبیا سے

سبب الوصف الثانی عن المهدی علیه السلام ان من الاوصاف النفسانیة المخصوصة الروحانیة لنبینا صلعم

سید دوسرے وصف کے اور خاتمیت انبیاء کے سبب سے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا محمد خاتم النبیین کہتے ہوئے ہیں

سیادة المرسلین وختمیته لهم قال الله تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین

معلوم ہے فرمایا میں سید مرسلین کا ہوں اور میں اول پیغمبروں کا ہوں پس مثل خاتم الرسالة اوصاف روحانی

وقال هو صلی الله علیه وآله وسلم انا سید المرسلین وانا اول النبیین فمثله فی الاوصاف الروحانیة غیر ممکن

میں غیر ممکن ہے تمام ہوا کلام شارح رسالہ کا اور فاضل محمد باقر شافعی قادری نے اپنے رسالہ آثار قیامت میں

انتهی کلامه بعبارته وقال محمد باقر الشافعی القادری فی رسالة آثار القیامة در حدیث صحیح آمده که مهدی

ایسا ہی کہا ہے

شبیه حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام باشد در خُلق و در صورت اسم او قدم او در خلق خلق آنحضرت نسبت الغایة عظیمت

که احدی را از مخلوقات مماثلت بآن نیست انتهی کلامه وقال العربی الشیرازی

آنکس که ایوان نبوت که از تیم	تا خاک درش تاج شرف داد قسم را
روزیکه شمردند عدیلش ز محالات	تاریخ تولد بنوشتند عدم را

قال المحقق الدوانی فی خطبة الزوراء الحمد لله ولیه والصلوة علی مرتبة الجامعة لجمیع صفاته

محقق دوانی نے خطبہ زوراء میں کہا ہے حمد لله کہ جو صاحب حمد کا ہے اور رحمت خدا کی اوسپر کہ جو مرتبہ جامع صفات

وقال فی شرحه الصلوة من الله تعالیٰ الرحمة وهی عبارة عن افاضة الخیر والکمال والوجود منبع

الٰہیہ کا ہے اور اسی محقق نے اپنی شرح میں کہا رحمت مراد ہے افاضہ خیر و کمال سے اور وجود منبع کا ہر خیر و کمال کا ہے

کل خیر وکمال وانما سایر الکمالات متفرعة علیه وغایة الکمال التجلی بجمیع صفات الله تعالیٰ واسمائه

جملہ کمالات اوسکے فرع ہیں اور غایت کمال کا یہ ہے کہ متجلی ہو ساتھ صفات الٰہیہ کے اور قابل واسطے فیض وجودی

والقابل للفیض الوجودی ما یتفرع علیه من الکمالات اولا من حیث حقیقة النوریة واخرا من حیث

اور دیگر کمالات کے اولا واخرا حقیقت محمدیہ ہے کہ جامع ہے تمام صفات الٰہیہ کے پس ہر رحمت خدا کے محمد صلی الله علیه وآله

[illegible] فان مرتبته هو الحقيقة المحمدية الجامعة لجميع الصفات الالهية فكل رحمة فهي له بالذات ولغيره

وسیلہ لیا اصلی بالذات اور اوسکے غیر کو اسکے وسیلہ سے تمام ہوا کلام محشی کا شیخ جزری کے حاشیہ میں [illegible]

بالتفضل فالعصمة من نبيه تعالى ابدا انتهى كلامه قال الفاضل اسمعيل التبريزي في حاشيته على ان

اسمعیل تبریزی نے اپنے حاشیے میں کہا ہے کہ حقیقت محمدیہ مظہر رحمت الٰہیہ کے بالذات ہے اور کل ممکنات واسطے طفیلی ہوئی وصول

هذه الحقيقة الجامعة لما كانت مظهر الرحمة الالهية بالذات وغيره متطفل به فان الممكنات كلها متطفلة به

رحمت الٰہی میں پس یہ حقیقت محمدیہ جامعہ جمیع ممکنات سے منحصر فرد واحد میں ہوتی مثل و نظیر اسکا ممکنات میں غیر ممکن

في وصول الرحمة ونزول البركة فهذه الحقيقة الجامعة من بين الممكنات من الماديات والمجردات

ہو گا ورنہ حقیقت جامعہ جامعہ نہوگے اور جو مثل اوسکا جامع اون صفات الٰہیہ کو ہے کہ ضرور جامع حقیقت محمدیہ ہے

منحصرة في فرد واحد لا يمكن مثله في الممكنات الا الممكن تلك الحقيقة الجامعة حقيقة جامعة على التقدير

نعوذ باللہ تعالیٰ میں عبث لازم آوے اور واجب الوجود کے فعل میں عبث ہونا قبیح ہے

كون مثله جامعا للصفات الالهية التي هي في الحقيقة المحمدية الجامعة فيلزم العبث في فعل

الباري الواهب الحكيم وهو فانه مستحيل عقلا في جناب الواجب بالذات تعالى شانه عن ذلك علوا كبيرا

علاوہ اسکے یہ مثل فرضی ممکن ہے اور ہر ممکن طفیلی حقیقت محمدیہ کا ہے پس یہ مثل فرضی بھی طفیلی اوسیکا ہوگا

ان هذا المثل الفرضي ممكن وكل ممكن طفيلي للحقيقة المحمدية فيكون هو ايضا طفيليا له فلا يكون مثله [illegible]

نہیں مثل اوسکا ہوگا تمام ہوا کلام فاضل اسمعیل تبریزی کا اللہ رحم کرے اوس اسمعیل تبریزی پر کہ راہ رشد و ہدایت کو دیکھا

[illegible] رحمه الله اسمعيل التبريزي تام مسالك الرشد والهداية [illegible] الخيال [illegible]

اور اپنے نفس کی گمراہی سے باز رہا [illegible] اسمعیل تبریزی فاضل بزرگ و عالم [illegible] تھا اور [illegible] لوگوں کا اسمعیل [illegible]

[illegible] طلبا لاختراع الاقوال المنكرة [illegible]

[illegible] اونسے اختراع کئے ہیں [illegible]

للبدعات السيئة يا معشر المسلمين عليكم بسنة العلماء الراسخين [illegible] الكاملين [illegible] اياكم و

[illegible] علما [illegible] مستقیم [illegible] طریقہ [illegible] مسلمین [illegible]

وكل ضلالة في النار [illegible] الوقوع فيها

وانتم تعتمدون فيما قال الفاضل محمد صادق الحلوائي في خطبة رسالة المغالطة الكلامي هذا كاذب

فاضل محمد صادق حلوائی نے رسالہ مغالطہ کلامی ہذا کاذب کے خطبہ میں کہا ہے حمد ہے خدا کو

البارعة في خطبة رسالة النقيض الحمد لله الذي لا نقيض له والصلوة والسلام على رسوله الذي

رسالہ نقیض کے خطبہ میں کہا ہے حمد اوس خدا کے کہ جسکی نقیض نہیں ہے اور درود اوس پیغمبر پر کہ جسکا نظیر

لا نظير له اي لا نظير له لا بالقوة ولا بالفعل لقرينة قوله الحمد لله الذي لا نقيض له اي لا نقيض له

نہیں ہے یعنی نظیر اوسکا نہ بالفعل ہے و نہ بالقوہ جیسا کہ کہا اوسنے حمد اوس خدا کے کہ جسکا نقیض نہیں ہے یعنی

لا بالقوة ولا بالفعل وقال الامام الحافظ المستند في الفقه والحديث المشهور بامام توربشتي في كتابه

نقیض خدا کا نہ بالفعل ہے نہ بالقوہ

المسمى بمعتمد و مراد از خاتم النبيين اينست كه يعنى نبوت را مهر كرد و نبوت بآن او تمام شد يا

باين معنى كه حق تعالى پيغمبرى از اوى ختم كرد و ختم خدا حكم خداست بدانچه ازان نخواهد كرد و بدل چنانكه

ختم الله على قلوبهم گفت بر دلهاى كافران مهر نهاد يعنى حكم كرد كه ايشان هرگز ايمان نيارند و

ختم را بمعنى بلوغ آخر گويند كه باخر رسيد قرآن را ختم كردم يعنى گويند باخر قرآن رسيدم و تا آن

سورتى يا آيتى باقى باشد نتوان گفت كه ختم كرديم اگر بر اين وجه گويند كه آخر انبياء است توان گفت

واحاديث بسيار از رسول خدا صلى الله عليه وآله سخت است كه نبوت بآمدن وى تمام شد

بعد از وى هيچ نبى نيايد اين مسئله در ميان اهل اسلام مشهورتر ازانست كه آنرا بكشف و بيان حاجت

اند اما اینقدر از مرض آن یاد کردم که مبادا ربندی تجاهل را در شبهه اندازد و بسیار مانند که ظاهر بیار کردا

بی کردند کان بدنیط [illegible] که حق سبحانه تعالی بر هر چیز قادر است کس قدرت او را منکر

نیست اما چون ممتنع از چیزی تحت قدرت نمی آید که چنین مخبر [illegible] خلاف وعده [illegible] شود تعالی

خبر داد که بعد از وی نبی دیگر نباشد منکر امتناع کسی منافی تواتر بود چه اگر بر رسالت او معترف بود نباید

وبرا در هر چه از آن خبر داد صادق دانستی و بهان حدیثها که از طریق تواتر بر رسالت او دیگر ثبوت

درست شد و این نیز درست شد که وی بار پسین همه پیغمبران است که تا قیامت بعد از وی تشریع نبی نیامد مشتمل

و هر که در این شک است در آن نیز شک باشد و آنکه گوید که بعد از وی نبی دیگر هست یا خواهد بود

و هر آن کس گوید که امکان دارد که باشد کافر است این است شرط درستی ایمان به خاتم انبیا محمد مصطفی

صلی الله علیه وسلم و علی آله و ذریاته و اصحابه انتهی کلامه بعبارته اقول ان هذا الامام الجلیل کان من

[illegible]

اهل الکشف والشهود ولا امر لمحمد حد من العلماء الاولین یکون نظیر خاتم الانبیاء ممکنا اذا

[illegible] اصحاب کشف [illegible] علماء متقدمین سے امکان نظیر خاتم الانبیاء کا [illegible]

هذا الرجل المولوی اسمعیل الدهلوی فی مائة ثالثه بعد الالف من الهجرة فانه الا جاهل و الا لعنة

[illegible] مولوی اسمعیل [illegible] قائل [illegible] اور اسکے قول [illegible]

الا ارذل قد بلغ عمری قریب [illegible] بیان فرقة [illegible] اسمعیل من اتباعه و اشیاعه و ادوا [illegible]

[illegible] مولوی اسمعیل [illegible]

واحفاده الاعتقادية احدا ان يكون له خلاق من العلوم الدقيقة ونصيب من الفنون الغيبة العميقة

علوم دقیقہ و فنون عمیقہ سے اونکو عاری پایا مبلغ علم اونکا شرح شمسیہ شرح وقایہ وغیرہ ہیں اور حواشی کی دستیاب سے کیے

مبلغ علمهم شرح الشمسية وشرح الوقاية والكنز وامثالها ومن نال منهم الى الفاظ بعض شروح السلم

شرح سلم مولوی حسن وغیرہ ورد لفظ الفاظ فقط پڑھی گویا وہ امام دہر ہوں اور [illegible] ہوا مگر جہلا میں جا

فقد صار اماما دهريهم وراسهم فماشاؤا يقولون ولا يبحثون مرشدا ولا دليلا اولئك كالانعام بل هم

جا کہا شروع کیا

اضل سبيلا قال الفاضل النبيل محمد جليل بدخشاني في كتابه اوضح العقايد

نادر شیل محمد بدخشانی نے کتاب اوضح العقاید میں کہا ہے

گر گفت کسی تیرا ز هیرا	شاید که جود جی دیگرا	انکس که باین بنده ازهرا	باشد بکتاب حق در انکار
یا گفت صادق از اتحاد حق	گر شد [illegible]	یا بر ورد کسوی [illegible]	باشد همه را خطر در ایمان

ومن البين ان هذا اذا لم يمكن بعده نبي حكما لا يكون نظيره ممكنا الا ان مثله ونظيره لا بد ان يكون نبيا والا لا يكون

جب نبی بعد اوسکے غیر ہوا نظیر بھی اوسکا غیر ممکن ہوگا کیونکہ نظیر اوسکا ضرور ہے کہ نبی ہو ورنہ نظیر نہ ہوگا تمام ترجمہ

مثله ونظيره هذا آخر التحرير وختم التحرير الحمد لله على كل شيء [illegible] تمام رسالہ [illegible] النظير [illegible]

بقلم [illegible] کمترین بندگان [illegible] حسین رضا [illegible] فرزند [illegible] حضرت جناب [illegible] کا ہے الترجمہ مطلب عبارت

التحرير عن [illegible] قد حققت لك في هذا البيان من زبدة الحق والبرهان واخر [illegible]

کا لکھا گیا ہے حرفا بحرفا بسبب نہایت محاورہ کے ترجمہ نہیں کیا [illegible]

تلك فرايد من غرر [illegible] الطرست [illegible] فوايد من [illegible] الارتفاع [illegible]

على البدرع [illegible] تقيسه [illegible] والتحرير المبسوط [illegible]

النفس العزل الرطيب [illegible] الاعظم البحر الزاخر العبيط [illegible] المستحق [illegible]

واقف دقائق اللبيب المنيف المتوكل على [illegible] العلم والفهم [illegible] المستغل المتلاقي

أخوته الهيام والمترددي في [illegible] اللهم احفظنا من شرور الاقوام الذين ما كسبت

جوارح [illegible] الاخسار [illegible] وعاتم البدو [illegible]

[illegible] اذا انهم [illegible] والاستكبار [illegible]

ان الامام المسند العلامة السيد نور [illegible] غيره من العلماء الكبار والفضلاء المشاهير

کہ امام نور [illegible] اپنے وغیرہ علماء سے مشاہیر [illegible] فتوا دیا ہے کہ جو قائل امکان نظیر خاتم الانبیاء کا ہو وہ کافر ہے [illegible]

افتوا بكفر القائل بامكان نظير خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم فيا [illegible] الى [illegible]

کیا [illegible] قائل کفر کا ہے [illegible] کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جیسے بخاری

بتكفيره ام لا قلت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من استقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا

قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور کھایا ذبیحہ ہمارا اوسکو تم بسبب گناہ کبیرہ کے کافر مت کہو اور [illegible] مولوی اسمعیل دہلوی

فلا تكفروه بذنب عظيم ولا ارتياب ان المولوي اسمعيل الدهلوي كان حافظا عالما عاملا

حافظ قرآن عالم باعمل [illegible] اپنے معاصرین سے اور جو عرفاء کے [illegible]

كان له حظ من الفهم ونصيب من العلم لكنه كان صاحب التجدد الى المراء بالمعاصرين الكبراء وكان

[illegible] ان خلفاء عرفاء کو عطیات [illegible]

من الاشداء على خلفاء العرفاء وحصول الصلاة المتواترة والعطيات المتكاثرة من السلاطين

اسکو [illegible]

والامراء على [illegible] فحسد على ما هو عليه وكان يعظ وعظا ويقول

عرفاء سے بھی انکار کیا اور اختیار کیا [illegible] مذہب عبد الوہاب نامی [illegible]

فيهم قولا غليظا فتقدم حتى انكر الاستعانة بالاولياء وكرامة العرفاء واختار مذهب عبد الوهاب

[illegible] زمانہ علماء و فضلاء نے اوسکو برا کہا اور [illegible]

الحمد لله ... الذي يوضح ... من احاديث البخاري وافتتم العلماء الكاملون من زمانه

مباحثہ کیا آخر الامر مباحثہ منجر بشقشی ہوا اور راو سکے تکفیر کے بحکم حاکم وقت انگریز کے اوسکو دہلی سے

ومنهم الفضلاء الراسخون في اداءه وقاموا معه ... ومباحثة وانجر المباحثة والمكابرة

خارج کیا ... بندہ کو کچھ مولوی اسمٰعیل دہلوی سے بغض وعناد نہین تاکہ اوسکے تکفیر کرون اور

الى الشنان والعناد ونسبوه الى الكفر والالحاد حتى اخرجوه بحكم السلطان من شاہجہان آباد دہلی

نہ مین جہال وعوام سے ہون تاکہ اوسکا اپنا امام جانون البتہ یہ مجھکو یقین ہے کہ اوس سے اکثر مباحث و

لست ... بغضه وعناده لا اقول بكفره والحاده ولست ايضا من الجهال العوام لا

مسائل میں اختلاف وغلطی ... اعتقادی واقع ہوئی ہے امکان نظیر خاتم الانبیاء کا قائل ہونا سبب

قول ... والامام ... في مواضع زل ... عن ... [illegible]

اوسکے ... سے ... تکفیر نہین دیتا ... [illegible]

وهذا القول ... من ... زلات ... تاويل ... [illegible]

تکفیر میں دلیل نہین اور اکثر علماء متقدمین سے خطیات فکریہ واقع ہوئی ہین ... اور انکی تکفیر

الصحيح ... تكفيره ... امثال هذه الزلات وقد ... من العلماء ...

نہایت ... مولوی اسمٰعیل حافظ دہلوی کے سبب اس خطا وفکری کے تکفیر نہین

والفضلاء ... الكفر ... العالم ... الحاج ... [illegible]

... قابل ہے ... نہین تاکہ اوسکے تکفیر ... [illegible]

والمختار ... لا اقول هذا الرجل ... بوقوع نظير ... [illegible]

... سبب ... کا سبب ... [illegible]

... ان استحالة ... الى ... [illegible]

... جیسے ... شریک ... [illegible]

... [illegible]

قدرت خدا ... [illegible]

... [illegible]

... قدرت خدا کے ... نہین ہے

حقارت وسفاهة وانها اصلا فكما ان نظير خاتم الانبياء لا يستحيل بالنظر الى قدرة الباري تعالى كذلك لا يستحيل

دیگر اس شخص کو بسبب کم سمجھی کے یہ دریافت نہین کہ اکابر اہل سنت کا متواہے کہ خلاف علم وخبر خدا تعالی کے

اجتماع النقيضين وشريك الباري تعالى ايضا بالنظر الى قدرته التامة الكاملة الشديدة وانهم غفلوا

کا محال ہے اور امکان نظیر خاتم الانبیا کا مستلزم ہے امکان صدور کذب کو خدا تعالی سے اور کذب کسی طرح

تحصيله وفلذ سيره لا العسران المتقين الراجحين القائمين بالقسط قد افتوا في صحفهم ان خلاف

خدا تعالی کو ممکن نہین ہے یہہ مذہب اہل سنت وجماعت کا ہے اور یہہ مسئلہ امکان نظیر خاتم الانبیا کا نہایت دقیق ہے

ما علم الله وخلاف ما اخبره محال وان امكان نظير خاتم الانبياء يستلزم امكان صدور الكذب

موقوف ہے اسکا سمجھنا قواعد وضوابط حکمیہ یونانیہ وکلامیہ پر عوام کے افہام سے نہایت بعید ہے بلا تامل یہہ

عنه تعالى والكذب ليس ممكن له اصلا وانت قد علمت ان هذه المسئلة من ادق المسائل

مسئلہ وطلاء مین اس شخص نے زبان سے نکالا پھر اسکے لئے کسی کو پاس ہوا اور اسکے تابع ہیں

الدقيقة ومن اخص المطالب العميقة كشافها وانحلالها يدور على قواعد حكمية يونانية

اور ستے کہ اس زمانہ مین اکثر اور اسکے اتباع جہال سے ہین نزدیک عوام اہل بازار و دوکاندار

على اصول مؤسسة عرفانية بعيدة عن العقول المتوسطة والمدارك الجمهورية مجاوزها ومتبعها

کے وہ جہال عالم وفاضل ہین یہہ جہال اتباع اور اسکے کہ نزد عوام عالم ہین باواز بلند چلا

قوم فيما وقع بلا تامل وعندان هو جهل في العوام شخص بالغ وفوات فكر سابق نعم ليتعثر جهار

ہین کہ خدا قادر ہے جب چاہے نظیر خاتم الانبیا کا پیدا کردے اور اسکی قدرت سے اسکا مثل

من اتباعه الذين هم العلماء عند ارباب الحرف والاسواق يتفوهون في المحافل والشوارع

واقعی کر دیوے قائل اسکے قول کا بلا شک کافر ہے اس باطل کو کچھ تاویل معلوم نہین اور کتب علما معتبرہ

انما هم من جنود الوحوش ومن جيوش الجحوش يتفوهون بان الله تعالى قادر على ان يخلق مثل

مین موجود ہے کہ اہانت نبی کے خواہ صراحۃ ہو یا اشارۃ کفر ہے میرے نزدیک کلام مولوی اسمعیل دہلوی

نبينا في سنا روله نعم قدرة ان يوقع مثله فالقائل بهذا القول كافر يقينا لا تامل في تكفيره

اہانت نبی کے ظاہر نہین تا کہ مین اسکے تکفیر کردن اور امکان نظیر خاتم الانبیا کا قائل ہونا اگرچہ کلمہ حق ہے

وفي كتب العلماء المعتبرين ان اهانة النبي صراحة كانت واشارة تفضي الى الكفر ولا يلوح عندي

نہایت دور ہے کہ نزدیک دل مصنف کے مستوجب اہانت نبی کو نہین ہے میرے رای اس شخص کے ماسبق

من کلام المولوی کا اسمعیل اہانۃ النبی حتی اسرع الی تکفیرہ و القول بامکان نظیرہ فقط و

بے عیب کو اختیار ہے جو چاہے کہے

ان کان عقلا و نقلا بعید اغایۃ البعد عن قدرۃ الحق و صراط الصدق لکنہ الیسر حبا اہانۃ

النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم عند القلب المصنف المعرض عن التعسف ہذا ما عندی و

لغیری ما عندہ فقط

قطعہ تاریخ

انتہی قولی و تمت فکرتی　　فی کرامات النبی المستنیر

سلت عن رب الفلق تاریخہ　　قال و رحم کلام لا نظیر

۱۲۸۲

و سب عنی ارخ التنویر بالنار　　بمحمد و الحسن و صفیہ و زبیر

الحمد للہ الذی خالق الارض و السماء و الصلوۃ و السلام علی زمر الرسل و الانبیاء لاسیما علی من ہو

سیدہم و خاتمہم بالبراہین و الادلۃ این کتاب مستطاب مسمی تنزیل التنزیہ فی نظیر

الیشٰی والنذیر لسبب مشکور و جہد موفور ناصر الاسلام و المسلمین حامی الایمان و المؤمنین

المؤید بتائید رب العالمین میاں لعل دین صاحب سلمہ اللہ و جزاہ خیرا الی یوم الدین

بقالب طبع در آمدہ در بلاد و اطراف و قری و اکناف و بیوت

و اقالیم بنظر افادہ و تعلیم انتشار و اشتہار یافت

و تا ابد اختر اقبالش بر سپہر سعادت تافتہ

تحریر جناب عظمت مآب امارت انتساب فاضل جلیل و عالم نبیل مولوی سید یعقوب خان بہادر مدار

المہام سلطنت پارکند و کاشغر لازال الفضل با اللہ اعز و اغر

این ضعیف کہ مسمی بسید یعقوب خان وکیل امیر جناب عالیشاہ کاشغر و یارکند است کتاب مستطاب

جناب مولوی قمر علی صاحب کہ در باب اقناع شیر خاتم الرسل علیہ من الصلوۃ افضلہا و من

التحیات اکملہا تصنیف شدہ منظور نظر عاجز انام گردیدہ آمیزاً موثق اعتقاد محققین ائمہ

کرام رضوان اللہ علیہم دریافتم الحق کتابیست لا یکتحل عین الزمان بشابہۃ و اعجابا سوئی بالی

مثا نیہ و کن بلغ معانیہ ثمار تحریر و خط مخمونہ و السلام علی من اتبع الہدی (سید یعقوب خان)

حاشية متعلقة صفحة ٩

قوله ان الابصار ليس من شرط القائل شيخ آه هذا الكلام من هذا الشيخ نص على ان علم المبصرات حضوري لا حصولي وقد ورد عليه ان الحضور الموجب للانكشاف انما هو
بالحقيقة عند النفس الناطقة التي هي المدركة حقيقة وبالذات وفي الابصار انما هو حضور عند الحاسة التي ليست مدركة بالذات فلا يكفي هذا الحضور في الانكشاف واجيب
عنه بانكم تقولون ان علم المبصرات حصولي فيحصل صورة المبصر في الحاسة وهذا الحصول انما هو في الحاسة التي ليست هي مدركة بالذات والنفس الناطقة التي هي مدركة بالحقيقة
وبالذات والحصول الموجب للانكشاف انما هو الحصول عند المدرك لا عند الحاسة فما هو جوابكم فهو جوابنا وحاصله انه يجوز ان يكون المدرك حقيقة عند الابصار حاضرا عنده النفس بتوسط
تلك الآلات وهذا القدر من الحضور يكفي للانكشاف وقد يورد على الشيخ الاشراقي ان علم المبصرات لما كان حضوريا فيكون هذا المبصر الخارجي بعينه حاضرا [illegible]
قد يعدم ويغيب [illegible] والجواب عنه ان حضور المبصر عند الحاسة انما هو علم مخصوص لا كل علم فما دام المبصر حاضرا عند الحاسة يكون هذا العلم واذا غاب [illegible]
او انعدم عن الخارج انعدم هذا العلم الخاص فبعد غيبوبته عن الباصرة او انعدامه عن الخارج يكون مثال هذا المبصر موجودا من مثال له في عالم المثال حاضرا عند حاسة اخرى من
الحواس [illegible] وقال بحر العلوم في حاشيته على الشرح الزاهدي للرسالة ان وجود المبصر في الخارج غير كاف للانكشاف والا لكان مدركا قبل المقابلة لان وجود المبصر قبلها ايضا ثابت
والجواب عنه ان وجود المبصر انما يكون كافيا للانكشاف بشرط المقابلة واذا فات الشرط فات المشروط فتذكر ١٢ منه سلمه ربه

حاشية متعلقة صفحة ١٦ اعلم ان صفات الباري تعالى لما كانت عين ذاته فالاولى ان يكون وجوده بمعنى ما به انتزاع الوجود المصدري هو الوجود الحقيقي [illegible]
عين ذاته ومن اراد [illegible] بزيادة الصفات [illegible] ان الوجود بمعنى ما به الموجودية ايضا زائد على ذاته تعالى [illegible] لان وجوده تعالى اذا كان زائدا على ذاته فلا بد ان يكون
انضماميا او انتزاعيا وكل منهما [illegible] موجودا قبل [illegible] فيلزم كونه موجودا قبل وجوده وهو محال [illegible] انما ننقل الكلام في هذا الوجود [illegible]
ان واجب الوجود اذا كان وجوده زائدا عليه فكان هو واجب الوجود من حيث هو عار عن الوجود فلا يكون واجب الوجود من حيث هو واجب الوجود هف وذهب ابو الحسن
الاشعري من عظماء اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى وابقاهم الى يوم القيمة ان الوجود بمعنى ما به الموجودية وهو الوجود الحقيقي عين كل ذات واجبة كانت او ممكنة جوهرا
كان او عرضا بالدليل المذكور وبانه لو كان زائدا على الماهية لكان صفة قائمة بها فاما ان يتقوم بالماهية الموجودة فيلزم كون الماهية موجودة قبل وجودها وهو محال او بالماهية المعدومة
فيلزم اجتماع النقيضين اذ يكون الماهية حينئذ معدومة وموجودة معا وهو ايضا محال واجاب عنه المحقق الطوسي في التجريد ان الوجود يتقوم بالماهية من حيث هي هي لا بالماهية
الموجودة او المعدومة ليلزم المحال اقول فيه نظر اما اولا فلان قيام الشيء بالشيء فرع وجود هذا الشيء فعاد الاشكال واما ثانيا فلانه ان اراد بالماهية من حيث هي هي نفس الماهية فقط
من دون لحاظ جميع ما عداها حتى لحاظ جعل الجاعل ايضا فنقول ان الماهية من دون لحاظ جعل الجاعل ليست ماهية اصلا لانها قبل تعلق جعل الجاعل معدوم محض [illegible]
سلب كل شيء حتى عن نفسه فالذات قبل تعلق جعل الجاعل كما انها ليست بموجودة كذلك ليست بذات اصلا وان اراد بها نفسها بعد لحاظ جعل الجاعل [illegible]
فنقول ان اراد بقيام الوجود بالماهية ان الماهية المجعولة تكون نفسها مصداقا لحمل الوجود عليها فهو مسلم ولا يلزم منه كون الوجود زائدا عليها وان اراد بقيام الوجود
بالماهية ان الوجود الحقيقي زائد عليها من قبيل الوصف الانضمامي او الانتزاعي فقد عرفت بطلانه ولا دليل عليه من دليل والحق ان الماهية اذا جعلت [illegible]
غيرها مصداقا لحمل الوجود ومنشأ لانتزاعه في الواقع [illegible] وغيره ان قيام الوجود بالماهية وقبولها اياه من حيث هي هي وهذه الحيثية انما [illegible]
فالوجود زائد على الماهية في الذهن لا في الخارج [illegible] القوشجي في شرح التجريد بان الماهية من حيث هي هي موجودة في الخارج فيجوز ان يثبت لها [illegible]
في ذلك بكون هذه الحيثية انما يثبت لها في العقل كما ان الجزئي موجود في الخارج ويعرض له في الخارج اعراض موجودة فيه ولا يمنع عن ذلك كون [illegible]
ان تمل انتهى وههنا ابحاث قد تركناها وقال السيد الهروي في حاشيته على شرح المواقف ان حقيقة الوجود ليس ما يفهم من المعنى المصدري لان هذا المعنى [illegible]
التعقل وانتزاع الذهن وحقيقة الوجود متحققة مع قطع النظر عن ذهن من الاذهان وتلك الحقيقة منشأ لانتزاع هذا المفهوم ومصداق لحمله ومطابق لصدقه [illegible]
[illegible] موجود بغيره فمصداق حمل الوجود عليه امر زائد عليه وفي الواجب تعالى عينه لانه موجود بذاته فمصداق حمل الوجود عليه نفس ذاته من غير اعتبار امر
[illegible] ان اراد بقوله ان الممكن موجود بالغير انه موجود بجعل الجاعل فمسلم لكن لا يلزم منه كون الوجود زائدا على ذات الممكن بل ان ذات الممكن
[illegible] مصداقا بنفسها في الواقع لحمل الوجود بلا زيادة امر عليها [illegible] بعد تعلق الجعل [illegible] مصداقية الذات والذاتيات عليها بلا زيادة امر كذلك [illegible]

[illegible] في الخارج ولا [illegible] انما يثبت لها في [illegible] متحقق [illegible] في الذهن [illegible] انتهى [illegible] اذا تعلق [illegible] بعد الجعل [illegible]

فانه لا يصدق عليها الذاتيات عليها وقال المحقق الدواني في الحاشية القديمة لشرح التجريد وتبعه صاحب الافق المبين ان الفرق بين الوجود والذاتيات مع ان كلا منهما محمول
ليس الذات ان ملاحظة الذات كذلك تصحح انتزاع الذاتيات بخلاف الوجود فان انتزاعه اذا لابد فيه من ملاحظة امر آخر مثل وجود علته وآثاره والي غير ذلك وليس كذلك الذاتيات الا ترى ان الذات
الذات من حيث جعل الجاعل فيه يصح انتزاع الذاتيات فيمتنع ان يلاحظ الذات الغير المجعولة معروضة صرفة فلا تصلح لانتزاع الذاتيات اصلا ولكن لا يرد ان ملاحظة الذات المجعولة
كافية في انتزاع الذاتيات فيلزم ان الذات المجعولة فيها ملاحظة امر آخر مثل وجود علته وآثاره فالذات المجعولة في انتزاع الوجود كانتزاع الذاتيات عند الاذهان الصافية وبالجملة
فانا نتصور الماهية مرتبة متقدمة على الوجود اصلا والوجود بمعنى ما به الموجودية نفس الشيء وما اشتهر في افواه الجمهور ان الماهية من حيث هي هي ليست بموجودة ولا معدومة فمعنى من
النور والتنوير ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور وقال السيد الباقر في حاشية كتابه الافق المبين ان الاشعرية يقولون بان الوجود عين الماهيات الممكنة فيمتنع ان يسلب الماهية عن
نفسها وان يعرض لها العدم والا لزم مفارقة الشيء عن نفسه اقول فيه بحث اما اولا فلان معنى كلام معشر الاشعرية ان وجود الماهية الممكنة نفس الماهية لا ان الماهية الا بعد
جعل الجاعل تكون نفس الوجود الحقيقي كما انها تكون نفسها فقوله ويمتنع ان يعرض لها العدم ان اراد به انه يمتنع على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة انتفاؤها عن صفحة الواقع بعد
ممنوع لان العدم الطاري هو انتفاء الذات عن صفحة الواقع فعلى تقدير عينية الوجود للماهية يجوز انتفاء الماهية عن صفحة الواقع بانقطاع تاثير الجاعل عنها وان اراد به انه يمتنع
على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة ما دامت موجودة ان تكون ذاتا معروضة للعدم فمسلم لكنه لا يضرنا وهذا كما في قولنا الانسان انسان بالضرورة ما دام موجودا واما ثانيا فلان قوله
عندنا ان الماهية الممكنة لنفسها فيمتنع ان يسلب الماهية عن نفسها وان يعرض لها العدم والا لزم مفارقة الشيء عن نفسه مع ان الماهية الممكنة يجوز سلبها وعدمها عن نفسها حين
انعدامها فما هو جوابه فهو جوابنا ولا بد الى هذا الفاضل انه على تقدير عينية الوجود للماهية الممكنة تكون ضرورة ثبوت الوجود لها ذاتية لا ضرورة ازلية وابدية حتى يمتنع سلبه
عنها دائما كما في قولنا الانسان انسان بالضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة ضرورة ذاتية لا ضرورة ازلية وابدية وبين الضرورة الذاتية والازلية فرق واضح ذكر في
شارح المطالع الضرورة الازلية وهي الحاصلة ازلا وابدا كقولنا الله تعالى عالم بالضرورة الازلية والازل دوام الوجود في الماضي والابد دوام الوجود في المستقبل والضرورة
الذاتية هي الحاصلة ما دامت ذات الموضوع موجودة كقولنا الانسان حيوان بالضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة والضرورة الازلية اخص من الضرورة الذاتية المطلقة
لان الضرورة متى تحققت ازلا وابدا تحقق الضرورة ما دام ذات الموضوع موجودة من غير عكس وانما الشيخ هذا في الايجاب واما في السلب فهما متساويان لانه متى سلب المحمول
عن الموضوع ما دامت ذاته موجودة يكون مسلوبا عنه ازلا وابدا لامتناع ثبوته له في حال العدم انتهى كلامه ملخصا قال الفاضل ابو الحسن الكاشي في حاشية رسالة اثبات
ان الاشعري قال بوجود الممكنات بعينها فان قلت اذا كان وجودها عينها يجوز ان توجد بنفسها فيفسد باب اثبات الصانع قلت هذا اذا لم يكن قائلا بالجعل البسيط
واما لو قال به كما هو التحقيق فلا انتهى كلامه وقد يورد بان الموجود لو كان نفس الماهية لكان قولنا السواد ليس بموجود بمنزلة قولنا السواد ليس بسواد او الموجود ليس بموجود
وهو تناقض اي حكم باجتماع النقيضين اذ معناه ان شيئا اثبت له السواد وارتفع عنه السواد اجاب عنه المحقق الدواني في الحاشية القديمة على شرح التجريد ان هذه القضية
ان اخذت سالبة لم يكن حكما باجتماع النقيضين اذ صدق السالبة لا يقتضي صدق العنوان على افراده في نفس الامر بل قد يكون صدقها بسبب انتفاء صدق العنوان ان
اخذت معدولة فصدق قولنا السواد ليس بموجود معدولة ممنوع عند الخصم انتهى كلامه وبالبسط في شرحنا الحكمة العين ١٢ منه سلمه ربه
وقال المحقق الدواني وقد قال هذا المحقق اللغوي في الحاشية الجديدة على التجريد ان الواجب تعالى وجود خاص تام قائم بذاته فهو موجود بذاته لان الوجود لو قام بغيره مثلا كان وجودا
لغيره وموجودا به فاما اذا قام بنفسه كان وجودا لذاته فكان موجودا بذاته كما انه تعالى علم وعالم بذاته لان العلم هو الصورة المجردة فاذا كانت قائمة بغيرها كانت علما لذلك الغير
وعالما به فاذا كانت مجردة قائمة بذاتها كانت علما لذاتها وعالمة بذاتها وقس عليه سائر الصفات كالقدرة والارادة حتى قال بعضهم لو فرضنا العلم مجردا عن المادة
لكان عالما بنفسه وقال بهمنيار في كتاب التحصيل والسعادة لو قامت الصورة المحسوسة بنفسها كانت حاسة ومحسوسة بذاتها فالوجود بالنسبة الى ذاته تعالى كما هو صفاته
وقال في موضع آخر منها ان مصداق الحمل في قولنا الله موجود هو ذاته لا امر مغاير لها فان معنى الموجود مبدأ في الحقيقة هو كون الشيء بحيث يصح انتزاع ذلك الوصف عنه
ان الموجودية بذاته كما انه بحسب ذاته ولما كان ذاته تعالى بذاته كذلك كان موجودا بذاته لان ذاته بذاته مبدأ صحة ذلك الانتزاع بالحقيقة لا ان فيها امرا آخر كما زعم ولست
انما قلنا ان ما ابدوا من الشكوك بعدم التعمق في المقاصد الدقيقة الحكمية التي لم يتعارفها العامة ومن هذا القبيل ما استمر تشنيع المتكلمين على الحكماء وغيرهم في قولهم بكون صفاته
عين ذاته بل بذاته تحقيقه نفي الصفات فمن لم يكن له تلك الصفات قائمة به لا يكون عالما ولا قادرا ولا مريدا ولم يعلموا ان معنى الموجود عندهم اعم من ان يكون شيئا متصفا بالوجود
او عين الوجود القائم به سواء كان اطلاقه على المعنى حقيقة في عرف اللغة او مجازا ولا يلزم من ذلك كون الوجود متغايرا له كما هو المتبادر الى الوهم من الاشتقاق قال في الحاشية

الی ان حقیقة الواجب تعالی عند الحکماء ہو الوجود البحت القائم بذاتہ المعری فی ذاتہ عن جمیع القیود والاعتبارات فہو اذن موجود بذاتہ متشخص بذاتہ عالم بذاتہ قادر بذاتہ یعنی
بذاتہ ان یقوم مقام الصفات فی جمیع صفاتہ ہویتہ المقدسة اتی الا کثر فیہا الوجہ من الوجود ای تمامہ. لمحصاام اسلمہ ربہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۶

قولہ تعالی فمن یرد اللہ ان یہدیہ آہ قال الامام الہمام من حکماء الاسلام فخر الملة والدین الرازی رحمہ اللہ فی تفسیرہ الائمة الشریفة والعلامة البیضاوی الیہ اشار الداعی بقولہ
توسیعہ وہذا تمثیل علی سبیل الحقیقة فمعناہ انہ اذا اعتقد الانسان فی عمل من الاعمال ان نفعہ زائد وخیرہ راجح مال طبعہ الیہ وقوی تحصیلہ فسمیت ہذہ الحالة سعة الصدر وان حصل
فی القلب اعتقاد او ظن بکون ذلک العمل علی ضرر زائد مفسدة راجحة دعا ذلک الی ترکہ وحصل فی النفس نبوة عن قبولہ یقال لہذہ الحالة ضیق الصدر والحرج بالفتح جمع حرجة
وہو الموضع الکثیر الاشجار المستمسک الذی لا طریق فیہ فکذلک قلب الکافر ومعنی یصعد فی السماء کانما یزاول امرا غیر ممکن لان صعود السماء امر ممتنع وبعید عن الاستطاعة قال
الاشعری ان ہذہ الآیة دلت علی ان الہدایة والضلال من اللہ تعالی لان العبد قادر علی الایمان والکفر وقدرتہ بالنسبة الی الامرین سواء فلا یترجح احدہما الا لداعیة ولا معنی للداعیة
الا اعتقاده او ظنہ بکون ذلک الفعل مشتملا علی خیر ومصلحة ومجموع القدرة مع الداعی یوجب الفعل والایمان ینتہی ذلک الداعی الی خلق اللہ دفعا للتسلسل فاذا خلق اللہ تعالی فی قلبہ
اعتقاد ان الایمان راجح المنفعة وہو المراد بشرح الصدر مال القلب الیہ واذا خلق فی قلبہ اعتقاد ان الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سبب للمفسدة الدنیویة او الدینیة مال
عنہ وہو ضیق الصدر وقال المعتزلی انہ لا دلالة فی الآیة علی قولکم لانہ لیس فیہا اکثر من انہ اذا اراد ان یہدی انسانا او یضلہ فعل بہ کیت وکیت ولیس فیہا انہ اراد ذلک او لم یرد الجواب
عنہ ان قولہ تعالی کذلک یجعل اللہ الرجس آہ تصریح بانہ فعل بالکافر ذلک الاضلال والمشار الیہ بہذا فی قولہ وہذا صراط ربک مستقیما ہو ان الفعل یتوقف علی الداعی وحصول الداعی
من اللہ تعالی فیکون فعل العبد من اللہ تعالی فاستناد الکل الی قضاء اللہ وقدرہ وقد بین سبحانہ وتعالی صحة القول بالقضاء والقدر فی آیات کثیرة من ہذہ السورة وختم الآیة بقولہ
لقوم یذکرون لانہ تقرر فی عقل کل واحد ان احد طرفی الممکن لا یترجح علی الآخر الا لمرجح فکانہ تعالی یقول للمعتزلی تذکر ما تقرر فی عقلک ان الممکن لا یترجح احد طرفیہ الا لمرجح حتی
یزول الشبہة عن قلبک فان حصول الفعل عن القادر لو لم یتوقف علی الداعی مع تساوی طرفیہ وجب ان یحصل ہذا الاستغناء فی کل الممکنات وحینئذ یلزم نفی الصانع والتاثیر
والمؤثر انتہی کلامہ لمحصاام اسلمہ ربہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۹ قولہ لان المعلوم ما لم یصدر لم یمکن تعلق العلم بہ آہ اقول فیہ بحث وہو انہ
ان اراد من العلم فی قولہ لم یمکن تعلق العلم بہ العلم الانفعالی الذی ہو بعد الایجاد فمسلم انہ یتعلق بالمعلوم بعد صدورہ عن فاعلہ لکنہ لیس من الکمالات الذاتیة وان اراد بہ العلم الفعلی الذی ہو
قبل الایجاد وسبب الوجود الخارجی للمعلوم فلا نسلم ان المعلوم ما لم یصدر عن الفاعل لم یمکن تعلق العلم الفعلی بہ والا لم یکن العلم الفعلی علما فعلیا وستعلم ما یہ انشاء اللہ تعالی من تحقیقہ
وقد اجاب البعض عن التمسک المذکور بان الموجودات باسرہا مجردة کانت او مادیة قدیمة او جدیدة صدرت عنہ تعالی دفعة واحدة فی الدہر حاضرة عندہ تعالی ومعلومة لہ بالعلم الحضوری و
فی ظرف الدہر لیس بین الاشیاء تقدم وتاخر ولا مضی ولا استقبال ولا التغیر ولا التبدل انما ہی الظرف معیة صرفة وانما التقدم والتاخر والتبدل والمضی والاستقبال فیہا بالنظر الی ظرف
الزمان فقط والاشیاء الزمانیة کلہا حاضرة عندہ تعالی حدودا ازمنتہا او الزمان کلہ مع جملة ما فیہ حاضر عندہ تعالی فی الدہر ولیست ہی معدومة بالحقیقة انما ہی غیبوبة زمانیة فالمعدوم
الزمانی غائب فی جزء من الزمان وحاضر فی جزء آخر منہ ولیس معدوما محضا وہذا الرای قد رضی بہ السید الہروی فی حاشیتہ علی شرح المواقف وحاشیة شرح الرسالة وقائل ہذا القول
یقول ایضا ان الدہر انما ہو نفس الوجود الواقعی فی حد ذاتہ تعالی یقال لہ نفس الامر ویرد علیہ اولا ان کون الممکنات باسرہا موجودة قدیمة فی الدہر وحاضرة عندہ تعالی انما یلزم منہ کونہ
تعالی عالما بہا بوجوداتہا العینیة وہو لیس الا فعلیا متقدما علی الایجاد وانما الکلام فیہ وہذا العالم وان کان موجودا قدیما دہریا لکنہ معلول لہ تعالی فیکون متاخرا عنہ وان کان تاخرا
ذاتیا فیکون فی المرتبة المتقدمة التی ہی للواجب من حیثیة الصادریة علم یتعلق لجزء العالم ولا بد لہ من تعلق المعلوم الموجود ولیس ہذا العالم بوجودہ العینی فی ہذہ المرتبة فرجع الاشکال
قہقری والجواب عنہ بان ہذا العالم صادر عنہ بالرضا لیس مما یرضی بہ لان صدور الموجود العینی قبل سبق العلم لیس بجید عند ذی العلم وثانیا ان جمہور الحکماء من المشائین
یقولون فی اثبات الزمان ان الزمانیات لہا تقدم وتاخر بالعرض وفی اجزاء الزمان تقدم وتاخر بالذات فی نفس الامر وبناء علی ہذا القول الدہری الصحیح ہذا الحکم منہم اصلا ثم ہذا القول فاسد
بوجوہ شتی قد ذکرناہا فی مبسوطاتنا لمحصاام اسلمہ ربہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۶۶ وقد اجاب عن اصل الاشکال السید الہروی فی شرح الرسالة ان للعلم ثلثة
معان الاول المعنی المصدری والثانی مبدأ الانکشاف والثالث الحاضر عند الذات المدرکة اما الاول فہو امر انتزاعی واما الثانی فہو نفس المعنی الثالث فی الممکنات واما
الثالث فہو فی العلم الحضوری عین المعلوم وفی العلم الحصولی غیرہ وقد تحقق فی الواجب جمیع تلک المعانی لکن ما ہو عینہ ہو المعنی الثانی وہو مبدأ الانکشاف جمیع الاشیاء عندہ
فہو کالصورة المتعلقة بجمیع الاشیاء فکما ان الصورة العلمیة منشاء الانکشاف لمن حصل لہ تلک الصورة المدرک عندہ منکشف سواء کان ذلک المدرک موجودا او معدوما فکذا
ہذا النحو من العلم للواجب تعالی منشاء الانکشاف جمیع الاشیاء عندہ وجمیع الاشیاء معلوم لہ سواء کانت الاشیاء موجودة او معدومة وقال فی الحاشیة قولہ فہو فی العلم الحضوری

معین المعلوم الفرق بین اتحاد العلم والمعلوم فی العلم الحضوری واتحادهما فی العلم الحصولی ان فی الاول اتحادا محضا وفی الثانی اتحادا مع تغایر اعتباری انتہی کلامہ وفیہ بحث من
وجوہ اما اولا فلان قولہ وقد تحقق فی الواجب جمیع تلک المعانی لیس کما ینبغی لان العلم الحصولی من جملتہا وہو متحقق فی الباری تعالی عند الشیخین فقط لا عند الجمہور وعند ہذا السید
فالصحیح الاول واما ثانیا فلان الصورة العلمیة للشیء انما تحصل فی الذہن بعد وجود ہذا الشیء لان المعدوم المحض لا یحصل صورتہ فی الذہن واذا عرفت ہذا فنقول ان اراد بالمعدوم فی قولہ
سواء کان ذلک المدرک موجودا او معدوما العدم الطاری فمسلم ان الصورة العلمیة تکون منشأ الانکشاف ہذا المدرک سواء کان ہذا المدرک موجودا او معدوما بعد الوجود لان
صورتہ العلمیة مرتسمة فی الذہن فالذہن یعلم ہذا المعدوم بعد الوجود بہذہ الصورة العلمیة لکن المعلوم لہ تعالی بالعلم الفعلی لیس موجودا عینیا ولا معدوما بالعدم الطاری بل
ہو معدوم قبل الوجود وان اراد بالمعدوم المعدوم المطلق سواء کان معدوما قبل الوجود او بعد الوجود فممنوع لان الصورة العلمیة للشیء فی الذہن فرع وجود ہذا الشیء واما ثالثا فلانہا
لا تنافی العلم الفعلی لہ تعالی وہو انما یکون قبل الایجاد فلما کان علمہ الفعلی نفس ذاتہ تعالی وہو ما حضوریا بجمیع الممکنات عند ہذا الفاضل فلا بد ان تکون الممکنات معلومة لہ سبحانہ و
المعلومیة تقتضی التمیز وہو فرع الوجود وقبل الایجاد لیس وجودا عینیا فقولہ وجمیع الاشیاء معلوم لہ سواء کانت تلک الاشیاء موجودة او معدومة باطل جدا والحق ان القول بکون علمہ
بمعنی حضوریا انما یصح علی رأی الافلاطون والعرفاء انہم یقولون ان الممکنات باسرہا قبل الایجاد کانت صورا علمیة قدیمة حاضرة عند الباری تعالی قائمة بذواتہا موجودة بوجود ظلی علمی واما
رابعا فلان قولہ ان فی الاول اتحادا محضا لا یصح علی الاطلاق لان الاشیاء معلومة لہ سبحانہ بالعلم الحضوری والعلم الذی ہو مبدأ الانکشاف انما ہو ذاتہ تعالی فبینہما مباینة تامة
بالذات فافہم واما خامسا فلان القول بان العلم والمعلوم فی العلم الحصولی متحدان بالذات ومتغایران بالاعتبار انما یستقیم علی رأی من زعم حصول الاشیاء بانفسہا فی الذہن
فان الصورة الحاصلة الذہنیة من حیث انہا مکتنفة بالعوارض الذہنیة علم ومع قطع النظر عنہا معلوم ولا یتم علی مذہب من قال بحصول الاشیاء باشباحہا وامثالہا فی الذہن
فان الصورة الحاصلة فی الذہن ہی شبح المعلوم ومثالہ علم والمعلوم ہو ذو الشبح الخارجی وہذا الرأی اقرب الی الصواب لان التشخص بمعنی ما بہ التشخص نفس الوجود بمعنی
ما بہ الموجودیة وہو الوجود الخاص وقد اذعن بہ الشیخ ابو نصر الفارابی حیث قال فی التعلیقات ان ہویة الشیء وتعینہ ووحدتہ وتشخصہ وخصوصیتہ ووجودہ المنفرد لہ کلہا واحد وقال
المحقق الدوانی فی الحاشیة القدیمة علی شرح التجرید ان الماہیة النوعیة انما تتشخص بنحو الوجود بل تشخصہ عین نحو وجودہ الخاص بہ لا بمعنی ان الوجود ینضم الیہ فیصیر المجموع متشخصا
بل بمعنی کما انہ بالوجود یصیر مبدأ الآثار کذلک یصیر بہ ممتازا فالفاعل الذی یجعلہ موجودا یجعلہ متشخصا بل الوجود والتشخص متحدان بالذات ومتغایران بالاعتبار
انتہی کلامہ وقد علمناک فی الدروس السابقة بالحجج المستقیمة ان الوجود الخاص نفس الماہیة واذا وعیت ہذا فالفت فی الروع بان التشخص الذہنی متغایر بالذات عن
التشخص العینی والتشخص نفس الوجود والوجود نفس الماہیة فالتشخص الذہنی یکون مغایرا بالذات عن التشخص العینی وہو یستلزم کونہما متغایرین بالماہیة والوجود فالتشخص
الذہنی مغایر بالماہیة عن التشخص العینی فبطل حصول الاشیاء بانفسہا وماہیاتہا فی الذہن وصح حصولہا باشباحہا وامثالہا فیہ واندفع الشک المذکور فی السنة الجمہور ان حصول
الاشیاء بانفسہا فی الذہن والعلم من مقولة الکیف فاذا ادرکنا الجوہر لزم کون الشیء الواحد جوہرا وکیفا مع انہما مقولتان متباینتان وللقائلین بحصول الاشیاء بانفسہا فی
الذہن فی دفعہ ترہات وواہیات قد ذکرناہا فی مبسوطاتنا ۱۲ منہ سلمہ ربہ

حاشیة متعلقة صفحہ ۱۸۶

قولہ وہو اللوح المحفوظ الخ اعلم
ان المشہور فی السنة الجمہور ان اللوح المحفوظ ہو النفس الفلکیة المجردة مع ما فیہا من صور الکائنات والحوادث وکتاب المحو والاثبات ہو النفوس الفلکیة المنطبعة الجزئیة مع ما فیہا
من صور الجزئیات المادیة والحوادث وعندی ان اللوح المحفوظ بالحقیقة ہو الصور الثابتة القائمة بذواتہا الحاضرة عند الباری تعالی قبل الایجاد فہذہ الصور مع احوالہا وافعالہا
ثابتة وحاضرة عند الباری تعالی لا تغیر فیہا ولا فی احوالہا وصفاتہا اصلا وہو عندی ام الکتاب الخ وتنتقش اظلالہا مع ما لہا فی العقل الاول اولا ثم فی النفس الفلکیة المجردة باذن
اللہ تعالی ثم من الجزئیات فی النفوس المنطبعة الفلکیة وہو کتاب المحو والاثبات وما فی اللوح المحفوظ لا تغیر فیہا اصلا انما التغیر والتبدل فی کتاب المحو والاثبات مثلا فی اللوح المحفوظ
ان زید یعیش ثمانین سنة ویبر والدیہ وفی کتاب المحو والاثبات انہ یعیش ستین سنة ویبر والدیہ ودعوا لہ فزاد اللہ تعالی عشرین سنة فی ہذا الکتاب فالتفریع قولہ
تعالی یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب وسر قول سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سرہ ان یبسط رزقہ وینسأ اثرہ فلیبر الوالدین وہذہ الصور العلمیة قبل الایجاد
مع احوالہا والصفات والاحوال المعلومة بالعلم الفعلی ہی فطرة الالہیة التی لا تغییر الیہ قولہ تعالی فطرة اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس
لا یعلمون یعنی انہ تعالی خلق کل انسان حسب صورتہ العلمیة من الحسن والقبح والسعادة والشقاوة والعزة والذلة لا تبدیل فیہا اصلا وہذہ الفطرة الالہیة عبر عنہا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ببطن الام فی قولہ من سعد سعد فی بطن امہ ومن شقی شقی فی بطن امہ والجملة ما فی اللوح المحفوظ وام الکتاب والفطرة الالہیة یقال لہ القضاء المبرم الذی لا تغیر ولا تبدیل
فیہ واما التغیر والتبدل فی کتاب المحو والاثبات یقال لہ القضاء المعلق وقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما یرد القضاء الدعاء یشیر الی القضاء المعلق لا الی القضاء

لقصر ہم لانہ لا یرد اصلا ولا یتغیر ابدا اخرج ابن سعد عن علی وعائشۃ واحمد عن علی وابو یعلی عنہ وعن زینب بنت جحش والطبرانی فی الکبیر عن علی وعن ابی امامۃ وعن انس وابن عساکر
عن ام سلمی وام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال قام عندی جبرئیل علیہ السلام فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات فلم املک عینی ان فاضتا قال
خاتم المحدثین جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ فی شرح ہذا الحدیث ان الحسین علیہ السلام کان حب النبی وسبطہ وکبر کبیر قتلہ فتعلقہ علیہ ولم یدع لہ لدفع القتل عنہ مع انہ کان مستجاب الدعوات لانہ
رأی فی اللوح المحفوظ انہ یقتل وفیہ لا یتبدل انتہی وانما المستجاب الدعا حسب القضاء المبرم قال الشیخ الاشراقی فی حکمۃ الاشراق ان النفوس اذا داومت علیہا الاشراقات العلویۃ یطیعہا
مادۃ العالم ویسمع دعاءہ فی العالم الاعلی ویکون فی القضاء السابق متقدرا ان دعا شخص یکون سببا للاجابۃ فی کذا وکذا قال العلامۃ الشیرازی فی شرحہ ان القضاء السابق ہو علمہ الازلی
الفعلی یعنی ہو المعلوم بالعلم الفعلی من الصور العلمیۃ والاعیان الثابتۃ انما التغیر والتبدل فی القضاء المعلق ہو کتاب المحو والاثبات وما نقل فی بعض کتب المتصوفۃ ان بعض الاولیاء قد رأی جلا
فی اللوح المحفوظ شقیا فغیرہ سعیدا لانہ سعیدا الامن کان شقیا او بلید العقل بہذا الولی قد رآہ فی کتاب المحو والاثبات شقیا فدعاءہ لہ فغیرہ اسعد سعیدا او ہذا الولی اخطاء وظن کتاب المحو والاثبات
لوحا محفوظا وفی اکثر کتب الاصول ان کشف الولی لیس بحجۃ قال السیوطی رحمہ اللہ فی انموذج اللبیب ناقلا عن ابی العباس الزرقی الخطرۃ للانبیاء والوسوسۃ للاولیاء والفکرۃ للعوام و
التسبع ان عنوا بالبدا ای کتاب المحو والاثبات فلا نزاع لان التغیر والتبدل قد یتطرق الیہ ودخول الجنۃ ووصول الرحمۃ الالہیۃ للعشرۃ المبشرۃ بل الصحابۃ الاجلۃ البدریۃ ثابت فی
اللوح المحفوظ لا تغیر ولا تبدل فیہ اصلا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم منہ سلمہ   حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷

اعلم انہ قد اشتہر ان صحۃ الحکم باعتبار مطابقۃ لما فی نفس الامر لا مطابقۃ لما فی الاذہان لامکان تصور الکواذب قال العلامۃ القوشجی فی شرح التجرید یرد ہہنا اشکال قوی وہو ان ما فی نفس
الامر یجب ان یکون مغایرا لما فی الاذہان لان ما فی الاذہان من النسب الحکمیۃ یعتبر مطابقتہا لما فی نفس الامر لیعلم صحتہ وبطلانہ والمطابق یکون مغایر المطابق ومعلوم ان ما لا یکون فی الاذہان یکون
فی الخارج لعدم الواسطۃ فما معنی قولہم الحکم اذا کان طرفاہ غیر موجودین فی الخارج یکون صحتہ بمطابقتہ لما فی نفس الامر لا ما فی الخارج ولا ما فی الذہن اجاب عنہ المحقق الدوانی فی الحاشیۃ
ان اراد بالمغایرۃ فی قولہ ان المطابق یکون مغایر المطابق المغایرۃ بالذات فہو ممنوع وان اراد مطلق المغایرۃ الشاملۃ للاعتباریۃ فمسلم لکن لا یلزم منہ ان یکون الموجود فی نفس
مغایرا للموجود الذہنی بالذات بل نقول ہذہ النسبۃ الموجودۃ فی الذہن مطابقۃ لنفسہا من حیث ہی موجودۃ فی نفسہا والکاتب تحقق وجودہا فی الذہن فانہا من حیث وجودہا فی الذہن مغایرۃ
لہا من حیث وجودہا فی نفسہا وتفصیلہ ان النسبۃ اذا وجدت فی الذہن کان لہا وجود فی نفسہا سواء کان ذلک باختراع العقل وتعملہ کما فی الحکم بزوجیۃ الثلثۃ او بدون اختراعہ کما فی
الصوادق وتحققہا بمحض اختراع الذہن لیس وجودا فی حد ذاتہا وتحققہا لا بمحض الاختراع وجود فی حد ذاتہا وان کان وجودہا فی الذہن الا انہا موجودۃ فیہ بدون تعملہ والاعتبار الثانی ہو الموجود فی
نفس الامر فالنسبۃ الذہنیۃ فی الصوادق مطابقۃ لہا من حیث انہا موجودۃ فی حد نفسہا حتی لو کانت موجودۃ فی الخارج ایضا کانت مطابقۃ لہا بخلافہا فی الکواذب اذ لیس لہا الوجود
فی نفسہا فمعنی کلامہم ان المعتبر فی صحۃ الحکم مطلقا ہو المطابقۃ لما فی نفس الامر لا لما فی الذہن من حیث انہ فی الذہن والا یصدق الکواذب ولا یلزم من ذلک ان لا یکون الموجود
الذہنی مع قید فردا من افراد الوجود الحقیقی فی نفس الامر فوقع فی بعض عبارات القوم ان صدق الخبر بمطابقۃ النسبۃ الذہنیۃ للنسبۃ الخارجیۃ المراد بہ الخارج عن انحو الغرضی عن الذہن
لا من الذہن مطلقا انتہی کلامہ ملخصا وانا اقول فی جواب العلامۃ القوشجی ان نفس الامر الحقیقۃ ہو الصور العلمیۃ القائمۃ بذواتہا الحاضرۃ عند الباری تعالی قبل الایجاد والمعلوم بالعلم
الفعلی فاذہ دفع الایراد عند الطبع الوقاد ویشہد علی دعویہا قولہ سبحانہ والحق عند علام الغیوب اذ الحق ہو المطابق بالفتح وہو نفس الامر منہ   حاشیہ صفحہ ۸

قولہ وہی تلک الہیولی آہ قال الشیخ رئیس اتباع المشائین فی الفصل الثانی من المقالۃ السابعۃ من الہیات الشفاء فی رد عالم المثال انہ لا یجوز عند افلاطون ان یکون بعد قائم لا فی مادۃ لانہ اما ان یکون
متناہیا او غیر متناہ فان کان غیر متناہ وذلک لحقہ لانہ مجرد طبیعۃ کان کل بعد غیر متناہ وان لحقہ لانہ مجرد عن المادۃ کانت المادۃ مفیدۃ للحصر والصورۃ وکلا الوجہین محال والکان متناہیا
فانحصارہ فی حد وشکل مقدر لیس الا لانفعال عرض لہ من خارج لا لنفس الطبیعۃ ولن ینفعل الصورۃ الا لمادۃ فتکون مفارقۃ وغیر مفارقۃ انتہی کلامہ اقول فیہ بحث اما اولا فلان قولہ لانہ لا
یجوز عند افلاطون ان یکون بعد قائم لا فی مادۃ آہ فی غایۃ غفلۃ لان الکتب الحکمیۃ من الاسلاف والاخلاف کلہا ناطقۃ بان افلاطن یقول ان المکان ہو البعد المجرد عن المادۃ لا السطح الباطن
من الجسم الحاوی واما ثانیا فلانا سلمنا او ذلک لحقہ لانہ مجرد طبیعۃ قولہ کان کل بعد غیر متناہ ممنوع لان التشکیک فی الماہیۃ والطبیع جائز فیجوز ان یقتضی التناہی فی نحو من الوجود
واللاتناہی فی نحو آخر من الوجود ولم یقم دلیل قوی علی امتناعہ واما ثالثا فلان قولہ وان لحقہ لانہ مجرد عن المادۃ کانت المادۃ مفیدۃ للحصر والصورۃ آہ لا یخلو عن السخافۃ لان
جمہور المشائین ومنہم ہذا الشیخ یقولون ان لحوق التناہی والتشکل باعتبار المادۃ مع ان المادۃ لیست مفیدۃ لہما عندہم واما رابعا فلانہ یجوز ان یکون انحصارہ فی حد وشکل
مقدر بنفس ذاتہ قال الشیخ الاشراقی فی حکمۃ الاشراق ان الجسم المطلق ہو المقدار المطلق وان الاجسام الخاصۃ ہی المقادیر الخاصۃ وکما تشارکت الاجسام فی المقدار المطلق وافترقت بخصوص المقادیر متفاوتۃ
تشارکت فی الجسمیۃ المطلقۃ وافترقت بخصوص الجسمیۃ انتہی کلامہ وحاصلہ ان ہذا الخلاف انما ہو بالکمال والنقصان والشدۃ والضعف فی نفس ماہیۃ الشیء لان التشکیک فی الذات و

[illegible]

الافادة وقال الشيخ الاشراقي في الالواح في اثبات واجب الوجود ان الاجسام كثيرة ويجمعها من غير و[illegible] النهاية تتشكل ومقدار معين ولا بد من افتراقها بالهيات فلو كانت الهيات لمقتضيها الجسمية

الجسمية لتشاركت الاجسام في المقادير والهيات لاتحادها في الجسمية وليس كذا فلا امتياز لها الا بمخصص فاذا الهيات الا بالجو المبادي جميعها مكتفة محتاجة الى واجب الوجود فهذا هو المحقق [illegible]

ولا يكون [illegible] والاجسام [illegible] حال سائر الاجسام فيتحقق مخصص [illegible] والاسماء وسائر [illegible] قوله ولا يتفصل الصورة الا بالمادة [illegible] الشيخ عند اولي النهى لان الاشراقيين قاطبة ينكرون المادة بمعنى

الهيولى التي هي جزء الجسم الطبعي ويدعون بان الجسم هو الصورة الجسمية فقط وانها متعددة ومتشكلة بالسبب المادة بالمعنى المذكور ويقولون ان المادة والهيولى هي نفس الصورة باعتبار كونها

محلا للاعراض والصور النوعية فكذا الصورة المثالية والشيخ البرزخي فافهم واثبت والاكرة [illegible] التقاليد فانكشفت البعيد [illegible] الى التحقيق فانه مما كل السالك العميق ثم [illegible] آه

قوله لشرف حميد المبدأ آه اقول انا نعتقد في اعلام الافضل [illegible] محمد عليه الصلوة والسلام بانه [illegible] خاتم النبوة قال الله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما

خبر صادق وهو انما يكون بعد العلم ما كان وما يكون [illegible] فعلم الله تعالى من زمرة الممكنات خاتم النبوة محمد بن عبد الله [illegible] فقط وخاتم النبوة غيره ليس [illegible] تعالى وما ليس معلوما له تعالى لا يكون ممكنا [illegible] متعلق قدرته

وانما الممكن ما هو معلوم [illegible] ان خاتم النبوة ما عدا محمد بن عبد الله [illegible] عليه وسلم غير معلوم له تعالى غير ممكن واذا كان غير ممكن يكون ممتنعا بالذات فخاتم النبوة ما عدا محمد بن عبد الله يكون ممتنعا بالذات

فالنظير يكون ممتنعا بالذات [illegible] لا يكون خاتم النبوة وقد جمع الكلام المحققون على ان الممكن انما هو معلوم الله تعالى وقدرته انما تتعلق بمعلومه قال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية لشرح المواقف ان عدم

تعلق القدرة بما عدا الجملة المعلومة للباري تعالى فلعدم امكانه لا لنقص في القدرة وكيف يجوز ما قال ان يوجد بالقدرة ما لا يمكن تعلق علم القادر به انتهى كلامه فاثبت ولا تعجب [illegible] سلمه

قوله فلعله [illegible] في الامكان [illegible] آه اعلم ان القول بان العلم تابع للمعلوم انما هو مذهب المعتزلة المخذولة لا مذهب الاشاعرة وهم [illegible] اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى الى يوم القيامة قال العلامة القوشجي

في شرح التجريد العلم [illegible] سببا لوجود المعلوم في الخارج كما اذا تصورت شيئا فتفعله ويسمى فعليا او يكون مستفادا من وجود المعلوم كما اذا شاهدت شيئا فتعقلته ويسمى انفعاليا والاشاعرة استدلوا على كون افعال

العباد اضطرارية بان الله تعالى عالم في الازل بما يصدر عنهم فيستحيل انفكاكهم عنها لامتناع خلاف ما في علمه تعالى فكانت لازمة لهم فلا تكون اختيارية فاجاب المعتزلة بان العلم تابع للمعلوم فلا يكون علة له ورده

الاشاعرة بانه كيف يجوز ان يكون علمه الازلي الفعلي تابعا لما هو متأخر عنه فانه يستلزم الدور انتهى كلامه ملخصا واقول في هذا المقام قد علمناك تعليما في المقدمة الثانية ان العلم انما هو مبدأ الانكشاف وهو

في الباري تعالى سواء كان بالنسبة الى ذاته او الى غيره من الممكنات سواء كان علما فعليا او انفعاليا انما هو ذاته تعالى فقط لا غير وانما الفرق بين هذين العلمين بالنسبة اليه تعالى بالحيثية والاعتبار لا بالذات كما مر [illegible]

[illegible] لان العلم التابع للمعلوم انما يكون ناشئا من المعلوم وحادثا بعده وعلم الباري تعالى [illegible] عنه علوا كبيرا فان الله سبحانه ذاته بذاته مبدأ انكشاف كل الموجودات ازلا وابدا العالم كلها

[illegible] من حيث انه مبدأ انكشاف الممكنات قبل الوجود العيني يقال له العلم الفعلي ومن حيث انه مبدأ انكشافها بعد وجودها العيني يقال له العلم الانفعالي وليس ان الله سبحانه يعلمها بعد وجودها

العيني ولم يكن له هذا العلم سبحانه قبل وجودها العيني ليكون علمه تابعا للمعلوم انما العلم التابع للمعلوم هو العلم الانفعالي الممكني فقط ولان المعلوم انما يوجد بعد ارادته تعالى وارادته تعالى

انما هي [illegible] لفيضان الممكن عنه وانه غير مسبوق به كما قال الامام الرازي فكيف يكون علمه تعالى تابعا للمعلوم كما لا يخفى على من هو غير المجهول والقادم فمن زعم ان علم الباري تعالى

يكون للمعلوم تابعا صار من ضيقي السفاهة تابعا وهذا صراط مستقيم فاتبعوه واحفظ هذا البيان فانه اجدى لك من كلمة العقيان [illegible] سلمه

قوله ثم نقلية وشواهد عرشية آه اقول قد سنح لي عند الان الهام الله المنان برهان على امتناع نظير سيد الانس والجان من قوانين الحكمة اليونانية والحكمة اليمانية كلتيهما قد حكمنا بان كل ممكن محفوف بوجوبين وجوب سابق ووجوب

لاحق ونظير خاتم الانبياء ليس فيه قط شيء من هذين الوجوبين فلا يكون ممكنا فاذا لم يكن ممكنا يكون ممتنعا بالذات لامتناع كونه واجبا بالذات اما ان كل ممكن محفوف بوجوبين سابق ولاحق فبيان ان الممكن لا

يجوز ان يكون احد طرفيه راجحا على الطرف الآخر رجحانا ناشئا من ذات الممكن غير منتهية الى حد الوجوب والامتناع حتى يجوز ان يوجد ممكن بهذا الرجحان من غير احتياج الى غيره فينسد باب اثبات الصانع

اي مع ذلك الرجحان لو لم يجز وقوع الطرف المرجوح نظرا الى ذات الممكن لم يكن ممكنا وقد فرضناه ممكنا ولو جاز وقوعه نظرا الى ذاته لجاز رجحانه على الطرف الراجح نظرا الى ذاته اذ لا يتصور

الوقوع بدون الرجحان لكنه لا يجوز لمنافاته مقتضى ذات الممكن وهو رجحان الطرف الراجح ولا يكفي الاولوية الخارجية في وقوع احد طرفي الممكن بل ما لم يجب لم يقع لانا نفرض وقوع

الاولوية الخارجية لا يجعل وقوع المرجوح محالا لانه لو وجب وقوع الطرف الاولى لم يكن اولوية ما فرضناه اولوية بل وجوبا واذا امكن وقوع الطرف الراجح مع وجود تلك الاولوية في

فليفرض وقوعه معها تارة وعدم وقوعه معها اخرى فاختصاص وقوعه بمجرد تلك الاولوية لزم ترجح احد المتساويين على الآخر بلا مرجح والرجحان وتوقعه لامر آخر فما لم يجب مع ذلك الامر

وقوع الطرف الراجح [illegible] تعينا من انه لا يكفي الاولوية في وقوع الممكن بل ما لم يجب لم يقع اولا يجب بل يصير اولى ويحتمل الكلام الى تلك الاولوية ويتمادى الامر لا الى نهاية وهو

محال فهذا حق لا انتهاء الى الوجوب من جهة العلة وهذا هو الوجوب السابق لانه متى وجب المعلول عنه الوجوب وقع البتة والتقدم والتأخر بين الوجوب السابق ووقوع المعلول انما هو بحسب الذات فقط لا زماني

وللممكن الوجوب الذي [illegible] ثم اذا وقع الممكن ووجد يلحقه بسبب كونه موجودا وجوب آخر وهو يسمى بالوجوب اللاحق

والمستفاد بشرط المحمول لان كل ممكن مع وجوده يجب وجوده بشرط كونه موجودا واما ان الظاهر خاتم الانبياء الليس فرق امر بين الوجوبين فظاهر ان هذا الرجل اعظم من بهم لو ثبت وقوعه والوجوب اللاحق للممكن انما يكون بعد وقوعه ووجوده والوجوب السابق للممكن يوجب وقوعه لان بين الوجوب السابق للممكن ووقوعه تقدما وتاخرا ذاتيا فتدبر فلو كان لنظير خاتم الانبياء وجوب يجب وقوعه بهذا التفسير بهذا الرجل فقد امن بعدمه ووقوعه فلم يكن ممكنا يكون ممتنعا بالذات ثم اعلم ان ههنا شكوكا مشهورة قد ذكرناها في مبسوطاتنا وههنا اذكرها منها انه هو لان الوجوب السابق من صفات الماهية وقد تقرر ان ثبوت الصفة للموصوف فرع ثبوته فكيف يكون الوجوب السابق على وجود الماهية واجاب عنه الامام الرازي في المباحث المشرقية بان الوجوب السابق امر عرض لها من تلقاء الشيء الفعلي اي الفاعل لتعبير محكوما عليه بوجوب ان يصدر عنه وذلك الفعل والفاعل سابق بوجوده على الفعل فلا باس بان يؤخذ صفة الوجوب وفيه نظر ولهذا الشك اجوبة اخرى ذكرناها في شرحنا الحكمة العادية اما اقول في حل هذا الشك ان الوجوب السابق هو الموجب وجود المعلول ولم يكن بالقوة القريبة وبهذا الوجوب يتحقق في السمرتبة ومن المستنير لمن اهتدى بالبيان الحكمة الحقة اليمانية وانتفع من لوامع الحكمة اليمانية ان المتعين الممكن لن يتحقق الا بارادة البارئ تعالى مع رعاية المصلحة والحكمة فالوجوب السابق انما هو ارادته سبحانه مع رعاية المصلحة والحكمة فهو من صفات البارئ تعالى لا من صفات المعلول متقدمة على المعلول الا صادم فاندفع ما توهم من ان ثبوت شيء لشيء فرع ثبوت المثبت له وقد اجاب عن هذا الشك صاحب الافق المبين بان في الصفات العينية بالقياس الى موصوفاتها ما يتقدم على الموصوف باحد الاعتبارات وذلك كالصورة بالقياس الى الهيولى فانها من حيث هي محصلة حالة في الهيولى متاخرة ومن حيث انها صورة ما متقدمة عليها مقومة اياها فكذلك لكن من المستبين لديك ان في الصفات العقلية ما على تلك الشاكلة كالوجوب والوجود فيشبه الصورة من وجه فوجود كل مهية من حيث هو تاكد الحقيقة والوجود وصف يعرض المهية في لحاظ العقل ويتاخر عنها تاخر الامية ومن حيث يستند هو والمهية الى العلة الجاعلة اثر الجاعل ومتقدم على المهية في الترتب عليه والصدور عنه انتهى كلامه ملخصا اقول فيه بحث اما اولا فلان ما قال ماخوذ من كلام المحقق الدواني وذلك في الصورة بالقياس الى الهيولى انه يتوقف على ثبوت الهيولى وكونها محلا للصورة والجسمية وهذا مما لم يثبت بعد وما ذكروا الادلة في اثباتها كلها واهية كما انها اعجاز نخل خاوية واما ثانيا فلانه مبني على ان للهيولى العرض صورة جسمية ثم يعرض لها صورة نوعية وهذا في حيز المنع فانه غير بين ولا مبين ولم يقل به احد مع ان جعل العام بعينه جعل الخاص فكيف ينفك عن الخصوصية ونعرض جسمية للهيولى وهذا الايراد قد ذكره السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح التجريد على المحقق الدواني وهذا الفاضل لما ذكر كلام المحقق ذكرت ايراد الصدر عليه واما ثالثا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوصف يعرض لكن المعلول في نفس الامر لا في لحاظ العقل فقط فقوله وصف يعرض للماهية في لحاظ العقل يمجه العقل واما رابعا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوجوب انما هو قبل وجود الممكن لا بعده واما خامسا فلان الوجوب السابق عند التحقيق كما قال الامام واما من صفات البارئ تعالى فلا يمكن كونه متاخرا عن وجود الممكن واما سادسا فلان الوجوب السابق لما كان من العوارض التي تلحق الشيء في العقل ومتاخرا عنه لزم كون العقل الاول موجودا وممكنا بلا وجوب سابق واما سابعا فلان هذا الفاضل قد قال في هذا الكتاب ان السبق بالمهية من حيز الجعل البسيط والسبق بالطبع والسبق بالعلية من حيز الجعل المؤلف والمتصف بالسبق بالماهية انما هو جوهريات الماهية بالقياس اليها ونفس الماهية بالقياس الى وجودها انتهى فهذا من كلامه في هذا الكتاب ينص على ان هذا انما هو على الذات والمهية على الوجود لا بالماهية وهذا صحيح لانه قد عد الوجود من اللواحق حيث قال في هذا الكتاب واما اللاحق الذي هو الوجود فمصداق الحمل فيه نفس حيثية الموضوع الصادرة عن الجاعل انتهى ملخصا الا ان الماهية على الوجوب السابق لتقدمها بالماهية كما قال في هذا الجواب وبعضهم يقول كون الوجوب السابق متاخرا او لو في لحاظ العقل عن المعلول الا انه قد صح ان الممكن ما لم يجب لم يوجد فهذا الوجوب متقدم عليه في نفس الامر قطعا واختراع الذهن وتحليله مجالا في نفس الامر لا يعتد بها فافهم انتهى

قوله لارادة قصد منه الى السافل قال الشيخ الرئيس في النمط السادس من الاشارات اتعرف ما الجود هو افادة ما ينبغي لمن ينبغي لا لعوض فلعل من يهب السكين لمن لا ينبغي ليس بجواد ولعل من يهب ليستعيض معامل وليس بجواد وليس العوض كله عينا بل وغيره حتى الثناء والمدح والتخلص من المذمة والتوصل الى ان يكون على الاحسن فمن جاد ليشرف او ليحمد او ليحسن به بالفعل فهو مستعيض غير جواد فالجواد الحق هو الذي يفيض منه الفوائد لا لشوق منه وطلب قصدي لشيء يعود اليه واعلم ان الذي يفعل شيئا لو لم يفعله قبح به او لم يحسن منه فهو بما يفيده من فعله متخلص والعالي لا يكون طالب امر لاجل السافل حتى يكون ذلك جاريا مجرى الغرض فان ما هو غرض تقدم عند الاختيار من النقيض ويكون عند المختار انه اولى او اوجب حتى انه لو صح ان يقال فيه انه اولى في نفسه واحسن ثم لم يكن عند الفاعل ان طلبه وارادته اولى به واحسن لم يكن غرضنا فاذن الجواد والملك الحق لا غرض له والعالي لا غرض له في سافل انتهى كلامه قال صاحب المحاكمات ومما ثبت ان الفاعل لغرض مستكمل بفعله فالمبدأ العالي لو فعل لغرض في السافل ولا لاستكمال العالي بالسافل وهو محال واما المبدأ الحق فلان ذاته لفعله اصلا بل غاية لجميع الاشياء لكمالانه مبدأ جميع الاشياء لان الصادر عنه اما ان يكون صدوره لغيره او يكون صدوره لذاته والاول باطل لما مر من الاستكمال بالغير فتعين ان يكون صدوره لذاته فيكون هو غاية الشيء ولا معنى للغاية الا هذا ايضا لما كان فاعلا بذاته تام الفاعلية لم يكن فاعليته الا من ذاته والغاية الباعثة هي التي منها فاعلية الفاعل فهو اذن قد كفى في الفاعلية فيكون غاية ايضا فكما ان منه الاشياء كذلك لاجله الاشياء انتهى كلامه قال السيد نفسه الشريف

اذا ترتب على فعل فرد ذلك الاثر من حيث انه نتيجة لذلك الفعل وثمرته يسمى فائدة ومن حيث انه على طرف الفعل ونهايته يسمى غاية له فغاية الفعل وفائدته متحدتان بالذات ومختلفتان بالاعتبار ثم ذلك الامر المسمى بهذين الاسمين ان كان سببا لاقدام الفاعل على ذلك الفعل يسمى بالقياس الى الفاعل غرضا ومقصودا وبالقياس الى فعله علة غائية فالغرض والعلة الغائية متحدان بالذات ومختلفان بالاعتبار وان لم يكن سببا للاقدام كان فائدة وغاية فقط فالغاية اعم من العلة الغائية اذا عرفت هذا فنقول افعال الله سبحانه وتعالى يترتب عليها حكم ومصالح لا تحصى والله تعالى فذهب الحكماء والاشاعرة الى ان تلك الحكم والمصالح غايات لا انها له تعالى ومنافع راجعة الى خلوقاته وليس شيء منها غرضا له او علة غائية لفعله تعالى واستدلوا على ذلك بوجهين احدهما ان من كان فاعلا لغرض فلا بد ان يكون وجود ذلك الغرض اولى بالقياس اليه من عدمه والا لم يصح ان يكون غرضا له فيكون الفاعل بالفعل مستفيدا لتلك الاولوية ومستكملا بغيره تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا لا يقال انما يلزم الاستفادة والاستكمال اذا كانت المنفعة راجعة الى الفاعل اما اذا رجعت الى غيره كالاحسان الى المخلوقات فلا لانا نقول اذا كان احسانه وعدم احسانه اليهم متساويين بالنسبة اليه تعالى لم يصلح ان يكون الاحسان غرضا وان كان الاحسان ارجح واولى لزم الاستكمال به والثاني ان غرض الفاعل لما كان سببا لاقدامه على فعله كان ذلك الفاعل ناقصا لذاته في فاعليته مستفيدا لها من غيره ولا مجال للنقصان بالقياس اليه تعالى كما لا يخفى بل كمال الله تعالى في ذاته وصفاته يقتضي الكمالية في فاعليته وافعاله وكمالية افعاله تقتضي ان يترتب عليها مصالح ومنافع راجعة الى عباده فتلك المصالح غايات وثمرات لافعاله سبحانه لا علل غائية لها والتشنيع بان يلزم ان ليس شيء من افعاله تعالى عبثا خاليا عن الحكمة والمصلحة وان لا سبيل الى الاستكمال والنقصان الى سرادقات عظمته وكبريائه سبحانه وهذا هو المذهب الصحيح والحق الصريح الذي لا يشوبه شبهة ولا يحوم حوله ريبة وما ورد من الآيات والاحاديث الموهمة لكون افعاله تعالى معللة بالاغراض فهي محمولة على الغايات المترتبة عليها ومن قال بتعليلها بناء على شهادة ظواهرها فقد غفل عما شهدت به الانظار الصحيحة والافكار الدقيقة او اراد ان ظاهرها يناسب افهام العامة على مقتضى اقوال الانبياء كلموا الناس على قدر عقولهم انتهى كلامه رفع الله مقامه وسلمه

قوله ويمتنع كثرة الشبهة الخ قال بعض المحققين في الحاشية القديمة على شرح التجريد بعد هذا التقرير وبهذا يندفع الاعتراض بانه يجوز ان يكون الذات واحدة من جميع الجهات خصوصية مع امور متعددة لا يكون تلك الخصوصية مع غيرها فيصدر عنها تلك الآثار باسرها ووجه الاندفاع ان تلك الخصوصية لما كانت مشتركة بين المجموع وبين كل واحد من احاد تلك الآحاد فليست هي وحدها مقتضية لتعين صدور المجموع ولا مقتضية لتعين صدور كل واحد منها اذ ليست خصوصية مطلقة بل خصوصية بالنسبة الى ما عدا اجزائه فقط فتلك الخصوصية لا تكفي في صدور شيء من تلك الاجزاء لان نسبة العلة بحسب هذه الخصوصية الى كل جزء والى غيره من تلك الاجزاء سواء فلا تقتضي شيئا من الخصوصيات ولقائل ان يقول ان اردتم ان العلة يجب ان يكون لها مع كل واحد واحد من معلولاتها خصوصية ليست لها مع غيره مطلقا وما ذكرتم من ان العلة يجب ان يتعين بالنظر اليها وجود المعلول ان اردتم به انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على عدمه مسلم لكن ذلك يقتضي ان يكون لها بالنسبة الى وجوده خصوصية لا يكون لها بالقياس الى عدمه لا ان يكون لها بالقياس الى المعلول خصوصية لا تكون تلك الخصوصية لها بالقياس الى غير ذلك المعلول مطلقا فجاز ان يكون لها مع كل واحد من المعلولات خصوصية يترجح بها وجوده على عدمه وان زعمتم انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على وجود غيره مطلقا فممنوع بل هو اول المسئلة والجواب ان الحكم المذكور ضروري فان العقل يحكم بانه لا بد من ان يكون بين العلة والمعلول خصوصية لا يكون لها تلك الخصوصية مع غيره والا لكان صدوره دون غيره عنها ترجيحا بلا مرجح انتهى منه من كلامه واورد عليه بعض الفضلاء ان ثبوت الخصوصية المعينة بالنسبة الى المعلول المعين وانتفاءها بالنسبة الى غيره متوقف على ثبوت التمايز بين الشيئين وثبوت التمايز متوقف على ثبوت المتمايزين اما في الخارج او في الذهن فيلزم ان يتوقف الخصوصية على وجود المتمايزين في الخارج او في الذهن وان توقف على الوجود الخارجي لزم الدور وهو ظاهر وان توقف على الوجود الذهني يلزم ان يتوقف خصوصية الباري تعالى بالعقل الاول على وجوده في الذهن مع ان وجوده الذهني متاخر عن وجوده الخارجي في الذهن اما العقل الاول او ما يتاخر بالذات من سائر العقول والنفوس فيلزم الدور ايضا واجاب عنه السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح التجريد بانا نحن لا نريد بالخصوصية امرا مخصوصا للارتباط بين العلة والمعلول كما حسبه هذا الفاضل حتى يكون ذلك موقوفا على ثبوت التمايز بينهما بل اردنا بها ان الخصوصية مقتضيا لامر كذا او الامر كذا معلوله ولا شك ان اقتضاءه لامر كذا وكذا لا يتوقف على وجود ذلك الامر بل ذلك الامر يتوقف عليه ويتبعه مثلا الوجود المقتضي لوجود فرس ذي راسين لا يتوقف ذلك على ان يكون في الخارج او في الذهن فرسا ذا راسين بل الفرس المذكور يتبع ذلك الامر اذا تم شرائط اقتضائه انتهى

وهي ايضا من حيث عدم ترتب الآثار عليه وان اراد به الوجود مطلقا قبل الوجود الخارجي فالعقل الاول قبل الوجود الخارجي وجود ذهني علمي كما للاعيان الثابتة فلا
باس ان يتوقف خصوصية البارئ تعالى بالعقل الاول على وجود العقل الاول الذهني بهذا المعنى اي بوجوده العلمي الظلي قبل الايجاد ثم اقول ان الشيخين ابا نصر وابا علي من
معلمي المشائين قالا بارتسام صور الممكنات كلها قبل الايجاد في ذاته تعالى فيكون للعقل الاول ايضا وجود ذهني قبل الوجود العيني فتبصر ۱۲ منه
قوله ولا تصور جهة له البارئ تعالى بالقوة آه وذلك لان الممكنات منحصرة في معلوماته تعالى وكل معلوماته موجود بالفعل بالوجود الظلي العلمي حاضر عنده تعالى وكذا الجهات
المخصوصة التي هي اقتضاءاته بها بالفعل لا شيء منها بالقوة اصلا ۱۲ منه سلمه
حاشية صفحه ۱۷۸
قوله هو عالم فعلي آه وقد علمت في المقدمة الثانية ان العلم الفعلي له تعالى هو ذاته المقدسة والصور العلمية والاعيان الثابتة انما هي معلومات بالعلم الفعلي له سبحانه و
يطلق عليها العلم الفعلي مجازا لانها المعلومة به وقد شاع اطلاق العلم على المعلوم كما في قوله تعالى ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء ۱۲ منه
قوله فان كل بدعة ضلالة آه اقول هذا ما ورد في الحديث الصحيح قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من
يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة فالمراد بالبدعة التي حكم عليها بالضلالة هو امر محدث مخالف الكتاب والسنة وعلى هذا يحمل ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وما قال وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة فالبدعة الضلالة والمحدثة السيئة ما تخالف الكتاب والسنة كالقول
بتجسم البارئ تعالى وصدور الكبائر والصغائر النسبية عمدا من الانبياء وانكار القدر والقضاء وبغض اهل بيت النبوة الاطهار والصحابة المهاجرين والانصار وسبهم والتبري
والاطراء في مدحهم كقول الخوارج ان ابا بكر رضي الله عنه افضل من جبرئيل عليه السلام وقول الروافض ان عليا رضي الله عنه افضل من جبرئيل واستاذه والائمة من اهل بيت
النبوة يساوون الانبياء في الفضيلة بل افضل من سائر الانبياء ما عدا خاتم النبوة ويساوون خاتم الانبياء في الفضيلة والكرامة معاذ الله من هذه العقيدة الفاسدة
لان النبوة افضل من الولاية وهي نيابة النبوة وبدايتها ولان قد ارتكز في القرائح الايمانية بالحجج المؤسسة بضوابط الحكمة اليمانية ان خاتم الانبياء اشرف الممكنات
وواسطة صدور الجائزات من الاعيانيات والخلقيات وكل من سواه من الممكنات متوسل ومتطفل به وقول الناصبي الفاجر في معاوية بن ابي سفيان الجائر انه
كان من الخلفاء الراشدين وان الله تعالى ارسل من العرش قلما من ذهب لمعاوية ليكتب به الوحي وكالقول بان نظير خاتم الانبياء ممكن وانكار الاولياء والانكار عن
كراماتهم ومنع الاستعانة عن النفوس القدسية والارواح الطيبة وعدم وصول ثواب العبادة البدنية والمالية اليها والمنع عن زيارة قبورهم والمنع عن تعيين
يوم لامر مخصوص حسن وسب الائمة الاربعة المجتهدين واهانتهم والمنع عن تقليدهم راسا كما هو دأب الوهابي المتغالي والانكار عن الشفاعة كما هو رأي المعتزلة
والاطراء في مدائح بعض الاولياء الذين لم يثبت ولايتهم بدليل قطعي من القرآن والخبر وتفضيلهم على الصحابة واهل بيت النبوة والتوجه الى البغداد وضرب الاقدام
وتصوير الشيخ والمرشد في الاوراد المخصوصة كما هو شعار بعض الصوفية وكالقول بانقطاع زمان الاجتهاد وحصره في الاشخاص المخصوصة والقياس بمقابلة الكتاب
والسنة وترجيح الفتاوى القياسية على الاخبار النبوية والمنع عن العمل بالحديث مطلقا وتفضيل كتب الفقه على كتب الاحاديث كما هو مزعوم المقلدة العامة والانكار
عن الجنة والنار وعن الحشر الجسماني والقول بالرجعة والتناسخ في دار الدنيا كما هو موهوم الطائفة الزائغة كلها بدعات سيئات بعضها اقبح من الاخرى ظلمات بعضها
فوق بعض يا معاشر المسلمين المتدينين اياكم واياها فانها ضلالات في النار قال الشيخ المحدث عبد الحق الدهلوي رحمه الله واما البدعة فالمراد بها اعتقاد امر محدث على
خلاف ما عرف في الدين وما جاء من رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه بنوع شبهة وتاويل لا بطريق جحود وانكار فان ذلك كفر وقال صاحب جامع الاصول اخذ جماعة من ائمة الحديث
من فرقة الخوارج والمنتسبين الى القدر والتشيع والرفض وسائر اصحاب البدع والاهواء وقد احتاط جماعة آخرون من اخذ حديث من هذه الفرق وفي الدر المختار ويجوز الصلوة خلف
اهل البدع حتى الخوارج الذين يستحلون دماءنا واموالنا اقول ان ابن تيمية قد جمع البدعات السيئات لانه كان ناصبيا ثم كان خارجيا ثم حرم السفر لزيارة قبر سيد المرسلين ورحمة للعالمين
... ... ولا الامام المحدث الذي لا يخالف الكتاب والسنة بل هو يستنبط منهما ولا منافاة عنه فهو من البدعات الحسنات وروي عن عبد الرحمن
بن عبد القاري قال خرجت مع عمر ابن الخطاب رضي الله عنه ليلة الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلوته الرهط فقال عمر رضي الله عنه اني لو جمعت
هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب قال ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم قال عمر رضي الله عنه نعمت البدعة هذه ويشير الى انقسام البدعة الى السيئة
والحسنة قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاه الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل آثام من عمل بها وما روي عن ابن مسعود رضي الله عنه من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
ومن سن سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها قال النووي ان قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم كل بدعة ضلالة مخصوص البعض وروي اليافعي عن الامام الشافعي رحمه الله ان المحدثات ضربان
احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة الضلالة والثانية ما احدث من الخير وهي بدعة غير مذمومة وقال المتقدمون من الفقهاء والمحدثين البدعة
واجبة كتعلم النحو والكلام والاصول ومحرمة كمذهب اهل البدع من المعتزلة والخوارج والروافض ومندوبة كاحداث الرباط والمدارس ومكروهة كزخرفة المساجد عند البعض